تجویز انہدام
گنبد خضرا
محمد یٰسین اختر مصباحی
المجمع الاسلامی۔ مبارکپور۔ اعظم گڈھ۔ یوپی
محمد شکیل اختر: ۸۵ مارکیٹ اسٹریٹ کلکتہ ۱۳۔ ہند

تجویز انہدام گنبد خضرا کا
تاریخی پس منظر
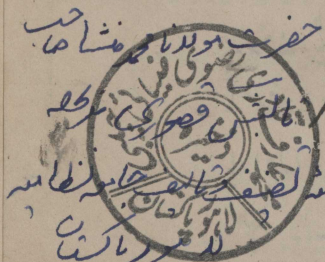
محمد یٰسین اختر اعظمی مصباحی
استاذ ادب عربی الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور

زیر اہتمام
المجمع الاسلامی مبارکپور، اعظم گڈھ، یوپی

ناشر
محمد شکیل اختر، محمد ابوالکلام ۴۵ مارکیٹ اسٹریٹ
کلکتہ ۱۳ - انڈیا

سلسلۂ اشاعت ۱۴

کتاب ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ گنبد خضریٰ،

مصنف ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مولانا یٰسین اختر مصباحی،

کتابت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ محبوب عالم حزیں اعظمی،

پروف ریڈنگ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ فتح احمد بستوی، علیم الدین اعظمی،

ناشر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ محمد شکیل اختر، محمد ابوالکلام۔ کلکتہ،

بار اول ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہزار،

مطبع ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تاج آفسیٹ پریس، الہ آباد

قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ غیر مجلد ۵/۰۰، مجلد ۶/۰۰

ملنے کے پتے

(۱) المجمع الاسلامی، مبارک پور، اعظم گڈھ، (یو پی)

(۲) محمد شکیل اختر محمد ابوالکلام، ۴۵ مارکیٹ اسٹریٹ، کلکتہ، ۱۳،

(۳) ازہری بک ڈپو، موتی مسجد، بائیکلہ، بمبئی ۲۷،

(۴) مکتبۃ الحبیب، مسجد اعظم، دریاباد، (نیو اترسوئیا) الہ آباد۔

تہدیہ

مجاہد ملت حضرت مولانا شاہ محمد حبیب الرحمٰن قادری صدر کل ہند" تبلیغ سیرت" بانی
"جامعہ حبیبیہ" الہ آباد و امیر کل ہند تحریک" خاکساران حق" کی خدمت میں ۔

جنھوں نے سرزمین ہند پر اپنے اخلاص وللّٰہیت اور بے مثال دینی و علمی خدمات کے روشن
نقوش ثبت کئے، اور حق و صداقت کی آواز بلند کر کے قید و سلاسل کو نہ جانے کتنی بار خود بڑھ کر
خوش آمدید کہا، اور اب جن کی گرجدار آواز اور نعرۂ اسد اللّٰہی نے ہند سے لیکر جزیرۃ العرب
تک کی نجدی امت اور اس کی امامت کو لرزہ براندام کر دیا ۔

باطل نظریات اور گمراہ کن افکار و عقائد سے ہمہ وقت اور ہر لمحہ برسرپیکار رہنے والے
مجاہد ملت اور اسلام کے بطل جلیل نے اختلاف مسلک کی بنیاد پر نماز عشا کے وقت نجدی امام کی
جماعت کے بعد اپنی الگ جماعت قائم کرلی، سبب پوچھا گیا تو آپ نے جواب دیا کہ تاخیر اور اختلاف
مسلک کی وجہ سے میں نے ایسا کیا، اور اس کی اطلاع ملتے ہی پولیس افسر حرم تک گھسیٹتے ہوئے پہنچایا،
جس کے بعد مدینہ منورہ کے قاضی القضاۃ کے یہاں پیشی ہوئی اور آپ نے اپنی طویل گفتگو میں بلاخوف و خطر یہ بیان
دیا کہ" میں وہابی امام حرم کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا، قاضی القضاۃ نے خود اپنے قلم سے لفظ وہابی تحریر کیا،
جس پر آپ نے اپنا دستخط ثبت کیا، چنانچہ ۱۸، ۱۹ ذوالقعدہ ۱۳۹۹ھ مطابق ۱۰، ۱۱ اکتوبر ۱۹۷۹ء کی
درمیانی شب میں سعودی حکومت کی شرعی روبابی عدالت نے اپنا یہ جابرانہ فیصلہ صادر کیا،

القضیۃ امتناعہ عن الصلوٰۃ مع الجماعۃ و اعتقادہ بالتوسل بالانبیاء والمرسلین وقد
صدر بحقہ القرار الشرعی ۲۱۶۲/ ۱۸/۱۹-۱۱-۱۳۹۹ بعدم تمکینہ من الحج و ترحیلہ الیٰ بلادہ

لیکن اس سال سعادت حج سے اس محرومی کے باوجود جب آپ کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں لگیں تو وفور
شوق میں جھوم کر یہ رباعی پڑھی ۔ ـــ ؎

آنکھ ہے محو تجلی وصل سے دل شاد ہے — قید میں بھی طبع بیخود ہر طرح آزاد ہے
بیڑیاں مجھ کو پہننے میں کوئی ذلت نہیں — باپ دادا کا طریقہ سنت سجاد ہے ۔

نیاز مند ۔ اختر اعظمی ۔

پیش لفظ

گنبد خضریٰ کے انہدام اور روضۂ مقدسہ کو مسجد نبوی سے الگ کرنے کی تجویز سعد الحصین کے قلم سے الدعوۃ میں شائع ہونے کی خبر جیسے ہی عالم اسلام میں پھیلی ہر طرف ایک ہنگامہ محشر بپا ہوگیا۔ احتجاجی جلسے، جلوس اور کانفرنسیں منعقد ہونے لگیں۔ اور سفرائے سعودی عرب سے ملاقاتیں کی جانے لگیں، ہند و پاک اور برطانیہ کے اخبارات و رسائل میں خصوصی طور پر اس کے خلاف اظہار نفرت و بیزاری کا ایک طویل سلسلہ بندھ گیا، اور ہر طرف سے لعنت و ملامت کی برسات ہونے لگی، بدحواسی کی ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ اسی عالم رستاخیز میں کچھ لوگوں کو یہ لکھتے اور کہتے سنا گیا کہ یہ ایک شخص کی اپنی ذاتی تجویز ہے، سعودی حکومت اس طرح کا کوئی پروگرام نہیں رکھتی، نہ ہی اس نے ایسا کوئی نامعقول اعلان کیا ہے۔

کتنی معصومیت ہے اس بیان میں، تفصیلی بحث تو آپ کتاب میں پڑھیں گے، تھوڑی دیر کے لئے ہم یہاں تسلیم کئے لیتے ہیں کہ سعودی سفیر نے ایسا کوئی بیان دیا کہ حکومت سعودیہ کا سردست اس طرح کا کوئی سیاسی ارادہ یا اعلان نہیں، پھر بھی مذہبی عقیدہ تو ان کے آبا و اجداد کا یہی ہے اور انھیں عقائد کو نافذ العمل کرنے کے لئے یہ سیاسی قوت و اقتدار اور بالادستی حاصل کی گئی ہے، یہ بات اگر سعودی حکومت کے منشا کے ذرا بھی خلاف ہوتی تو سعد الحصین کی زبان اور اس کا ہاتھ ہی نہیں، بلکہ اس کا ناپاک سر نہ جانے کبھی کا قلم ہو چکا ہوتا۔ جیسا کہ وہاں کی روایت ہے کہ آل سعود کے خلاف ایک لفظ بولنے والے کو ایک لمحہ کے لئے بھی برداشت نہیں کیا جاتا، بلکہ ایسے سیکڑوں واقعات سینہ بسینہ تاریخ کے سینوں میں محفوظ ہیں کہ مخالفانہ روش رکھنے والے کسی بھی سعودی باشندے کے گھر کے سامنے سعودی پولیس کی گاڑی آئی، اور سرکار طلبی کے بہانے گھر کے سبھی افراد کو اس پر لاد کر اجنبی اور نامعلوم جگہ پر لیجایا گیا اور پھر یہ راز کوئی نہ بتا سکا کہ اس مظلوم کو زمین نگل گئی یا آسمان کھا گیا، اور اس کے اہل خانہ کا کیا حشر ہوا، ان کی الم انگیز اور کربناک زندگی کا انجام بتانے سے شاید تاریخ کی زبان اب ہمیشہ کے لئے خاموش ہو چکی ہے۔

حج کے ایام میں بزور قوت حاجیوں کو نجدی امام کی اقتدا پر مجبور کیا جاتا ہے، اور روضۂ مقدسہ کی

کی جانب قصداً ابتث کرنے پر زور دیا جاتا ہے، اور ہندوستان کے سیاہ پیشانی والے تبلیغیوں سے زیادہ انھیں اپنی عبادت کا غرہ اور غرور رہے، نخوت کا یہ عالم ہے کہ ایک ہندوستانی حاجی نے ایک نجدی سے اپنی گفتگو کے درمیان صرف اتنا ہی کہا تھا کہ ہم تمھارے حق میں دعائے خیر کریں گے، جب تک وہ نہایت بری طرح اس غریب پر برس پڑا کہ، اللہ ہمارا، رسول ہمارا، قرآن وحدیث ہمارے، کعبہ ہمارا، مکہ ہمارا، مدینہ ہمارا، یہ سب تو ہمارے ہیں، تو تمھارے ہاتھ میں کیا ہے کہ ہمیں دعا دوگے، چلو یہاں سے دور ہٹو، اناللہ وانا الیہ راجعون۔ -

کھلے ذہن ودماغ سے پوری کتاب پڑھیں اور صحیح نتائج اخذ کر کے اپنا قطعی فیصلہ صادر فرمائیں ہاں، ضمیر کو اپنا ثالث بنائیں۔ اور انصاف کا دامن مضبوطی سے تھام لیں، کیوں کہ اس حیات ناپائیدار کے بعد ایک ایسی عدالت میں ہم سب کو حاضر ہونا ہے، جہاں کا عدل وانصاف ہمیں جنت الفردوس کی سرمدی سعادتوں سے ہمکنار کرے گا، یا پھر جہنم کے دہکتے ہوئے شعلوں میں بدباطنوں اور گستاخوں کو ہمیشہ کے لئے جھونک دیا جائے گا۔ اللھم ادخلنا فی جنات النعیم۔ وقنا ربنا عذاب النار، آمین،

گنبد خضرا کے بیشتر مضامین قسط وار ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور میں شائع ہو کر مقبول ہوئے، اب آخر میں میں اپنے ان تمام محسنین کا شکر گزار ہوں جنھوں نے اس کتاب کے سلسلے میں کسی طرح میری مدد فرمائی، ارکان المجمع الاسلامی، مولانا محمد احمد اعظمی مصباحی، صدر المدرسین مدرسہ فیض العلوم محمد آباد گوہنہ ضلع اعظم گڈھ، مولانا افتخار احمد قادری استاذ ادب عربی الجامعۃ الاشرفیہ، مولانا محمد عبد المبین نعمانی، صدر المدرسین دار العلوم غوثیہ ذاکر نگر جمشید پور، بہار، کا خصوصیت سے ممنون ہوں، عزیزم مولوی محمد شکیل اختر گیاوی متعلم الجامعۃ الاشرفیہ بھی شکریہ کے مستحق ہیں کہ انھوں نے بڑے ذوق وشوق کے ساتھ "گنبد خضرا" کو اپنے صرف سے طبع کرایا،

رب کریم ہم سب کو گنبد خضرا کے مکین سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل میں اپنے حفظ وامان میں رکھ کر دین متین کا سچا خادم اور مبلغ وترجمان بنائے، آمین،

محمد یٰسین اختر اعظمی،

۱۰ر صفر ۱۴۰۰ھ، ۳۰ر دسمبر ۱۹۷۹ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجھے کہنا ہے کچھ اپنی زبان میں

رب کائنات کے آخری رسول، کائنات انسانی کے محسن اعظم، جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تبلیغ و ہدایت سے کرۂ ارضی کا گوشہ گوشہ اسلام و ایمان کی تابانیوں سے جگمگا اٹھا، تاریکیوں میں اجالا پھیل گیا، بیمار دل شفایاب ہو کر مسیحا بن گئے، مردہ رگوں میں حیات تازہ کی لہر دوڑ گئی، ڈوبتی نبضیں پلٹ آئیں، ویرانے لہلہا اٹھے، اور آبادیاں باغ و بہار بن گئیں،

ختمی مرتبت مصطفےٰ جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان کرم نے قطروں کو بیکراں سمندر کی طغیانی اور ذروں کو ستاروں کا جمال بخشا، وحشیوں کو تہذیب و تمدن کا امین و راز داں بنایا، اور بے سلیقہ انسانوں کو کشور کشائی و فرمانروائی کا حوصلہ دیا، باہمی جنگ و جدال کے خوگر عربوں کو ایک سلک گہر میں پرو کر اتحاد کا داعی و علمبردار اور افق انسانیت کا آفتاب و ماہتاب بنا دیا،

وہ جدھر اٹھے ابر کرم بن کر، کہ انسانی آبادیاں سیراب ہو گئیں، پژمردگی رخصت ہوئی، اور بے آب و گیاہ میدان، شاداب خیابانوں، مرغزاروں اور کشت زاروں میں تبدیل ہو گئے، وہ جدھر بڑھے صفت سیل رواں ہو کر، کہ طوفانوں نے خود بڑھ کر راہیں دیں، اور پتھر موم بن گئے، شوکت کسریٰ، شکوہ قیصر اور عظمت دارا و جم ان کے قدموں سے لپٹ کر فراش راہ ہو گئیں، انھوں نے کبر و نخوت کے بتوں کو صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کر دیا، ان کا پرچم اقبال لہرایا تو قصر انسانیت کے برج رفیع پر نصب ہو گیا، اور ان کی عظمت و جلال کے آگے "ایورسیٹ" جیسی ہزاروں چوٹیاں سرنگوں ہو گئیں،

انھوں نے اقوام عالم کو کامیاب و بامراد زندگی بسر کرنے کا سلیقہ بتایا، جہالت و غباوت
کے ماحول میں علم و فن کی شمعیں فروزاں کیں، اور علم و حکمت کے مراکز قائم کئے، انھوں نے تدبیر
مملکت کے دستور مرتب کئے، اور دنیا کو جہاں بانی کے آداب سکھائے، ان کی فتوحات کی تاریخ
پڑھ کر آج بھی عقل انسانی انگشت بدنداں ہے، ان کے دانش کدوں کا جلال دیکھ کر آج بھی دنیا
دنگ ہے، اور ان کے جمال و رعنائی پر فریفتہ ہے چاہے زبانیں اس کا اظہار نہ کریں، اور قلم اس
حقیقت کے اعتراف سے گریزاں ہو، مگر مغربی مفکرین کے دلوں میں بھی یہ بات گھر کر چکی ہے کہ سہ

بہار اب جو دنیا میں آئی ہوئی ہے
یہ سب پودا انھیں کی لگائی ہوئی ہے

بغداد، دمشق، کوفہ، بصرہ، قاہرہ، اسکندریہ، قزوین، شیراز، اصفہان، غرناطہ، اشبیلیہ،
دہلی، لاہور، سمرقند، بخارا، یہ کیسے شہر تھے! جغرافیہ عالم میں ان کی چمک دمک اور کیسی آن بان تھی،
کیا تشنگان علوم کے قافلے مشرق و مغرب سے آکر ان سرچشمہائے فکر و فن سے سیراب نہ ہوتے تھے؟
کیا ان کی حیرت انگیز ایجادات کی بنیاد پر آج کی سائنسی ترقیوں کا مدار نہیں؟ کیا ہمارے آبا کی
کتابوں کا مغرب آج بھی خوشہ چیں نہیں؟

ہاں! مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ کی خاک سے کیسے عظیم انسان پیدا ہوئے، اور انھوں نے اپنے پیچھے
تدبر و دانائی، علم و حکمت، فہم و فراست، زہد و پارسائی، کردار و عمل، اولوالعزمی و بلند خیالی،
عزیمت و استقلال اور فضل و کمال کی کیسی کیسی اعلیٰ روایتیں چھوڑی ہیں جن کا شیریں تصور ہمارا
سکون قلب، جن کی مقدس یاد طمانیت روح، اور جن کے ذکر جمیل سے ہمارے دلوں کو نئی زندگی ملتی ہے،
ان کے گردوں شکار کارناموں کو سن کر آج بھی دلوں کا عالم زیر و زبر ہونے لگتا ہے،

ایمان و یقین کی عظیم دولت نے انھیں عظمت و اقتدار کی اتنی بلندی تک پہنچایا، کہ
دیکھنے والے بڑے بڑے کج کلاہوں کی ٹوپیاں زمین پر آگئیں، وہ مالدار تھے نہ بڑی طاقت و
قوت رکھتے تھے، آلات حرب و ضرب کی بھی کوئی فراوانی نہ تھی، جنگی تدابیر بھی انھوں نے نہ سیکھی

تھیں، صرف ایمان کی ایک بیش بہا نعمت تھی، جس نے انھیں تاریخ کی بہادر اور کامیاب ترین
قرار دیا۔ اور اس کی برکت سے انھوں نے رازہائے عالم کو آشکارا کیا، انسانی زندگی کی پیچیدہ
گتھیاں سلجھائیں، اسی کی انھوں نے اس طرح حفاظت کی کہ خود خالق کائنات ان کا محافظ او
حامی و ناصر ہو گیا، اور اسی کے پیچھے وہ دوڑے تو ساری کائنات اُن کے پیچھے دوڑ پڑی، اسی
کو انھوں نے اپنی متاع عزیز سمجھا تو وہ خود سب سے عزیز اور انمول ہیرا بن کر سارے عالم
سے مستغنی اور بے نیاز ہو گئے، ؎

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو عجب چیز ہے لذت آشنائی

کتاب و سنت کا ایک ایک ورق گواہ ہے کہ نبی ہاشمی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی
محبت اور تمام شعبہائے حیات میں آپ کی کامل وفاداری اور اطاعت شعاری ہی اصل اسلام
اور خلاصۂ ایمان ہے، اسی راہ پر اگلوں کا سارا سفر حیات طے ہوا ہے، اور ہر موڑ سے وہ سرخرو
اور کامیاب گذرے ہیں، گردش دوراں خود ان سے کترا گئی اور ان کا سفر شوق جاری ہی رہا، دنیا اپنی
پوری دل فریبی کے باوجود انھیں اپنی طرف متوجہ نہ کر سکی، اس نے یہ دولت چھیننے کی ہزار کوششیں کیں،
لیکن ہر قیمت پر انھوں نے اس انمول جوہر کی حفاظت و پاسبانی کی ہے، کیونکہ اسی سے ان کے دلوں
میں تڑپ اور بازوؤں میں ہمت تھی اور اسی کے ساتھ نظام زندگی ہی نہیں سچ پوچھئے تو بزم ہستی کا وجود
بھی وابستہ سمجھتے تھے، اور صبح و شام اس حقیقت کا وہ برملا اعلان کرتے تھے، ؎

نبض ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے خیمہ افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے

لیکن اے لوگو! کیا ہو گیا آج اس سرزمین عرب کو جو کل تک ان کے نام پر مر مٹنے کو تیار تھی
جس کے بہادر اور جیالے فرزند خالد بن ولید نے رسول ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک
کو اپنے تاج سر کا زرنگار ہیرا سمجھا تھا، جس کی برکت سے انھوں نے نہ جانے کتنی جنگیں جیتی
تھیں، اور حضرت امیر معاویہ جیسے مدبر سپہ سالار اعظم نے جن کے ناخن مبارک کو اپنا

آنکھوں کا نور بنانے کی وصیت کی تھی۔ جن کی محفل میں بیٹھنے کے آداب قرآن نے سکھائے کہ جب تم رسول کی بارگاہ میں حاضر ہو تو بلند آواز سے نہ بولو۔ اور صحابۂ کرام اس طرح ان کے پاس بیٹھتے "کمان علی رؤسھم الطیر،، جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں۔ جس مقدس منبر پر رسول کونین صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرمایا کرتے، صحابۂ کرام اسے عقیدت و محبت سے بوسہ دیا کرتے تھے۔ اور مغیرہ بن شعبہ کی روایت کے مطابق سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا پانی جو زمین پر گر رہا تھا صحابۂ کرام اسے لیکر اپنے سروں پر ملنے کے لئے اس طرح دیوانہ وار جھپٹتے تھے، جیسے اس کے لئے آپس میں جنگ ہو جائیگی اور وہ اپنی قیمتی زندگی اس پر قربان کر دیں گے۔

اے چشم فلک! تو ہی بتا؟ کیا یہ واقعات اسی سرزمین کے ہیں، کیا عاشقوں کا یہ ہجوم اسی بستی میں تھا۔ کیا شوق و وارفتگی اور عشق و محبت رسول کی یہ روایتیں اسی سرزمین عرب سے وابستہ ہیں۔ اگر ہیں، اور یقینا ہیں، یقین ہی نہیں اس پر ایمان بھی ہے تو کیا ان آنکھوں کو دھوکہ ہو رہا ہے، اور یہ تحریریں فرضی ہیں، یا یہ کان غلط سن رہے ہیں۔ نہیں ہرگز نہیں، ہمارے سامنے تو ناقابل تردید تاریخی شواہد اور مشاہدات ہیں، آخر انکار بھی کیوں اور کیسے کیا جائے جب کہ مجرم خود اقبال جرم کر رہا ہے،

عقل حیران ہے کہ کیا اسی خطۂ ارض۔ اسی پاک سرزمین۔ اسی مرکز اسلام اور مہبط وحی رسول کے یہ وہ "سپوت" ہیں، جو اپنے محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے نشان مزار کو بھی۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ . . . . . .

اور کسی مناسب وقت کے انتظار میں ان کے دن کا چین اور راتوں کی نیندیں حرام ہو چکی ہیں،

خداوندا۔ یہ کیسے امتی ہیں جو اپنے رسول کے خلاف شب و روز سازشوں میں مصروف ہیں، یہ کیسے دل ہیں جو نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ اور ان کے خصائص و کمالات کے انکار اور تحقیر و اہانت کی آماجگاہ بن رہے ہیں۔

یہ کیسی آنکھیں ہیں جو گنبدِ خضریٰ کو بھی مبغوض نگاہوں سے دیکھ رہی ہیں، اور یہ کیسے قل
ہیں جو اپنے ہی پیغمبر کے خلاف زہر افشانیاں کر رہے ہیں، ایسے وجود تو یقیناً ننگ اسلام اور
دھرتی کے سینے کا بوجھ ہیں،

اسی پاک سرزمین پر ایسا بھی ہو چکا ہے کہ قبر رسول کے ساتھ بے حرمتی کی نیت کرنیوال
کے لاشے تڑپ کر وہیں سرد ہو چکے ہیں، اور یہ واقعہ بھی گذر چکا ہے کہ ایسے سازشی وجودوں
کو اس طرح زمین کھا گئی کہ آج تک ان کا کوئی سراغ نہ مل سکا، اور صفحۂ ہستی سے ان کا نام
ونشان بھی مٹ گیا، ۔

خدارا! اب ایسا قدم نہ اٹھاؤ کہ اس چند روزہ زندگی سے لیکر صبح قیامت تک تمھیں
ننگ آدم، ننگ دیں، اور ننگ وطن کہکر پکارا جائے، ملی تاریخ میں نفرت و حقارت کے ساتھ
تمھارا ذکر کیا جائے، اور مؤرخ کا قلم یہ لکھنے پر مجبور ہو جائے کہ آل سعود کے دورِ حکومت میں
شہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارکہ کے انہدام کی ایسی گستاخانہ جرأت کی گئی، کہ قہر
الٰہی کی لٹکتی ہوئی تلوار نے یکلخت ان کے وجود کے سارے شیرازے منتشر کر دئے، دولت و
حکومت خاک میں مل گئی، اور قبر سے حشر تک اور پھر ابد الآباد تک کے لئے انھیں دہکتے ہوئے
انگاروں اور شعلوں کی نذر کر دیا گیا،

اے اہل عرب! خدا کی بے شمار نعمتیں تمھاری زمین پر بکھری پڑی ہیں، اے آل سعود!
ایمان و اسلام کی رسی مضبوطی سے تھام لو، یہ ساری کائنات تمھارے زیر نگیں آجائے گی،
بس اپنے دل کو رسول کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی عقیدتوں کا گہوارہ بنالو، پھر سارے جہاں
میں تمھاری عظمتوں کے ترانے گائے جائیں گے۔ ؎

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
وگر باو نہ رسیدی تمام بولہبی ست

دنیا جانتی ہے کہ شاہ فیصل السعود کے عہد حکومت میں اہل عرب بالخصوص سعودی

عرب نے بے پناہ سیاسی، اقتصادی، تجارتی اور مادی ترقیاں کی ہیں "سرخ اور سیال سونے کی نہریں بہ پڑی ہیں، صنعتی ترقی کا جال پورے ملک میں پھیل چکا ہے۔ جدید عمارات اور ٹکنیکل کار خانوں کی تعمیر کا ایک طویل سلسلہ شروع ہو چکا ہے،

بائیس لاکھ ترسٹھ ہزار پانچسو مربع کلو میٹر میں بسنے والے ایک کروڑ بیس لاکھ سے زائد سعودی باشندوں کو آج دنیا کی تمام تر سہولیات حاصل ہیں، ریاض، جدہ، مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ میں دینی و عصری تعلیم کے فروغ کے لئے کئی یونیورسٹیوں میں مفت تعلیم کا انتظام ہے، زراعت میں کافی ترقی ہوئی ہے، تمام طبی سہولیات بھی انھیں حاصل ہیں، محکمۂ رسل و رسائل میں انقلاب عظیم پیدا ہو چکا ہے، مساجد اور مذہبی درسگاہوں کی تعمیر کے لئے سعودی حکومت کی طرف سے دنیا بھر میں ہر سال اربوں روپے خرچ کئے جا رہے ہیں،

"سیال سونا" جس کی عملی دریافت سنہ ۱۹۳۵ء میں ہوئی۔ اس کا تناسب بڑھتے بڑھتے آج دنیا بھر میں تقریباً سب سے زیادہ ہو چکا ہے، فیصل السعود نے جب اپنے تدبر و ذہانت کے ہاتھوں اسرائیل دوست ممالک پر "پٹرول بم" پھینکا تو ہر طرف اندھیرا چھا گیا، اور ایک گہرا سکوت طاری ہو گیا، ہالینڈ، ڈنمارک، بلجیم، اٹلی، امریکہ، اور دیگر یورپین ممالک کے حلق سے چیخ نکل گئی اور ان کے ہوش و حواس جاتے رہے،

وہ سیاسی طور پر اتحاد عالم اسلامی کے زبردست داعی تھے، تمام مسلم ممالک کو ایک متحدہ طاقت بنانے کے لئے انھوں نے کافی کوششیں کیں، اور اس کے لئے انھوں نے مصر سنہ ۶۴ء ایران دسمبر سنہ ۶۵ء، اردن جنوری سنہ ۶۶ء، سوڈان مارچ سنہ ۶۶ء، پاکستان اپریل سنہ ۶۶ء، ترکی اگست سنہ ۶۶ء، مراکش ستمبر سنہ ۶۶ء، گائن (وسط افریقہ) سنہ ۶۶ء، مالی ستمبر سنہ ۶۶ء، تیونس ستمبر سنہ ۶۶ء کے دورے کر کے اتحاد کی دعوت دی، اور ان ممالک کی حکمراں شخصیتوں سے اہم موضوعات پر تبادلہ خیالات کیا، اور یہ حقیقت ہے کہ مسلم سربراہانِ مملکت کسی نہ کسی حیثیت سے ان کی طرف مائل ہو رہے تھے، یہی سب بنیادی اسباب تھے کہ عربوں کو دنیا کی ابھرتی ہوئی "تیسری طاقت" کے نام سے یاد

کیا جانے لگا، وہ چاہتے تو ریاض میں بیٹھ کر لندن، پیرس، برلن، ماسکو، نیویارک، اور واشنگٹن کی سیاست پر بھی اثر انداز ہو سکتے تھے اور ان کے بدلتے ہوئے تیور کی ایک ایک لکیر یورپ کی پارلیمنٹوں میں پڑھی جاتیں۔۔

یہ سب کچھ صحیح ہے، لیکن دل پر ہاتھ رکھ کر سوچیئے کہ آخر ایمان کی کون سی کمزوری ہے اور کیا وجہ ہے کہ سامراجی طاقتوں کی نوزائیدہ ریاست "اسرائیل" تمھارے لئے عذاب مسلسل اور سوہان روح بن چکی ہے۔ اس کے جارحانہ حملوں نے تمہارا ناطقہ بند کر دیا۔ اپنی تمام ترقیوں اور طاقتوں کے باوجود وہ آخر تمھیں کیوں پائے حقارت سے ٹھکرا رہی ہے، اور تم سال بہ سال صرف مذاکرات اور کانفرنسوں کی صورت میں ایک دوسرے کے چہروں پر ذلت آمیز اور شرمناک ناکامیوں کی داستانیں پڑھ رہے ہو۔ وہ تمھارے لئے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی تجاویز اور سفارشات کو بھی قہقہوں کی گونج میں اڑا دیتا ہے۔ اور تم ہو کہ اس حقارت آمیز رویہ کے خلاف کوئی بھی دیرپا مؤثر اقدام کرنے سے عاجز رہ جاتے ہو۔ اب بھی اپنی بے راہ روی سے باز نہیں آتے۔ اور اپنی آزادانہ زندگی اور عیش کوشی کے لبادوں میں لپٹے ہوئے ہو، تمھاری بے انتہا دولت یورپ کے بینکوں میں بیکار پڑی ہے، جس سے ان کی اقتصادیات کو استحکام مل رہا ہے، تم اپنے وطن سے نکلتے بھی ہو تو نہ جانے کتنے عشرت کدے تمھارے وجود سے آباد ہوتے ہیں، اور پھر مذموم حرکات اور لہو و لعب کا ایک طویل سلسلہ چل پڑتا ہے،

یاد رکھو! تمھاری بیماریٔ دل کا علاج تمھارے روحانی اور اخلاقی امراض کی شفا نامرادیوں اور ناکامیوں کا حل، نہ لندن میں ہے نہ جنیوا میں نہ پکنگ میں ہے نہ ماسکو میں نہ واشنگٹن میں ہے نہ نیویارک میں، تم زمین کے ایک ایک ذرے، سمندر کے ایک قطرے آسمان کے ایک ایک ستارے، اور کتاب و سنت کے ایک ایک حرف سے پوچھ لو، تمھارا مطلوب صرف اور صرف گنبد خضریٰ کی سبز چھاؤں اور مقدس جالیوں کے قریب ہے۔ اور بس، سہ

آبروئے ما ز نام مصطفےٰ است۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (پ۵ ع ۶)[1]

تم "وحدۃ العربیہ" کے نعرہ لگاتے ہو اور قدیم جاہلی عصبیت کے گڑھے ہوئے مردے اکھیڑتے ہو، اپنی نسلی برتری کا تمھیں غرور ہے، یہ تمھاری بھول اور سخت نادانی ہے، اگر اسلام سے تمھاری نسبت نہ ہو، اور محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبتوں کا چراغ تمھارے دلوں سے دور سمجھ لیا جائے، تو پھر دنیا میں تمھیں کوئی پوچھنے والا نہ ہوگا۔ وحشت و بربریت، جہالت و عداوت، جنگ و جدال کے اسی دور ظلمت میں داخل ہو جاؤ گے، جس میں رہ کر تم نہایت محدود اور گمنام اور بے مقصد زندگی بسر کر رہے تھے،

سنو! یہ ہے وہ آواز جو عجم کے دور دراز گوشوں سے نکل کر صحرائے عرب میں گونج رہی ہے۔ ع محمد عربی سے ہے عالم عربی!

ہوش میں آجاؤ! دیکھو اسرائیل کے توسیع پسندانہ عزائم اور جارحانہ اقدامات! کیا تمھیں معلوم نہیں کہ صیہونی تحریک نے تمھارے خلاف بین الاقوامی سازشوں کا جال پھیلا رکھا ہے اور تم ہو کہ خواب خرگوش میں مست پڑے ہو، تمھاری متحدہ طاقت کو بھی آج صیہونیت کا ایک ہی حملہ پاش پاش کر دیتا ہے۔ "توریت کی ریاست" قائم کرنے کے لئے مذہبی اداروں اور علمی شخصیتوں کی خدمتیں وقف ہیں، تمھاری زمین پر اس کے قبضے، ہر جنگ میں بڑھتے جا رہے ہیں، سنہ ۱۹۴۸ء اور سنہ ۱۹۶۷ء کے اسرائیل کا نقشہ دیکھو تو دس گنا سے بھی زائد اسرائیلی رقبہ بڑھا ہوا نظر آئے گا۔ "عظیم ترین اسرائیل" کے خواب کو شرمندۂ تعبیر کرنے کے لئے ان کی کوششوں کا سلسلہ دراز سے دراز تر ہوتا جا رہا ہے۔ دریائے نیل کے علاقے، بحر قلزم، سینا کا علاقہ، مملکت اردن، لبنان، شام، فرات اور سعودی عرب کے مغربی حصوں کو شامل کرے

---

[1] اور اگر وہ جب اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمھارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (کنز الایمان)

عظیم اسرائیل" کا قیام ان کی زندگی کا سب سے بڑا نصب العین بن چکا ہے۔ اس منصوبہ کی تکمیل کے لئے خارجہ پالیسی اور فوجی طاقت کے اضافہ کے ساتھ اندرون اسرائیل نئی یہودی بستیاں بس رہی ہیں، بیسیوں لاکھ فلسطینی مہاجرین کے داخلہ پر پابندی ہی کیا کم تھی کہ اب بچ جانیوالے عربوں کی نسل کشی اور قتل عام کے ہولناک مناظر سے زمین کا سینہ دہل اٹھتا ہے، بلڈ وزر اور ڈائنامیٹ سے کئی ایک مسلم آبادیوں کا صفایا کیا جا چکا ہے، اور ان کی زندگی اجیرن کی جا چکی ہے،

کیا! اتنی ساری باتیں تمھیں راہ راست پر لانے اور خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لئے کافی نہیں؟

خدا کی اس وسیع وعریض دنیا میں اس کی نعمتوں سے ہر شخص بہرہ اندوز ہو رہا ہے تمھارے ہاتھوں میں تو اس وقت مرکزی طاقت ہے۔ رباط کانفرنس ستمبر ۶۹ء میں شاہ فیصل کی کوششوں سے اسلامی بینک قائم ہوا، ایک مستقل اسلامی سکریٹریٹ وجود میں آیا، فروری ۷۴ء میں اسلامی کانفرنس لاہور کی ایک اہم اور خفیہ میٹنگ میں یوگنڈا کے صدر عیدی امین، نے شاہ فیصل کے لئے "خلیفۃ المسلمین" کی تجویز پیش کی جس پر بعض وجوہ کے سبب عمل نہ ہو سکا لیکن بین الاقوامی سیاسی مبصرین اور مسلم دانشوروں کا کہنا ہے کہ ملک در ملک بہ سعودی امدادیں، تجویزیں، کانفرنسیں، اور یہ مذاکرات ایک طرف اگر اتحاد واتفاق کے ساتھ "سواد اعظم" کے عظیم کارواں میں ہر ایک کی شمولیت ہو جائے۔ تو پھر "پاسبان حرم، خادم الحرمین، اور خلیفۃ المسلمین" کا اعزاز ملنا صرف چند لمحوں کی بات ہے، اور اگر صحت ایمان کے ساتھ "خیر امت" بن جائیں تو پھر مسلمانان عالم ہی نہیں بلکہ پوری دنیا انھیں اپنا قائد اور سربراہ تسلیم کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار ہے،

"خلافت ارضی" کی وراثت تمھارے ہاتھوں میں ہے، اس دنیا میں تم بھیڑ بکریوں کی طرح زندگی کے دن کاٹنے اور خود رو پودوں کی طرح اگنے کے لئے نہیں آئے۔ کعبۃ اللہ، مسجد نبوی اور روضۂ رسول کی ظاہری حفاظت اس وقت تمھارے ہاتھوں میں ہے، اگر تم چاہو تو پوری

کائنات انسانیت کی قیادت و امامت کے فرائض انجام دے سکتے ہو۔

یہ ابلتے ہوئے چشمے فریب نظر ہیں۔ ایسے ایسے ہزاروں چشمے تو مرد مومن کے پاؤں کی ٹھوکروں سے ابل سکتے ہیں ۔ ؂

ہزار چشمے ترے سنگ راہ سے پھوٹیں   خودی میں ڈوب کے ضرب کلیم پیدا کر

کتاب و سنت کے حقیقی امین بن جاؤ تو شرق سے غرب تک کی دنیا تمہاری ایک نگاہ کیمیا اثر سے زندہ ہو سکتی ہے، اور تم چاہو تو پیاسی انسانیت کو سیراب اور آسودہ حال کر دو۔

آج انسان ہر طرف سے گرفتار بلا ہے اور روحانیات اور اخلاقیات کو پس پشت ڈال دیا گیا ہے، اقتصادی خوشحالی اور سیاسی برتری کے پیچھے ساری دنیا دوڑ رہی ہے، کمیونزم اور سوشلزم کا ہولناک سیلاب جدید دانشور طبقہ کی صالح ذہنی و فکری صلاحیت کو غرقاب کئے دے رہا ہے، خیالات و نظریات تہ و بالا ہو رہے ہیں، مغربی تہذیب کا عفریت شرم و حیا اور غیرت و ناموس کے تمام تقاضوں کو بالائے طاق رکھ کر شارع عام پر رقص کرتا نظر آرہا ہے۔ الحاد و مغربیت کے بادل امنڈ امنڈ کر ہر طرف منڈلا رہے ہیں۔ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ۔ (پ ۲۱ ع ۸)

بنی نوع انسانی اب خدا بیزار تہذیبوں سے گھبرا گھبرا کر اسلام کے سایۂ رحمت میں پناہ لینے کے لئے مضطرب اور بے چین ہے۔ افریقہ کے بے آب و گیاہ صحرا اور یورپ کی دم توڑتی ہوئی انسانیت اب اسلام کے نظام رحمت اور شفاخانہ حجاز سے اپنی زندگی اور تازہ دمی کی سوغات مانگ رہی ہے۔ نہیں بلکہ اپنا دامن پھیلائے ہوئے انتظار کی راہیں دیکھ رہی ہے، تباہی کے دہانے تک پہنچ کر پیچھے پلٹنے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہی ہے۔ لیکن اسے کوئی نجات دہندہ رہبر نہیں ملتا۔

اگر آج بھی تم درد و اخلاص کے ساتھ دنیا کو اسلام کا پیغام دو، اس تیرہ و تاریک ماحول میں ہدایتوں کا اجالا پھیلاؤ، علم و فضل کی شمع جلا کر دنیا کو درخشندگی و تابانی کی دولت

بخشو، تو پھر وہی موسم بہار پلٹ سکتا ہے، پھر خلافت راشدہ کی یاد تازہ ہو سکتی ہے، اور ساری دنیا عدل و انصاف اور امن و آشتی کے گہوارہ میں سکون و اطمینان کا سانس لے سکتی ہے، صرف یقین محکم کے ساتھ عمل پیہم اور پرسوز قلب و جگر کی ضرورت ہے،

جو قوم اس حقیقت پر ایمان رکھتی ہے کہ یہ سارا عالم مرکر ایک بار پھر جی اٹھے گا، روح جسم سے پرواز کرے گی اور پھر پلٹ آئے گی، بھلا اس کے سامنے مستقبل سے ناامیدی کا کیا سوال پیدا ہو سکتا ہے، اس کا دل تو عزائم سے لبریز اور اس کی آنکھیں یقین و اعتماد سے پرنور ہوتی ہیں، زبان حال اس حقیقت کا برملا اعتراف کر رہی ہے کہ، سہ

عطا مومن کو پھر درگا حق سے ہونے والا ہے،
شکوہ ترکمانی، ذہن ہندی، نطق اعرابی

اس مقالہ کی ترتیب و تدوین میں اپنے بعض مخلص احباب بالخصوص صدیق محترم مولانا محمد احمد اعظمی مصباحی نے میرا تعاون کیا جن کا میں تہ دل سے شکر گذار ہوں

دعا ہے کہ رب کریم نیتوں میں اخلاص اور زبان و قلم میں بیش از بیش توانائی عطا فرمائے، اور دیار حبیب علیہ التحیۃ والثنا کی زیارت و خاکروبی کی توفیق بخشے، آمین،

ہوا ہو ایسی کہ ہندوستاں سے اے اقبال
اڑا کے مجھ کو غبارِ رہِ حجاز کرے

والسلام،
محمد یٰسین اختر الاعظمی

خالص پور، ادری، ضلع اعظم گڑھ، (یوپی) انڈیا،
شب دوشنبہ ۳ر شعبان سنہ ۱۳۹۸ھ ۱۰ر جولائی سنہ ۱۹۷۸ء

تجویز انہدام گنبد خضرا
کا
تاریخی پس منظر

فطرتیں کچھ سعید وصالح ہوا کرتی ہیں اور کچھ شقی و طالح، افراد کے اجتماعی ذہن و فکر کے آئینہ داران کے معاشرے تحریکیں اور قومیں ہوا کرتی ہیں، جن کے ذاتی نقطۂ نظر کا پرتو جماعت پر اور جماعت کے اساسی نظریات و خیالات کا اثر افراد پر پڑنا ناگزیر ہے،

امن پسند طبیعتیں صلح و آشتی کی جویاں ہوا کرتی ہیں، اور جو طبیعتیں تشدد پر آمادہ ہوتی ہیں وہ ہر چیز کو حرب و ضرب ہی کے زاویہ سے دیکھتی ہیں، تعمیری ذہن رکھنے والے افراد کے تصورات و خیالات کا غالب رجحان ہمیشہ تعمیر ہی کی طرف ہوگا، اور تخریب پسند طبیعتیں شب و روز توڑ پھوڑ ہی کی طرف مائل رہیں گی۔

سرزمین نجد سے اٹھنے والی تحریک جو اپنی ہیئت اور ترکیب کے لحاظ سے قطعی عجمی ہے، اس تحریک اور اس کے اعوان و انصار اور ان کے رجحان طبع کا مطالعہ کرنے والے اہل علم اور ماہرین نفسیات کا کہنا ہے کہ ان مدعیان توحید و کتاب و سنت کے قدم حق و صواب کی راہوں سے ناآشنا، ان کے.... جیب و دامن حرص و ہوس اور جاہ طلبی کی دولت سے مالا مال، ان کے دل تحقیر و اہانت کے جذبات سے معمور، اور ان کی فطرت خیر و سلامتی کی نعمت بے بہا سے یکسر محروم اور خالی ہے،

تخریب و انتشار پسندی کے علمبرداروں نے بارہا اپنی فکری و عملی کجروی کا مظاہرہ کیا ہے، اور بوقت ضرورت وہ اس کا اعادہ بھی کرتے رہتے ہیں، ابھی حال ہی میں آل الشیخ (النجدی) کی مذہبی رہنمائی اور آل سعود کی سیاسی پشت پناہی میں ایک صاحب قلم نے اپنی پرانی وہابی ذہنیت کو نیا لباس پہنا کر اس طرح دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔

اسعد الحصین کی تجویز :-

(الف) اکبر هذه البدع والفتن واقدمها: ادخال قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقبری صاحبیہ رضی اللہ عنہما داخل المسجد النبوی (ص۲ هفت ناوّ الدعوة ۹ رشعبان سنہ ۱۳۹۰ھ ابن خلدون روڈ ریاض سعودی عرب)

ان میں سب سے بڑی اور پرانی بدعت اور فتنہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے دونوں اصحاب (حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی قبروں کو مسجد نبوی کے اندر داخل کرنا ہے،

" " " "

" " "

(ب) واذا قبل رائی فی ان هذا منکر، فان الفرصة ستقدم نفسها التغییرہ قریبا عند بدء التوسعة الغربیة حیث یمکن الاستغناء عن الجزء الشرقی من المسجد بطولہ و اعادة حدود المسجد الشرقیة علی ما کانت علیہ زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وزمن خلفائہ الراشدین، وازالة او اخفاء القبة والنقوش والستر استجابة لامر صاحب

(ب) اور جب میری رائے مان لی جائیگی کہ یہ ایک "منکر" ہے، تو مسجد نبوی کے مغربی حصہ کی توسیع کے وقت جلد ہی اس میں تبدیلی کا موقع مل جائے گا، اور مسجد نبوی کے پورے مشرقی حصے سے بے نیازی ہو جائے گی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے خلفاء راشدین کے زمانہ میں جس طرح مسجد نبوی کے مشرقی حدود تھے انھیں اسی طرح کرنا، گنبد خضرا اور نقوش وجادر کو پوشیدہ کرنا، یا ہٹا دینا بھی ممکن ہو گا، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

القبور والحجرات صلی اللہ علیہ وسلم بتسویۃ القبور المشرفۃ والنھی عن تجصیصھا والبناء علیھما (صت الدعوۃ از سعد الحصین)

کے حکم کے مطابق کہ انھوں نے اونچی قبروں کو برابر کرنے کا حکم فرمایا انھیں پختہ کرنے اور ان پر تعمیر کرنے سے منع فرمایا ہے،

(ج) اما مجارد المشی علی خطی من قبلنا فلیس من شرع اللہ فی شیٔ (ص ۸، الدعوۃ)

(ج) محض اپنے اگلوں کے نقش قدم پر چلنا خدا کا کوئی قانون نہیں۔

نقد ونظر

مضمون نگار سعد الحصین کی تحریر کی روشنی میں تین باتیں قابل غور ہیں،

اولاً:۔ روضۂ مقدسہ اور گنبد خضریٰ کا مسجد نبوی میں شامل ہونا بدعت ہے یا نہیں؟

ثانیاً:۔ انہدام گنبد خضرا کی تجویز صرف مضمون نگار کی ہے یا ادارہ الدعوۃ اور سعودی عرب کی بھی، یا اس تجویز کا سررشتہ ماضی سے ملا ہوا ہے،

ثالثاً:۔ اپنے اسلاف کرام کے نقش قدم پر چلنا اور انھیں نمونۂ عمل بنانا درست ہے، یا نہیں؟

(۱) اگر سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی قبور مبارکہ اور ان پر گنبد کی تعمیر کو بدعت اور فتنہ تسلیم کر لیا جائے تو خلفاء راشدین و عہد صحابۂ کرام و تابعین و تبع تابعین و ائمۂ مجتہدین و جملہ مفسرین و محدثین، فقہاء و متکلمین و مفکرین و مدبرین، اولیاء و مشائخ عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، غرضیکہ پورے سرمایۂ ملت کو معاذ اللہ ایسی عظیم بدعت کا مرتکب اور حمایتی ماننا پڑے گا، جس نے تقریباً چودہ سو (۱۴۰۰) سال سے عالم اسلام کے ایک ایک صاحب ایمان کو اپنے عشق و محبت کا دالہ و شیدا بنا رکھا ہے اور ہر وہ دل جس میں ذرہ برابر بھی ایمان کی رمق موجود ہے وہ اسے اپنی تمناؤں اور

آرزوؤں کا مرکز و محور تصور کرتا ہے، پوری امت کا اجماع ہے کہ گنبد خضرا کی تعمیر نہ صرف جائز ہے بلکہ بنظر عقیدت و احترام اس کی طرف دیکھنا بھی عبادت ہے۔ امت مسلمہ کا متفقہ فیصلہ عمل اسکے مباح اور جائز ہونے کی واضح اور بین دلیل ہے، اور فرمان رسول خود اس بات پر شاہد عادل ہے:

لا یجتمع امتی علی ضلالۃ۔ میری امت کسی فتنہ وگمراہی پر اتفاق نہیں کرسکتی۔

(۲) مضمون نگار کی بظاہر ذاتی اور شخصی رائے اور اس کی قیامت خیز تجویز کو بغیر ادارتی نوٹ کے شائع کرنا ایڈیٹر اور ادارہ الدعوۃ کی رضامندی کی کھلی ہوئی دلیل ہے، اگر ادارہ اپنا نوٹ لگا کر بھی اسے شائع کرتا جب بھی اس کی گستاخی اور شقاوت قلبی کا اقبالی جرم تو اس کا مقدر بن جاتا

واضح ہو کہ سعودی عرب کی ایک بہت ہی متحرک وفعال اور باثر تنظیم "الدعوۃ الاسلامیۃ الصحفیہ" کی طرف سے الدعوۃ شائع ہوتا ہے، خود اسعد الحصین ایک باثر اور مشہور شخصیت کا مالک ہے، حکومت اس کا کافی احترام کرتی ہے، ریاض یونیورسٹی کے ایک طالب علم نے موجودہ سعودی علما میں اس کے مقام وحیثیت کی بہت سی تفصیلات بتلائیں، راقم سطور کو اس نے یہ بھی بتلایا کہ اس کا بھائی حکومت کا مخلص اور صاحب اثر ورسوخ آدمی ہے،

سعودی عرب میں "صحافتی آزادی" نام کی کوئی چیز نہیں، حکومت کی مرضی اور اس کے پروگرام سے ہم آہنگ ہوئے بغیر ایک سطر بھی نہیں چھپ سکتی۔ اس صورت میں حکومت کے علم میں لائے بغیر اتنی ہولناک تجویز پیش کیے جانے کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا،

اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ حکومت کے علم میں لائے بغیر اچانک یہ مضمون چھپ گیا یا سنسر بورڈ کی بے توجہی سے ایسی زبردست غلطی ہو گئی جب بھی اتنے طویل عرصہ تک حکومت کی مجرمانہ غفلت وسستی دیدہ ودانستہ اغماض کی روشن دلیل اور ایسی حقیقت ہے جس پر کسی طرح پردہ نہیں ڈالا جاسکتا۔

ہندوپاک، بنگلہ دیش، افغانستان، ترکی، برطانیہ، ایران، عراق، شام وغیرہ کے ہزاروں علمائے اہلسنت اور جمہور امت مسلمہ نے اس ایمان شکن تجویز کے خلاف عالمی پیمانہ پر احتجاجات کیے اپنے اپنے ملک میں سعودی سفیروں سے ملاقاتیں کیں اور زبردست غم وغصہ کا اظہار کیا حتیٰ کہ ترکی

پارلیمنٹ نے اپنی غیرت وحمیت کا ثبوت دیتے ہوئے اس منحوس تجویز کے خلاف ایک قرارداد پاس کر کے مسلمانانِ عالم کے جذبات کی پوری پوری نمائندگی کی۔ اس کے باوجود شاہ خالد اور ان کی حکومت کی طرف سے کوئی صریح اور واضح تردیدی بیان تک شائع نہیں ہوا، مجرم اور ادارہ الدعوۃ کو سزا دینا تو درکنار،

اشاعت مضمون کے بعد عالم اسلام کے شدید احتجاج کے باوجود سعودی عرب کی مسلسل خاموشی کا مطلب رضامندی کے علاوہ اور کچھ ہو ہی نہیں سکتا۔ فاضل مدیر ماہنامہ "المیزان" رقمطراز ہیں،

ہم سعودی سربراہوں کی خاموشی کو اچھی علامت نہیں سمجھتے، ایک ہفتہ قبل کی بات ہے کہ عالی جناب غلام محمود بنات والا ایم، پی، صدر مہاراشٹر مسلم لیگ نے مجھے بتایا کہ مسلم لیگ کے ایک وفد نے سعودی سفیر مقیم دہلی سے ملاقات کی۔ اور گنبد خضرا کے تعلق سے مسلمانان ہند کی بے چینی سے آگاہ کراتے ہوئے اصل واقعہ سے آگاہی چاہی، تو سفیر موصوف نے یہ تو کہا کہ "حکومت سعودیہ کا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ اور یہ کہ ایسی تجویز الدعوۃ میں ایک فرد کی جانب سے شائع ہوئی ہے۔ لیکن ہماری حکومت کے سامنے انہدام گنبد خضرا کا کوئی منصوبہ نہیں ہے،

لیگی قائد نے سعودی سفیر سے کہا کہ آپ اس بات کی تردید کر دیں تاکہ مسلمانوں کو اطمینان ہو جائے، — سفیر صاحب نے کہا،

"ہم تردید نہیں کر سکتے، ہم سفیر ہیں، ہم پورے ہندوستان سے آئے ہوئے احتجاجی میمورنڈم مراسلات، برقی پیغامات، سبھی حکومت سعودیہ عربیہ کو روانہ کر رہے ہیں، جب تک ہماری حکومت کی جانب سے حکم نہیں ملے گا ہم تردید نہیں کر سکتے،"۔

حکومت سعودیہ کی پر اسرار خاموشی اور سعودی سفیر کا تردید سے انکار بتا رہا ہے کہ دال میں کالا ضرور ہے ..... حکمرانوں کا مزاج ہی کچھ اس طرح کا ہوتا ہے کہ رائے عامہ کے خوف سے وہ جس بات کو خود نہیں کہہ سکتے، اس بات کے لئے حمید دلوائیوں کو پیدا کرتے ہیں،

(ماہنامہ المیزان بمبئی شمارہ ۵ مارچ، اپریل ۱۹۷۸ء)

سعودی عرب کی شخصی حکومت کے سبب خود وہاں کے علمائے اہلسنت کھل کر کوئی احتجاج نہیں کر سکتے۔ احتجاج تو بڑی بات ہے، اظہار رائے بھی گوارہ نہیں، اگر اس "زبان بندی" کو سمجھنا ہو تو ہندوستان میں اٹھارہ ماہ تک مسلسل جاری رہنے والے ہنگامی حالات (ایمرجنسی) کی یاد ایک بار پھر تازہ کر لیجئے یہ مسئلہ خود بخود سمجھ میں آجائے گا، ان سب پابندیوں کے باوجود خود حرمین طیبین میں اس تجویز کے خلاف شدید غیظ و غضب کا اظہار کیا جارہا ہے، اور والیان نجد کی آنکھیں شاید اس وقت کھلیں جب پانی سر سے اونچا ہو جائے، ومعاذ اللہ علی اللہ بعزیز۔

تحریک نجد کا غائر نظر سے مطالعہ کیا جائے تو اس حقیقت تک پہنچنے میں کوئی چیز مانع نہ ہوگی کہ اس تحریک کے اعیان اور اعوان و انصار کا مزاج ہی یہ ہے کہ جہاں کہیں بھی مزارات اور ان پر قبے نظر آئیں انھیں فوراً مسمار کر کے زمیں بوس کر دیا جائے۔ تاریخی حیثیت سے دیکھا جائے تو ہزاروں واقعات خود حرمین طیبین میں ایسے پیش آچکے ہیں کہ صحابہ کرام اور تابعین و تبع تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی قبور مبارکہ کو برابر کر کے ان پر عمارتیں اور سڑکیں بنادی گئیں ہیں۔ خلفاء راشدین اور خود قبر رسول علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ بھی بے حرمتی اور گستاخانہ جرأتیں کی جا چکی ہیں۔ تو پھر ان کے انہدام میں سوائے مسلمانان عالم کے غیظ و غضب کے اور کون سی چیز مانع ہے۔؟

(۳) اسلاف کرام کی اتباع اور ان کے نقش قدم پر چلنا یہ ایسا اجماعی مسئلہ ہے جس میں کسی اختلاف کی گنجائش ہی نہیں۔ "عوام" اور "جاہلوں" کی بات نہیں کہ انھیں خرافات اور مزخرفات کہہ کر ٹال دیا جائے، "خواص" کے ہاتھوں یہ کام انجام پایا ہے، سلاطین و امراء اور عثمانی خلفائے جا کی اور گنبد کی تعمیر کرائی گو وہ خود بھی احکام شرع سے واقف ہوا کرتے تھے۔ یا لاعلمی کی صورت میں علماء و فقہاء سے مسائل پوچھ لیا کرتے تھے، اسے بھی نہ تسلیم کیا جائے تو پھر ماننا پڑے گا کہ سات آٹھ صدیوں تک علماء اور فقہائے امت نے غیرت و حمیت اسلامی کو بالائے طاق رکھ کر سلاطین و امراء کی رضامندی کو سب پر ترجیح دیا، حالانکہ علمائے اسلام نے اعلاء کلمۃ الحق کی راہ میں بڑے بڑے

جابر حکمرانوں کی بھی ذرہ برابر پرواہ نہ کی۔

لہٰذا اس طویل سلسلۂ خیر و برکت کو بدعت اور باطل ٹھہرانا جمہور امت مسلمہ سے اختلاف اور صراط مستقیم سے انحراف ہے۔

ہجوم کار اور کثرت مشاغل نے باقاعدہ ترتیب کی پرسکون مہلت نہ دی پھر بھی اس جمال کی قدرے تفصیل آئندہ سطور میں ملاحظہ فرمائیں۔

تعمیر روضۂ مقدسہ وقبۂ مبارکہ

تاریخ اسلام بتلاتی ہے کہ حضرت رسول ہاشمی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ مبارکہ میں حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی قبریں بھی ہیں

روی ابن زبالۃ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا انہا قالت ما زلت اضع خماری وأتفضل فی ثیابی حتی دفن عمر، فلم ازل متحفظۃ فی ثیابی حتی بنیت بینی وبین القبور جدارا (ص ۵۴۳ ج ۲ الجزء الثانی من وفاء الوفا باخبار دار المصطفیٰ لنور الدین علی بن احمد المصری الشافعی السمہودی المتوفی سنہ ۹۱۱ من الھجرۃ)	حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دفن سے پہلے تک بغیر اوڑھنی کے عام لباس میں رہا کرتی اس کے بعد احتیاط سے اپنے کپڑوں میں لپٹی رہتی اور قبر مبارک کے درمیان جب دیوار کھینچ دی گئیں (تو پھر میں گھر کی طرح عام حالات میں رہنے لگی)۔

روضہ مبارکہ حضرت عائشہ کے حجرہ میں واقع ہے، مسجد نبوی اور حجرۂ عائشہ دونوں

قال ابن سعد فی طبقاته:
اخبرنی موسیٰ بن داؤد قال
سمعت مالکؒ بن انس یقول
قسم بیت عائشة باثنین قسم کان
فیه القبر وقسم کان تکون فیه عائشة و
بینهما حائط (ص۵۴۴ وفاء)

حضرت مالک بن انس فرماتے ہیں کہ
حضرت عائشہ صدیقہ کا گھر دو حصوں میں
منقسم تھا. ایک حصہ میں قبر مبارک
تھی اور دوسرے حصہ میں حضرت عائشہ
رہا کرتی تھیں ان دونوں کے درمیان
ایک دیوار حائل تھی، ۔

یہ دیوار کب حائل ہوئی اور کس نے اس کی تعمیر کی اس کی تحقیق کے لئے یہ روایت پڑھئے،

لم یکن علی عهد النبی صلی الله علیه
وسلم علی بیت النبی صلی الله
علیه وسلم حائط وکان
اول من بنی جدارا عمر بن
الخطاب رضی الله عنه (ص۵۴۴)

عہد رسالت میں کاشانہ نبوی
بغیر دیوار کے تھا سب سے پہلے حضرت
عمر فاروق رضی اللہ عنہ
نے اس پر دیوار تعمیر کی،

قال عبید الله بن ابی یزید
کان جدارہ قصیرا ثم بناہ
عبد الله بن الزبیر (ص۵۴۴)

"حضرت عمر کی دیوار چھوٹی تھی حضرت
عبداللہ بن زبیر نے پھر اس
کی تعمیر کی، ۔"

قال ابو غسان بن یحییٰ بن عبد
الحمید وکان عالما باخبار المدینة
ومن بیت کتابة وعلم. لم
یزل بیت النبی صلی الله علیه وسلم
الذی دفن فیه هو وابوبکر
وعمر رضی الله عنهما ظاهرا

یعنی بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم جس
میں آپ اور حضرت ابوبکر صدیق
و عمر فاروق رضی اللہ عنہما مدفون
ہیں، وہ دیوار گرنے کی وجہ سے
کھلا رہا، حضرت عمر بن عبدالعزیز
رضی اللہ عنہ نے اسے ڈھک دیا،

حتی بنی عمر بن عبد العزیز " " "

علیه الحظار المزور الذی هو " " "

علیه الیوم حین بنی المسجد فی " " "

خلافة الولید بن عبد الملک " " "

(ص ۵۴۴) " " "

ایک بار دیوار گر پڑی تو حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے اسے کپڑے سے مستور کر دینے کا حکم دیا جس پر عمل ہوا۔ ابو حفصہ جو حضرت علی کے غلام تھے، انھیں کچھ لوگوں نے حکم دیا کہ وہ دیوار تعمیر کریں تو انھوں نے دیوار تعمیر کی اور اس میں ایک روشن دان بنا دیا، اس کام سے فارغ ہوئے تو مزاحم جو حضرت عمر کے غلام تھے وہ داخل ہوئے تو قبر شریف پر جو مٹی گری تھی اسے صاف کیا، حضرت عمر بن عبد العزیز شوق و وارفتگی میں فرمایا کرتے، ۔

لان اکون ولیت ما ولی مزاحم	یعنی مزاحم کو صفائی قبور کی سعادت حاصل
من قم القبور احب الی من ان	ہوئی اگر مجھے میری قسمت اس خدمت کا
یکون لی من الدنیا کذا وکذا	موقع دیتی تو جہان کی ساری مرغوب چیزیں
و ذکر مرغوبا من الدنیا۔	اس کے سامنے ہیچ ہوتیں اور اسی سعادت
(ص ۵۴۶)	کو میں سب سے زیادہ محبوب سمجھتا، ۔

یہ تعمیر ولید بن عبد الملک کے دور میں ہوئی، اس نے حضرت عمر بن عبد العزیز کو لکھا کہ متصل گھروں کو ڈھا کر مسجد نبوی کی توسیع کیجئے اس حکم سے پہلے اس نے ازواج مطہرات کے جو متصل مکانات تھے انھیں خرید لیا تھا، جب عمر بن عبد العزیز ایک گوشہ میں بیٹھ گئے اور پھر ان مکانات کو ڈھانے کا حکم دیا۔ راوی کا بیان ہے کہ فما رأیت باکیا اکثر من یومہ، (ص ۵۴۷) اس روز سے زیادہ میں نے انھیں کبھی روتے نہ دیکھا ۔

عن ابی الجوزاء قال قحط اهل	ایک بار مدینہ طیبہ میں بہت شدید

المدينة قحطا شديدا فشكوا
الى عائشة فقالت فانظروا
قبر النبي صلى الله عليه وسلم
فاجعلوا منه كوة الى السماء حتى
لايكون بينه وبين السماء سقف
ففعلوا فمطروا (ص ۵۴۹)

قحط پڑا، لوگوں نے حضرت عائشہ سے
اس سلسلے میں عرض کیا، انھوں نے قبر
نبی میں ایسا روشن دان بنانے کا حکم
دیا کہ حد آسمان تک کوئی چیز حائل
نہ ہو، لوگوں نے ایسا ہی کیا تو
بارش ہوئی، ــــ۔

خلیفہ عباسی مستضی باللہ بن مستنجد باللہ کے زمانہ میں حجرہ مقدسہ کی اندرونی مغربی دیوار گر پڑی تھی، اس کی تعمیر جیسی تھی، اسی طرح پھر دوبارہ کر دی گئی، اندرونی حصہ میں لکڑی کا ایک پیالہ ملا جو دیوار گرنے سے دب کر ٹوٹ گیا تھا، دیوار کی کچھ مٹی کے ساتھ اسے بغداد مقدسہ لے جایا گیا، جس روز یہ پیالہ بغداد مقدسہ کی سرزمین پر پہونچا تو اس کی زیارت کے لئے انسانوں کا سیلاب امڈ پڑا، بازار اور کارخانے تک بند ہو گئے تھے، (ص ۵۷۰)

خلیفہ متوکل (المتوفی ۲۷۲ھ) نے حجرہ مبارکہ کو سنگ مرمر سے بنوایا، پھر خلیفہ مقتضی کے دور میں ۵۴۸ھ میں مزید حصوں کی تزئین ہوئی، اس کے بعد دسویں صدی ہجری میں سلطان اشرف قائتبائی کے دور میں قبر مبارک کی تعمیر ثانی کے وقت سنگ مرمر سے اسے مزین کیا گیا،

واعلم ان فی عشر الستين وسبع
مائة فی دولة السلطان الصالح
اسماعيل بن الملك الناصر محمد
بن قلاوون اشترى قرية
من بيت مال المسلمين بمصر
ووقفها على كسوة الكعبة المشرفة
فی كل سنة وعلى كسوة الحجرة

یعنی آٹھویں صدی ہجری میں سلطان صالح
اسماعیل بن الملک الناصر محمد بن قلاوون
نے مصر میں مسلمانوں کے بیت المال سے
ایک آبادی خرید کر غلاف کعبہ کے
اخراجات کے لئے اسے وقف کر دیا،
حجرہ مقدسہ اور منبر شریف کے لئے
بھی وقف کیا، کعبہ مقدسہ کو سال

المقدسة والمنبر الشريف فی کل خمس سنین مرۃ هکذا ذکرہ التقی الفاسی فی شفاء الغرام (صفہ ۵۸۴)	میں ایک بار اور حجرہ و منبر کو پانچ سال پر غلاف وچادر سے مزین کئے جانے کے لئے یہ وقف تھا،

پردہ چادر، جالی اور قندیل کے استعمال کا ذکر کرتے ہوئے غلاف کعبہ کے سلسلے میں لکھتے ہیں، ستر الکعبۃ بالدیباج قام علیہ الاجماع (صفہ ۵۹۵) وقف کی بحث میں لکھتے ہیں۔ واما الحجرۃ الشریفۃ فتعلیق القنادیل فیها امر معتاد من زمان ولاشک انها اولیٰ بذالک من غیرها والذین ذکروا الخلاف فی المساجد لم یذکروها وکم من عالم وصالح قد اتی للزیارۃ ولم یحصل من احد انکار لذالک (صفہ ۵۹۴) نہ جانے کتنے علماء وصلحاء امت آئے مگر کسی نے اسے ناپسند کیا نہ ناجائز کہا،

فهذا وحدہ کاف فی جواز ذالک مع ماتقدم واستقراء الادلۃ فلم یوجد فیها مایدل علی المنع قال فنحن نقطع بالجواز (صفہ ۵۹۴)	تنہا یہی ایک بات گذشتہ چیزوں (پردہ، چادر، جالی، قندیل وغیرہ) کے لئے کافی ہے کہ کوئی دلیل بھی اس کی ممانعت میں نہیں ملتی، اس لئے ان کا جواز قطعی ہے ۔

قال المطری: ولما شرعوا فی العمارۃ قصدوا ازالۃ ماوقع من السقوف علی القبور الشریفۃ فلم یجسروا علی ذالک (صفہ ۶۰۱) شب جمعہ رمضان المبارک ۶۵۴ھ میں ایک بار مسجد نبوی میں آگ لگی تو قبور مبارکہ پر کچھ چھت گر پڑی تھی جس کو تعمیر کے وقت ہٹانے کی رائے ہوئی لیکن کسی کو ہمت نہ پڑی کہ آگے بڑھ کر تعمیری کام کر سکے،

فترکوا الردم علی ماکان علیہ ولم ینزل احد هناک ولم	گرا پڑا ملبہ جیسے تھا اسی طرح چھوڑ دیا کوئی بھی قریب نہ گیا، اس سے نہ کسی نے

یتعرضوا ولا حرکوہ (صفحہ ۶۰۱) | تعرض کیا اور نہ کسی نے حرکت دی،

اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں،

فعلمت ان اھل ذالک الزمان لم یترکوہ الا لعلمھم بان انہ لا تاتی الا بانتھاک الحرمۃ فتوقفوا فی ذالک فجزاھم اللہ تعالیٰ خیراً (صفحہ ۶۰۱)

ان لوگوں نے صرف اس لئے چھوڑ دیا کہ اس کام میں ہتک حرمت اور سوء ادب کا خطرہ تھا خدا انھیں جزائے خیر عطا فرمائے،

اس دور میں یہ آگ کیوں لگی تھی، اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں،

قلت، وھذا الان الاستیلاء علی المسجد والمدینۃ کان فی ذالک الزمان للشیعۃ وکان القاضی والخطیب منھم حتی ذکر ابن فرحون ان اھل السنۃ لم یکن احد یتظاھر بقراءۃ کتب اھل السنۃ، (صفحہ ۶۰۰)

میرا کہنا ہے کہ یہ آگ اس لئے لگی کہ مسجد نبوی اور مدینہ طیبہ پر شیعوں کا اس زمانہ میں تسلط تھا، ابن فرحون کا کہنا ہے کہ اہل سنت وجماعت برسر عام اپنی کتابیں بھی نہیں پڑھ سکتے تھے،

۶۶۸ھ میں سلطان رکن الدین ظاہر نے جالی شریف لگوائی، مسجد نبوی کی مشرقی اور مغربی چھت کی سلطان ملک الناصر محمد بن قلاوون صالحی نے ۶۵ھ میں تعمیر جدید کی اور دونوں چھتوں کو ملا کر ایک کر دیا، اس سے پہلے اسے ملک منصور نور الدین بن علی و ملک مظفر شمس الدین یوسف بن منصور نے بنوایا تھا، اور ان کے باقی ماندہ کام کی تکمیل ملک ظاہر رکن الدین بیبرس نے کی تھی، اس طرح عہد بعہد اس کی تجدید وتوسیع ہوتی رہی۔

ساتویں صدی ہجری یعنی ۶۷۸ھ میں ملک منصور قلاؤون صالحی کے زمانہ میں گنبد کی

تعمیر ہوئی اس سے پہلے حجرۂ مقدسہ کے اوپر قبہ نہ تھا،

بل کان حول مايوازی حجرة النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی سطح المسجد حظیر مقدار نصف قامة مبنیاً بالآجر تمیزاً للحجرة الشریفة عن بقیة المسجد (صف ۶۰۸)	بلکہ حجرۂ نبوی کے مقابل میں سقف مسجد سے متصل نیچے نصف قامت کے برابر اینٹوں سے بنا ہوا ایک احاطہ تھا، تاکہ حجرۂ مقدسہ مسجد نبوی سے ممتاز رہے،

ایک روایت یہ ہے کہ مذکورہ قبہ کمال احمد بن برجان عبد القوی ربعی نے بہ نیت ثواب بنایا ہے (صف ۶۰۹)

وقد جددت هذه القبة فی ايام الملك الناصر حسن بن محمد بن قلاؤن (صف ۶۰۹)	ملک ناصر حسن بن محمد بن قلاؤن نے اس قبہ کی تجدید کی۔

واحكمت فی ايام الملك الاشرف شعبان بن حسين بن محمد فی ست خمس وستين وسبعمائة - قال الزين المراغی ، الملک الاشرف شعبان بن حسین کے زمانہ میں اسے مستحکم کیا گیا، ثم احترق ذالك كله فی حريق المسجد الثانی فاقتضی رأيهم تاسيس القبة البيضاء الموجودة اليوم (صف ۶۱۰)

۱۳ رمضان المبارک ۸۸۶ھ کو دوسری آگ لگنے کے بعد پھر قبہ کی تعمیر ثانی ہوئی اس وقت گنبد کا رنگ سفید تھا، اس لئے القبۃ البیضاء کے نام سے یاد کیا جاتا تھا، ۹۸۰ھ میں عثمانی خلیفہ سلطان سلیم ثانی نے حجرۂ مقدسہ کا عظیم الشان اور پرشکوہ گنبد تعمیر کرایا،

۱۲۲۸ھ میں محمد علی پاشا نے حجرۂ مقدسہ کی تعمیر جدید میں زر کثیر صرف کیا، ۱۲۳۳ھ میں سلطان محمود نے بھی یہ شرف حاصل کیا، اور ۱۲۵۵ھ میں اس گنبد پہ سبز رنگ کرایا جس کے بعد اس قبہ مبارکہ کو گنبد خضراء کہا جانے لگا، ۱۲۶۵ھ سے ۱۲۷۷ھ کے دوران سلطان عبد المجید ثانی

نے حجرہ مقدسہ کی تعمیر و آرائش میں نمایاں حصہ لیا۔

اس طرح عہد بعہد حجرۂ مبارکہ اور قبہ کی تعمیر اور تجدید و تزئین ہوتی رہی اور ہزاروں لاکھوں علماء، فقہاء زیارت کی سعادت سے بہرہ مند ہوتے رہے اور سب نے استحسان و استحباب کی نظروں سے دیکھا۔ فما رأہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن۔ (الحدیث)

۵ شوال ۱۳۷۰ھ کو سعودی عرب کی طرف سے مسجد نبوی کی توسیع کا کام شروع ہوا۔ ربیع الاول ۱۳۷۲ھ کو ملک سعود نے ایک بڑے مجمع کے سامنے تعمیر جدید کا سنگ بنیاد رکھا۔

مسجد نبوی کا طول و عرض:۔

	مربع میٹر
(۱) مسجد مبارک جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تعمیر فرمایا	۲۴۷۵
(۲) امیر المومنین عمر بن الخطاب کے عہد میں توسیع	۱۱۰۰
(۳) عثمان بن عفان " "	۴۹۶
(۴) خلیفہ اموی ولید بن عبد الملک " "	۲۳۶۹
(۵) خلیفہ عباسی مہدی " "	۲۴۵۰
(۶) الملک الاشرف قائتبائی " "	۱۲۰
(۷) سلطان عبد المجید عثمانی " "	۱۲۹۳
(۸) سعودی توسیع سے پہلے،	۱۰۳۰۳
(۹) سعودی توسیع،	۶۰۲۴
(۱۰) سعودی توسیع کے بعد،	۱۶۳۲۷

تعمیر کا کام موجودہ سعودی حکومت بھی کر رہی ہے۔ لیکن اس میں انہدام و تخریب کے ناپاک عناصر بھی در آئے ہیں۔ جنہوں نے اس کے سارے کارناموں کو خاک میں ملا دیا۔

انہدام مقابر کے لرزہ خیز واقعات

۱۹۲۵ء میں جب حرمین طیبین پر نجدیوں کا تسلط ہوا تو عالم اسلام میں ہر طرف اس کے خلاف پرشور احتجاجات ہونے لگے۔ سب سے

دل آزار پہلو یہ تھا کہ مزارات و مقابر کو انھوں نے بے دریغ شہید کرنا شروع کر دیا تھا، اس رُوح فرسا خبر سے پورا ہندوستان چیخ اٹھا، اس وقت کی موثر ترین تنظیم خلافت کمیٹی نے مندرجہ ذیل افراد پر مشتمل اپنا ایک نمائندہ وفد حجاز بھیجا،

(۱) مولانا عبدالماجد بدایونی (۲) سید سلیمان ندوی، (۳) مولانا ظفر علی خان، (۴) مولانا محمد عرفان، (۵) مسٹر شعیب قریشی، (۶) سید خورشید حسن، اس وفد نے حجاز پہنچ کر مقامات متبرکہ واماکن مقدسہ کا بچشم خود مشاہدہ کیا، حکمراں شخصیتوں سے ملاقاتیں کیں ہندوستانی مسلمانوں کے جذبات واحساسات سے باخبر کیا، اور انھیں ان کے فاسد ارادوں سے باز رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی،

وفد نے تمام واقعات وتاثرات کو رپورٹ خلافت کمیٹی کے نام سے یک جا کر کے شائع کیا اور منہدم مزارات ومساجد کا فوٹو بھی اس میں شامل کیا، تاکہ صحیح صورت حال سے تمام مسلمان واقف ہوسکیں۔

مؤتمر عالم اسلامی مکہ مکرمہ منعقدہ ۱۹۲۶ء کی رپورٹیں بھی اس میں شامل ہیں بطور نمونہ اس وفد خلافت کمیٹی کی چند رپورٹیں نقل کی جارہی ہیں، "مکہ میں جنت المعلی کے مزارات شہید کر دیئے گئے ہیں، مولد النبی (جس مکان میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تھی) توڑ دیا گیا ہے، لیکن نجدی حکومت نے یقین دلایا ہے کہ مدینہ کے مزارات کے ساتھ یہ سلوک نہیں کیا جائے گا، (ص۳۳ رپورٹ خلافت کمیٹی)

۲۵ء میں مکہ مکرمہ کے سیکڑوں مزارات اور نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کے مولد کو مسمار کر کے زمین کے برابر کر دیا گیا، دوسرے مرحلے میں پیش آنے والے حادثہ کا ذہنی وروحانی اضطراب اس طرح نجدی حکومت نے دور کیا کہ مدینہ طیبہ کے مآثر ومقامات مقدسہ کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کیا جائے گا، اس جھوٹی یقین دہانی پر کچھ لوگوں نے اطمینان کا سانس لیا مگر اس تحریک کا مزاج اور اس کی نیت سے جو علماء اہلسنت اچھی طرح واقف تھے، انھوں نے

۱۹۷۸ء / ۱۳۹۸ھ کی طرح اپنے شدید غم و غصہ اور بے چینی کا اظہار کیا تھا، لیکن نجدی حکومت نے بالآخر اپنا دوسرا منحوس قدم اٹھا کر ہی دم لیا، خلافت کمیٹی کے وفد ۲۶ء نے اپنی رپورٹ میں اس طرح اس وقت کی صورت حال کی خبر دی،

"۲۲ رمئی کو اکبری جہاز ساحل پر لنگر انداز ہوا اس وقت سب سے پہلے جو وحشت ناک اور جگر گداز خبر ہمیں موصول ہوئی وہ (مدینہ طیبہ) جنت البقیع اور دیگر مقامات کے انہدام کی تھی، لیکن ہم نے اس خبر کے قبول کرنے میں تأمل کیا، اس لئے کہ سلطان ابن سعود خلافت کمیٹی کے دوسرے وفد کو تحریری وعدہ دے چکے تھے کہ وہ مدینہ منورہ کے مزارات و مآثر کو اپنی اصلی حالت پر رکھیں گے، ۔

لیکن جدہ پہنچ کر سب سے پہلے ہم نے ایک رکن حکومت شیخ عبد العزیز عتیقی سے جب اس خبر کی حقیقت دریافت کی تو انھوں نے تصدیق کی اور فرمایا، نجدی قوم بدعت اور کفر کے استیصال کو اپنا فرض خیال کرتی ہے اور اس مسئلہ میں وہ دنیائے اسلام کے مصالح کی کوئی پرواہ نہیں کریگی، خواہ دنیائے اسلام خوش ہو یا ناراض ہو، (ص۸۵ رپورٹ خلافت کمیٹی)

بہر حال حالات و واقعات کچھ بھی ہوں، سلطان عبد العزیز کے تمام حتمی اور واجب الایفاء وعدوں کے باوجود مدینہ منورہ کے تمام قبے گرادئے گئے (ص۸۳ رپورٹ خلافت کمیٹی)

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے مزارات مقدسہ کے ساتھ جو سلوک روا رکھا گیا اس سے باخبر کرنے کے بعد دونوں مقدس مقامات کی مساجد کی شکست و ریخت کی دلدوز خبر وفد نے اس طرح دی ہے، ۔

"اس سے بھی زیادہ افسوس ناک چیز یہ ہے کہ مکہ مکرمہ کی طرح مدینہ منورہ کی بعض مساجد بھی نہ بچ سکیں، اور مزارات کے قبوں کی طرح یہ مساجد بھی توڑ دی گئیں، مدینہ میں منہدم کردہ مساجد کی تفصیل یہ ہے،

(۱) مسجد فاطمہ متصل قبا (۲) مسجد ثنایا، (۳) مسجد منارتین (۴) مسجد مائدہ (۵) مسجد اجابہ
(ص۸۸ رپورٹ خلافت کمیٹی)

وہابیوں کی تخریب کاری کا ذکر کرتے ہوئے مشہور فاضل فرید وجدی نے اپنی انسائیکلوپیڈیا میں لکھا ہے، ولما حاصر الوھابیون المدینۃ خربوھا (ص ۵۳۵ المجلد الثامن دائرۃ معارف القرن العشرین مطبوعہ بیروت، لبنان) ترجمہ، جب وہابیوں نے مدینہ طیبہ کا محاصرہ کیا تو بڑی تخریب کاری کی۔

مدینہ طیبہ کے منہدم مزارات کی مختصر فہرست

(۱) امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۲) حضرت سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۳) حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۴) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ، (۵) حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۶) حضرت امام نافع رضی اللہ عنہ

---

(۱) حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، (۲) (مدفن سر مبارک) امام حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہ، (۳) حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ، (۴) جگر گوشۂ رسول حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۵) عم النبی حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، (۶) حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، (۷) حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (

---

(۱) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، (۲) ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا، (۳) ام المومنین حضرت سودا رضی اللہ عنہا، (۴) ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا،

---

(۱) بنت رسول حضرت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا، (۲) بنت رسول حضرت زینب رضی اللہ عنہا، (۳) بنت رسول حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا، (۴) بنت رسول حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا، (۵) حضرت فاطمہ صغریٰ رضی اللہ عنہا، (بنت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ، (رپورٹ خلافت کمیٹی ص۸ تا ۸۹) ان کے مزارات منہدم کر دیئے گئے،

مشہور مورخ محمد فرید وجدی نے لکھا ہے، وکان بالبقیع قباب کثیرۃ ھدمھا الوھابیون (ص ۵۳۴ المجلد الثانی دائرۃ معارف القرن العشرین مطبوعہ بیروت) ترجمہ،

جنت البقیع میں بہت سے قبے تھے جنھیں وہابیوں نے ڈھا دیا۔

مکہ معظمہ کی گمشدہ نعمتوں کو ایک مرد مومن کی روح اس طرح تلاش کرتی ہے،

"مکہ کے بارونق بازاروں میں دنیا کے ہر ملک کی چیزیں بکتی ہیں، ہر قسم کا سامان ملتا ہے لیکن نہیں ملتا تو مولد النبی نہیں ملتا، مولد فاطمہ نہیں ملتا، دار ارقم نہیں ملتا، قبہ خدیجہ نہیں ملتا، باب ام ہانی نہیں ملتا، اور تہذیب کی چمک۔ تمدن کی روشنی اور دولت کی فراوانی میں یہ یادگاریں اس طرح دبادی گئی ہیں، جیسے واقعات کی دنیا میں ان کا کوئی وجود ہی نہ تھا۔

آج عقیدتوں کی دنیا سوالیہ نشان بنی ہوئی ہے کہ کیا مولد النبی کی دیواریں لائق توقیر نہ تھیں؟ اس کی زمین محبتوں کی بوسہ گاہ نہ تھی؟ مولد فاطمہ کے بام و در قابل تکریم نہ تھے؟ خدا کے آخری نبی کا عبادت خانہ اور وحی الٰہی کا مقام نزول باعث عزت نہ تھا؟ کیا اسلام کی اولین خاتون اور ان کا قبہ قابل تکریم نہ تھا؟ کیا ام ہانی کا نام لائق التفات نہ تھا؟ اگر تھا اور یقیناً تھا تو ان مقامات مقدسہ کی بقا اور تحفظ کا معقول و مناسب انتظام کیوں نہیں کیا گیا؟ حرم کی توسیع پر کروڑوں اور اربوں ریال خرچ کرنے والوں سے کوئی دریافت کرے کہ وہ عمارتیں کیوں منہدم ہوئیں، وہ نشانیاں کیوں زمیں بوس ہوئیں۔ وہ مآثر کیوں بے نام ونشان ہوئے؟ کیا ان یادگاروں کا تحفظ ممکن نہ تھا، کیا ان کی خمیدہ دیواروں کو چند ریال کے سہارے کھڑا نہیں رکھا جاسکتا تھا، کیا منہدم کھنڈرات کو چار دیواریوں کے ذریعہ محفوظ نہیں رکھا جاسکتا تھا، کیا چودہ سو سال پرانی دیواروں کی دھول مٹیوں کو دبیز شیشوں سے ڈھاک کر محافظت کا حق ادا نہ کیا جاسکتا تھا؟ خدارا ارباب حکومت اور اصحاب دولت سے کوئی پوچھے کہ یہ نشانیاں آخر کیوں بے نام ونشان ہوئیں؟ کیوں بے نام ونشان ہوئیں یہ نشانیاں؟،

کہیں ایسا تو نہیں کہ دولت کی فراوانی نے عقیدتوں میں اخلاص پیدا کر دیا ہے، شاہراہوں کی کشادگی نے دلوں میں تنگی پیدا کر دی ہے، عمارتوں کی بلندی نے عقیدتوں میں پستی پیدا کر دی ہے، ایر کنڈیشنڈ مکانات کی افتاحت نے ان مکانوں کی عظمت و تقدس ختم کر دی ہے

بجلیوں کے رنگین تیز بلب نے محبتوں کی دنیا کو تاریک کر دیا ہے۔ امپالا کاروں کی صبا رفتاری نے ایمان کے جذبات کو سست کر دیا ہے۔ اور وسعت حرم کی مہم نے صاحب حرم کی عظمت و محبت کو پس پشت ڈال دیا ہے، اگر ایسا ہے تو دنیا کان کھول کر سن لے کہ ان کے گناہ گار غلاموں کو پرشکوہ عمارتیں نہیں ان کے قدموں سے لگا ہوا کھنڈر چاہیے، صاف شفاف سڑکیں نہیں ان کے قدموں کی دھول اور خاک رہ گذر چاہیئے، صفا و مروہ کا سائبان نہیں اسلام کی اولین خاتون کے مزار پاک کے قبۂ اقدس کا سایہ چاہیئے، تیز بلب نہیں سیدہ طاہرہ کی مقدس چکی کا ٹکڑا چاہیئے، کوئی عبد العزیز نہیں ام ہانی کے نام کی عظمت چاہیئے۔ خدا کے لئے اپنی تمام مادی آسائشیں و سہولتیں لے لو، ہماری روحانی یادگاریں اور ایمانی نشانیاں دیدو، سہ

وہ اندھیرا ہی بھلا تھا کہ قدم راہ پہ تھے

روشنی لائی ہے منزل سے بہت دور انھیں

(ماہنامہ استقامت کانپور شوال ۹۸ھ)

اور شورش کاشمیری مدیر چٹان لاہور کا قلم بھی یہ لکھنے پر مجبور ہو جاتا ہے،

(۱) جنت المعلیٰ مکہ معظمہ کا قدیم ترین لیکن جنت البقیع کے بعد سب سے افضل قبرستان ہے، منیٰ کے راستے پر مسجد الحرام سے ایک میل دور ہے، کسی قبر پر کوئی نشان یا کتبہ نہیں سب نشان ڈھا دئے گئے ہیں، ہر طرف مٹی کے ڈھیر ہیں، چراغ نہ پھول عجیب ویرانہ ہے، جس حصہ میں حضرت اسماء، حضرت عبد اللہ بن عمر، حضرت عبد الرحمٰن ابن ابی بکر، حضرت عبد اللہ بن زبیر، حضرت عبد اللہ ابن مبارک، حضرت امام ابن جبیر اور سعید ابن مسیب کی قبریں ہیں، . . .

وہاں اندر جانے کے لئے ایک دروازہ ہے لیکن وہ قبور پر حاضری کے لئے نہیں، نئی میتوں کے لئے ہے اور جس حصہ میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور ان کے افراد خاندان آرام فرما ہے ہیں، یا حضور کی والدہ حضرت آمنہ، حضور کے لخت جگر قاسم اور حضور کے چچا ابو طالب مدفون ہیں، وہاں کوئی دروازہ اور کوئی راستہ نہیں، ٹوٹی پھوٹی قبریں مٹی کی ڈھیریاں ہو گئی ہیں،

کسی تودہ پر پانی کا چھڑکاؤ نہیں، دھوپ کا چھڑکاؤ ضرور ہے۔ پوری دنیا میں اس سے بڑھ کر
کوئی قبرستان بے بسی کے اس حالت میں نہ ہوگا، میں اور سہیل ایک پہاڑی پر چڑھ گئے، وہاں سے
حضرت خدیجۃ الکبریٰ کی قبر پر نگاہ کی، ام المومنین کا مزار ..... میں کانپ اٹھا میرا دل دھک دھک
کرنے لگا۔ مسلمانوں نے اپنی بیویوں کے تاج محل بناڈالے لیکن جس عورت کو پیغمبر آخر الزماں کی پہلی
شریک حیات ہونے کا شرف حاصل ہوا، جو فاطمۃ الزہرا کی ماں تھیں وہ ایک قبر ویران میں پڑی
ہیں میں اپنے تئیں ضبط نہ کرسکا...... کیا خدیجۃ الکبریٰ کی زندگی نہیں گذار رہیں، حضور کو بعثت
سے پہلے گیارہ سال ستایا گیا ام المومنین کو اب ستایا جارہا ہے اس کا نام قرآن و سنت رکھتے ہیں۔ وہ کس منہ
سے تاج شہی پہنتے اونچے اونچے محل بناتے، محمد عربی کی دولت سمیٹتے اور ان کا نام خزانہ شاہی رکھتے ہیں۔ جس
ذات اقدس کے صدقے میں عزتیں پائی ہیں اور ان کے آثار کی بے حرمتی، یہ قرآن و سنت نہیں یہ اہانت
اور صریح اہانت ہے۔ (ص ۱، تا ۳، شب جائیکہ من بودم، از شورش کاشمیری)

(۲) سعودی حکومت نے عہد رسالت مآب کے آثار، صحابہ کرام کے مظاہر اور اہلبیت کے
شواہد اس طرح مٹادئے ہیں کہ جو چیزیں ڈھونڈ ڈھونڈ کر محفوظ کرنی چاہیئے تھیں وہ ڈھونڈ
ڈھونڈ کر محو کردی گئی ہیں، کہیں کوئی کتبہ یا نشان نہیں، لوگ بتاتے ہیں اور ہم مان لیتے ہیں،
حکومت کے نزدیک ان آثار و نقوش اور مظاہر و مقابر کا باقی رکھنا بدعت ہے، عقیدۂ توحید کے
منافی ہے، سنت رسول کے خلاف ہے، لیکن عصر حاضر کی ہر جدت جدہ ہی میں نہیں پورے حجاز میں ہے،
بلکہ بڑھ پھیل رہی ہے کیا قرآن سنت کا اطلاق اس پر نہیں ہوتا؟

شاہ فیصل کی تصویریں ہوٹلوں میں لٹک رہی ہیں، انھیں حکومت نے خود مہیا کیا ہے۔
ایرپورٹ پر اترتے ہی شاہ فیصل کی تصویر پر نظر پڑتی ہے، قہوہ خانوں، ریستورانوں میں ان
تصویروں کی بہتات ہے لیکن اس میں کوئی بدعت نہیں، بدعت اسلام کی یادیں بنانے اور باقی رکھنے میں ہے۔
(ص ۲۲۔ شب جائیکہ من بودم)

(۳) میں نے سہیل سے کہا یہ کہانی صحیح بھی ہو تو اس سے کہاں ثابت ہوتا ہے کہ وہ چیزیں

مٹادی جائیں جو بہر حال تاریخ کی یادگار ہیں، آخر خانۂ کعبہ اور مسجد نبوی بھی تو آثار ہیں، صفا، مروہ بھی تو شعائر اللہ ہیں۔ مزدلفہ کیوں جاتے ہیں؟ منیٰ کیوں پہنچتے ہیں؟ عرفات کیا ہے؟ جمرۃ العقبیٰ، جمرہ الوسطیٰ، جمرۃ الاولیٰ کیا ہیں؟ آثار ہیں! جو رسمیں وہاں کی جاتی ہیں مظاہر ہیں انھیں عقیدہ کی بنا پر محفوظ کیا گیا، تو یہ عقیدہ جس کی معرفت ہم تک پہنچا اور جس نے یہ ملت تیار کی۔ ۔ ۔ اس عالیشان پیغمبر کا مولد و مسکن، اس کی دعوت کے مراکز و منازل اور نزول وحی کے محور و مہبط کیوں نہ محفوظ کئے جائیں، اس کے سانچے میں ڈھلے ہوئے انسانوں کی یادگاریں کیوں نہ باقی رہیں، یہ سب یادگاریں ان انسانوں کی ہیں جو تاریخ کے دھارے کو ابدالآباد تک موڑ کر زندۂ جاوید ہو گئے، جن کا نام اور کام صبح قیامت تک زندہ رہے گا، جن کے لئے تمام عزتیں ہیں، جو حضور کے اہل بیت تھے، وجدان جنھیں عشق کی آنکھوں سے اب بھی چلتے پھرتے دیکھتا ہے، ان کے آثار محفوظ نہ رہیں تو پھر کون سی چیز محفوظ کی جائے گی؟ سعودی عرب نے شرک کو منہدم کیا لیکن ساتھ ہی عشق کو بھی مسمار کر دیا ہے، وہ شرک اور عشق میں امتیاز نہ کر سکی،

(ص۷، شب چہ جائیکہ من بودم)

اور ماہر القادری مدیر ماہنامہ "فاران" کراچی، جب ۱۹۵۴ء میں حج کے لئے گئے تو واپسی کے بعد اپنے سفرنامہ "کاروان حجاز" میں ان کو بھی لکھنا پڑا کہ،

"جنت المعلیٰ کو دیکھ کر بڑا دکھ ہوا، اس میں صحابۂ کرام، تابعین عظام اور اکابر اولیا آسودہ ہیں، حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی قبر کو چھوڑ کر ہر طرف جھاڑ جھنکاڑ اونٹوں اور دنبوں کی مینگنیاں اور گندگی نظر آتی ہے، یہ تو ان نفوس قدسیہ کی قبریں ہیں جو ہم سب کے مخدوم اور محسن ہیں، عام مسلمانوں کی قبروں کے ساتھ بھی یہ سلوک جائز نہیں، میرے دو شعر ان ہی تأثرات کی یادگار ہیں

فغاں کروں کہ شکایت ہنسوں کہ اشک بہاؤں
کھڑا ہوا ہوں میں ٹوٹے ہوئے مزاروں پر

تجلیاں تو چھپانے سے چھپ نہیں سکتیں
ہزار خاک اڑائے کوئی ستاروں پر

(بحوالہ معارف اعظم گڈھ، جون ۱۹۵۸ء)

قتل و غارت گری کی گرم بازاری

نجدیوں کی سفاکی اور ان کے قتل و غارت گری کے ہزاروں واقعات تاریخ کے صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

ان من ضئضئی ھذا قوما یقرؤن القرآن لا یجاوز حناجرھم یقتلون اھل الاسلام ویدعون اھل الاوثان یمرقون من الاسلام کما یمرق السھم من الرمیه، (ص ۱۴، مسلم شریف جلد اول۔ اصح المطابع دہلی)

اس کی (ذوالخویصرہ نجدی) نسل سے کچھ لوگ نکلیں گے جو قرآن پڑھیں گے مگر ان کے نرخرے کے نیچے نہ اترے گا مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑیں گے، اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔

چنانچہ نجدیوں نے تمام مسلمانوں کو مباح الدم والمال قرار دیا اور بچوں کو ان کی ماؤں کے سینے پر ذبح کر ڈالا، علامہ سید ابراہیم الراوی الرفاعی لکھتے ہیں،

ومن اعظم ما ارتکبوہ عند احتلالھم الطائف الفعلة التی فعلوھا باھل تلک البلدة التی اھتز لھا العالم الاسلامی من قتلھم المئات من المسلمین وفیھم عدد من علماء الدین کالسید عبد اللہ الزوادی مفتی الشافعیه بمکة المکرمة

اور طائف پر قابض ہونے کے بعد سب سے بڑی حرکت وہاں والوں کے ساتھ یہ کی کہ ہزاروں مسلمانوں کو تہ تیغ کر ڈالا جس سے سارا عالم اسلام لرز اٹھا، ان مقتولین میں بہت سے علمائے اسلام مثلاً سید عبداللہ الزوادی مفتی شافعیہ مکہ مکرمہ شیخ عبداللہ ابوالخیر قاضی مکہ، شیخ سلیمان

والشیخ عبد اللہ ابو الخیر قاضی	مراد قاضی طائف سید یوسف
مکۃ والشیخ سلیمان مراد قاضی	الزواوی (جن کی عمر تقریباً ۸۰
الطائف والسید یوسف الزواوی	سال تھی) شیخ حسن الشیبی جعفر
الذی ناهز الثمانین من	الشیبی وغیرھم ہیں، انھیں امن
العمر والشیخ حسن الشیبی	دینے کے باوجود ان کے دروازوں
والشیخ جعفر الشیبی وغیرھم	ہی پر انھیں ذبح کر ڈالا۔
ذبحوھم بعد ما امنوھم عند	″ ″ ″
ابواب بیوتھم (الاوراق	″ ″ ″
البغدادیۃ فی الحوادث النجدیۃ	″ ″ ″
للسید ابراھیم الراقعی مطبعۃ	″ ″ ″
النجاح بغداد)	″ ″ ″

غیر مقلد عالم نواب صدیق حسن خاں بھوپالی رقم طراز ہیں، وفی سنۃ ۱۸۱۰ھ قصد سعود بلاد الشام بستۃ آلاف فارس فاثخن فیھا وخرب ۳۵ بلدا من حوران۔ (ص ۳۰۶، التاج المکلل) یعنی سعود نے چھ ہزار شہسواروں کے ساتھ سنہ ۱۸۱۰ء میں شام کا رخ کیا اور اس میں بے پناہ خونریزی کی اور حوران (جنوبی دمشق) کی ۳۵ آبادیاں ویران کر دیں۔

وقصد عبد العزیز (بن محمد سعود) القطیف فداھمھا علی عجل فتمکن منھا وذبح اھلھا واکتسحھا (ص ۳۰۳ التاج المکلل، تالیف صدیق حسن بن حسن بن علی القنوجی المطبوع بامر شرف الدین الکتبی واولادہ، ۲۹۰، شارع محمد علی بمبئی نمبر ۳ سنہ ۱۳۸۳ھ / ۱۹۶۳ء) یعنی عبد العزیز بن محمد بن مسعود نے قطیف پر اچانک حملہ کیا اور وہاں کے مسلمانوں کو ذبح کیا اور غارت گری کی۔

وفی خلال ذالک کان الوہابیۃ	اس دوران وہابی بصرہ کے علاقوں
یثخنون فی دیار البصرۃ ویوقعون	میں قتل وغارت گری کرتے اور عرب
بقبائل العرب فیہا ویعودون	کے قبائل میں لوٹ مار کرتے اور
عنہم بالغنیمۃ (ص ۳۰۲ ایضا)	مال غنیمت لے کر واپس ہوتے۔

صدر جمعیۃ علمائے ہند مولانا حسین احمد مدنی صدر المدرسین دار العلوم دیوبند نے وہابیوں کے عقاید بیان کرتے ہوئے لکھا ہے،

"محمد بن عبد الوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہل عالم و مسلمانان دیار مشرک و کافر ہیں، اور ان سے قتل و قتال کرنا ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے" (ص ۴۳، الشہاب الثاقب از حسین احمد مدنی، کتب خانہ رحیمیہ دیوبند)"۔

مولانا محمد علی جوہر نے حجاز کے قیامت آشوب واقعات دیکھنے کے بعد جامع مسجد دہلی میں اپنی آتش بار تقریر کرتے ہوئے نجدیوں کے اصل کارنامے سے مسلمانان ہند کو مطلع کرتے ہوئے کہا تھا۔

"نجد اور نجدیوں کا یہی کارنامہ ہے کہ مسلمانوں اور صرف مسلمانوں کے خون میں ان کے ہاتھ رنگے ہوئے ہیں"۔ (ص ۲۷، مقالات محمد علی جوہر اول)

نجدیوں کی گذشتہ صدی کی تاریخ بھی یہی بتاتی ہے کہ ان کے ہاتھ کفار کے خون سے کبھی نہیں رنگے گئے ہیں جس قدر خونریزی انھوں نے کی ہے وہ صرف مسلمانوں کی کی ہے"۔ (ص ۱۰۵ رپورٹ خلافت کمیٹی)

حضرت مولانا عبد الباری فرنگی محلی قدس سرہ کی قیادت میں مسلمانان ہند نے جمعیۃ خدام الحرمین کے نام سے لکھنؤ میں جو ایک تنظیم قائم کی تھی، اس نے، دسمبر ۱۹۲۵ء میں نجدی مظالم کی تحقیقات کے لئے ایک وفد بھیجا، جس کے ارکان یہ تھے، (۱) سید محمد حبیب مدیر جریدہ سیاست لاہور، (۲) مولانا الحاج احمد مختار الصدیقی میرٹھی، (۳) میاں عبد العزیز تاجر لار دکن، (۴) مولانا فضل اللہ خاں، مدیر جریدۂ رسالت بمبئی،

جمعیۃ نے اپنی رپورٹ میں مظالم طائف کے یہ عینی مشاہدات پیش کئے ہیں، ۔

"ہر شخص یہاں تک کہ خود ابن سعود اور حافظ وہبہ نے بھی تسلیم کیا ہے، کہ طائف میں نجدی امان کا وعدہ دے کر داخل ہوئے، انھوں نے شہر کو لوٹا، مسلمانوں کو امان اللہ وامان رسول ابن سعود کہہ کہہ کر بالاخانوں سے اتروایا، اور جیسے ہی ان مسکینوں نے دروازے کھولے ان لوگوں کو گولی ماردی، عورتوں کو مجبور کیا کہ مقتول خاوندوں باپ، بھائی اور بیٹوں کی لاشیں خود اٹھا کر گھر کے باہر پھینکیں، جس نے انکار کیا یا "صل علی الرسول" کہا یا، خاف اللہ و الرسول" کہا وہ خود قتل ہوئی، ۔

لوٹ میں عورتوں کے کپڑے تک اتار لیے، ان کی چھاتیاں اور شرمگاہیں ٹٹولیں، ان کے بدن پر صرف پاجامہ اور صدری کے سوا کوئی کپڑا نہ رہنے دیا، پردہ دار خواتین کو برہنہ کر کے تلاشی لی، عورتوں سے بدفعلی کر کے ان کی جائے مخصوص پر تلوار مار کر انھیں قتل کیا،

دوسرے روز بقیہ السلف اہل شہر کو بیک بینی و دو گوش گھروں سے نکال کر ایک باغ میں پانچ روز تک قیدی رکھا، تین روز تک کچھ کھانے کو نہ دیا، پھر فی کس ایک گونی آٹا بھیجا، لیکن اس کے پکانے کا کوئی سامان نہیں، انکے سامنے انکے اعزہ واقارب کی لاشوں کو گدھوں اور خچروں کے پاؤں رسی سے باندھ کر کھینچا، اور بلا غسل وکفن اور بلا نماز جنازہ دفن کر دیا، بقیہ السلف میں جنکو ذی استطاعت پایا ان سے تاوان وصول کیا، پھر سب کو پیدل بلا زاد راہ مکہ مکرمہ روانہ کردیا، عورتیں، بچے، بوڑھے، راستہ میں سخت پریشان حال ہوئے، نجدیوں نے مسلمانوں کا مال غنیمت سمجھ کر لوٹا، اور کئی مسلمان آزاد عورتوں کو باندی بنالیا،

غرضیکہ وہ کچھ ہوا جس کے بیان سے کلیجہ منہ کو آتا ہے، اور بدن کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں"

بابائے صحافت ظفر علی خاں ایڈیٹر زمیندار نے سچ کہا ہے ۔ ؎

ابن سعود کیا ہے؟ فقط اک حرم فروش \
برطانیہ کی زلف گرہ گیر کا اسیر

اسلامیوں پہ اس نے برسائیں گولیاں \
پھر کیوں نہ کشتنی ہو زمیندار کا مدیر

(ص ۲۵۲۔ نگارستان)

کفر اور شرک وبدعت کی فراوانی

محمد بن عبد الوہاب نجدی کے پوتے عبد الرحمٰن بن حسن آل الشیخ نے مراسم زیارت کا ذکر کرتے ہوئے مسلمانوں کو مشرک اور یغوث ویعوق کا پجاری بنایا، اس کے الفاظ یہ ہیں،

فابی المشرکون الا معصیة لامرہ وارتکابا لنہیہ وغرھم الشیطان بان ھذا التعظیم لقبور المشائخ والصالحین وکلما کنتم لہا اشد تعظیما واشد فیہم غلوا کنتم بقربہم اسعد ومن اعدائہم ابعد ولعمر اللہ من ھذا الباب دخل الشیطان علی عباد یعوق ویغوث ونسر،
(فتح المجید شرح کتاب التوحید للنجدی ص۱۶۵ مکتبۃ الریاض البطحاء الریاض،

مشرکین اس کے حکم کی نافرمانی کرتے رہے، انھیں شیطان نے دھوکا دیا کہ یہ صالحین اور مشائخ کے قبروں کی تعظیم ہے تم ان کی جتنی ہی تعظیم اور اس میں غلو سے کام لوگے ان کے تقرب سے بہرہ مند اور ان کے دشمنوں سے دور رہوگے خدا کی قسم اس راستے سے یغوث، یعوق اور نسر کے پجاریوں تک شیطان پہنچا اور ان پر قابض ہوا۔

"یغوث ویعوق اور نسر حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے صالحین کا نام ہے لوگ ان کے انتقال کے بعد ان کی نشست گاہوں پر مجسمے نصب کر کے وہیں بیٹھنے لگے، کچھ زمانہ گذرنے پر اپنی جہالت وگمرہی کے سبب ان کی پرستش کرنے لگے، یہاں تک کہ انھوں نے اپنی قوم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا،"

وقالوا لا تذرن آلہتکم و

اور انھوں نے کہا ہرگز نہ چھوڑو

کا پابند پایا اسے حرز جان بنالیا اور جمہور امت مسلمہ کی نشو نما اسی طریق پر ہوئی لیکن نجد اور ہندوستان وہابی داعیوں اور مبلغوں کی ذہنیت اور انداز میں کوئی فرق نہیں،

مختار احمد ندوی سلفی لکھتے ہیں، "اسلام کا سارا کروفر توحید کی بدولت تھا، توحید نے اسلام کو تمام ادیان پر غالب کیا تھا لیکن...... آج ــــ حقیقی اسلام خود مسلمانوں میں اجنبی کر رہ گیا ہے، (ص ۸، التوحید مطبوعہ بمبئی ۵ء ۶) یعنی مسلمان موحد نہ رہ گئے،

اسی لئے حضرت شیخ سلیمان بن عبد الوہاب جو محمد بن عبد الوہاب نجدی کے حقیقی بھائی ہیں، انھوں نے نجدی وہابیت کے رد و ابطال میں جو مستقل کتاب تصنیف فرمائی ہے، اس میں انھیں مخاطب کرتے ہوئے لکھا ہے ــ

فانکم الآن تکفرون من شهد ان لا اله الا الله وحده وان محمدا عبده ورسوله واقام الصلوٰة واتی الزکوٰة وصام رمضان وحج البیت مومنا بالله وملائکته وکتبه ورسله ملتزما بجمیع شعائر الاسلام وتجعلونهم کفارا وبلادهم بلاد حرب (ص ۵ الصواعق الالهیة فی الرد علی الوہابیة للشیخ سلیمان بن عبد الوہاب طبع ثانی مکتبة الیتیق استانبول ترکی ۱۲۹۵ھ ۱۹۷۵)	تم اب ان کی تکفیر کرتے ہو جو گواہی دیتے ہیں کہ خدا ہی معبود ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں، نماز پڑھتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں، حج کرتے ہیں، روزے رکھتے ہیں، خدا اور اس کے ملائکہ، اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہوئے اور تمام اسلامی شعائر کی پابندی کے ساتھ ساتھ وہ یہ گواہی دیتے ہیں اور پابندی ارکان کرتے ہیں پھر بھی تم انھیں کافر بناتے ہو اور ان کے بلاد وامصار کو بلاد حرب قرار دیتے ہو۔

" " "

مسلمانوں کو کافر و مرتد بنانے پر دوسری جگہ لکھتے ہیں،

فان کان عندکم شیٔ فبینوہ فانہ لا یجوز کتم العلم ولکنکم اخذتم ھذا ابمفاھیمکم و فارقتم الاجماع وکفرتم امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کلھم، حیث قلتم من فعل ھذہ الافاعیل فھو کافر ومن لم یکفرہ فھو کافر، ومعلوم عند الخاص والعام ان ھذہ الامور ملأت بلاد المسلمین وعند اھل العلم منھم انھا ملأت بلاد المسلمین من اکثر من سبع مائۃ عام ۔ وان من لم یفعل ھذہ الافاعیل من اھل العلم لم یکفروا اھل ھذہ ولم یجروا علیھم احکام المسلمین بخلاف قولکم حیث اجریتم الکفر والردۃ علی امصار المسلمین وغیرھا

تمھارے پاس اگر کوئی معقول دلیل ہو تو بتاؤ اس لئے کہ علم کا چھپانا جائز نہیں لیکن (تم بتاؤگے کیسے؟) یہ سب تو تم لوگوں نے صرف اپنی سمجھ سے نکالا ہے۔ اجماع امت کے خلاف کیا ہے، اور پوری امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کی تکفیر کی، اس طور پر کہ جس نے یہ امور کئے وہ کافر ہے، تمام عوام و خواص کو معلوم ہے کہ سبھی مسلم ممالک میں ہر جگہ یہ ساری چیزیں پائی جاتی ہیں،

اور اہل علم جانتے ہیں کہ سات سو سال سے زائد سے اسلامی ممالک میں یہ امور رائج ہیں، جن علماء نے ان کاموں کو نہیں کیا انھوں نے بھی ایسا کرنے والوں کی تکفیر کی ہے، اور نہ ان پر مرتدین کے احکام جاری کئے ہیں، بلکہ مسلمانوں ہی کے احکام

من بلاد المسلمين وجعلتم
بلادهم بلاد حرب حتى
الحرمين الشريفين الذين اخبر
النبي صلى الله عليه وسلم في
الاحاديث الصحيحة انهما
لا يزالا بلاد الاسلام و
انهما لا تعبد فيها الاصنام،
وحتى ان الدجال في اخر
الزمان يطأ البلاد كلها الا
الحرمين كما تقف على ذلك
انشاء الله في هذه الرسالة
فكل هذه البلاد عندكم
بلاد حرب، كفار اهلها لانهم
عبد والاصنام على قولكم و
كلهم عندكم مشركون شركا
مخرجا عن الملة، فانا لله
وانا اليه راجعون، فوالله
ان هذا عين المحادة لله و
لرسوله ولعلماء المسلمين قاطبة
ص ۱۰۷ الصواعق الالهية)

جاری کئے ہیں جب کہ تم نے مسلم
بلاد وامصار پر کفر وارتداد کے
حکم لگائے اور انھیں بلاد حرب
قرار دیا حتیٰ کہ حرمین شریفین کو بھی
جن کے بارے میں مخبر صادق
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحیح
احادیث میں ارشاد فرمایا
کہ یہ دونوں شہر ہمیشہ بلاد اسلام
رہیں گے اور ان میں کبھی بت پرستی
نہ ہو گی، حتی کہ آخری زمانہ میں
دجال تمام ملکوں اور شہروں
کو روند ڈالے گا، مگر حرمین
طیبین میں نہ پہنچ سکے گا، جیسا کہ
اسی رسالہ میں انشاء اللہ تم
جانوگے، یہ تمام ممالک تمہارے
نزدیک بلاد حرب اور ان کے
باشندے کفار ہیں، اس لئے کہ تمہارے
قول کے مطابق انھوں نے بت پرستی کی
اور سب کے سب تمہارے نزدیک ایسا
شرک کرنے والے ہیں جو مذہب وملت
سے خارج کر دے، انا للہ وانا الیہ

" " راجعون، خدا کی قسم، خدا و رسول اور
" " " جمہور علمار مسلمین کی یہی عین ضد اور
" " " مخالفت ہے، ۔

ایک جگہ انھیں تنبیہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں، ۔

باللہ علیکم انتھوا عن الخفاء	تم پر خدا کی قسم ہے، تم ظلمت وخفا
وقول الزور واقتدوا بالسلف	اور جھوٹی باتوں سے رک جاؤ اور
الصالح وتجنبوا طریق اھل	سلف صالحین کی اتباع واقتدا کرو
البدع ولا تکونوا کالذی	اور مبتدعین کا طریقہ چھوڑ دو، اور
زین لہ سوء عملہ فرآہ	اسکی طرح نہ بنو کہ جسکے لئے اسکی بدعملی مزین
حسنا، (ص ۱۲۱ الصواعق الالہیہ)	کی گئی ہو اور وہ اسے اچھی دیکھے،۔

دوسری جگہ نصیحت فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں، ۔

یاعباد اللہ! اتقوا اللہ خافوا	اے اللہ کے بندو! خدا سے ڈرو،
ذا البطش لشدید لقد آذیتم	سخت گرفت والے سے خوف کھاؤ،
المؤمنین والمومنات، ان الذین	تم نے اہل ایمان مردوں اور عورتوں
یؤمون المومنین والمؤمنات	کو بڑی ایذائیں پہونچایئں، جو مومنین
بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا	ومومنات کے ساتھ غلط باتیں منسوب
بھتانا واثما مبینا ۔	کرتے ہیں، وہ بہت بڑا بہتان اور
	کھلا ہوا گناہ کرتے ہیں۔
واللہ ما لعباد اللہ عند	خدا کی قسم! اس کے بندے کا اس
اللہ ذنب الا انھم لم یتبعوکم	کے نزدیک اس کے علاوہ کوئی گناہ
علی تکفیر من شھدت	نہیں کہ انھوں نے ان مسلمانوں کی تکفیر
النصوص الصحیحۃ باسلامہ	

واجمع المسلمون علی اسلامہ فان اتبعوکم اغضبوا اللہ تعالیٰ و رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم و ان عصوا انکم حکمتم بکفرہم وردتہم (ص ۲۷ الصواعق الالہیۃ) ــــــ	کے سلسلے میں تمھاری اتباع نہ کی جن کے اسلام کی شہادت نصوص صحیحہ نے دی اور جن کے اسلام پر مسلمانون کا اجماع ہے، اگر وہ تمھاری بات مانیں تو خدا ورسول کو ناراض و غضبناک کریں اور تمھاری مخالفت کریں تو تم انھیں کافر و مرتد بناؤ،

قاضی شوکانی نے ان کے بارے میں ایک واقعہ اس طرح لکھا ہے،

ان جماعۃ منہم خاطبوہ ہو و من معہ فی حجاج الیمن بانہم کفار (ص ۵ البدر الطالع دوم)	وہابیوں کی ایک جماعت نے انھیں اور ان کے ساتھ یمنی حاجیوں کو کفار کہہ کر خطاب کیا۔

ایک بار نجد کے قاضی نے مدینہ طیبہ میں علماء و مشائخ اسلام کو مخاطب کرتے ہوئے کہا،

یا اھل الحجاز انتم اشد کفرا من ھامان و فرعون نحن قاتلنا کم مقاتلۃ المسلمین مع الکفار، انتم عباد حمزہ و عبد القادر۔ (ص ۸۵، رپورٹ خلافت کمیٹی)	اے قوم حجاز! تم ہامان اور فرعون سے بڑھ کر کافر ہو، ہم تمھارے ساتھ اسی طرح قتال کیا جیسے کہ مسلمان کافروں کے ساتھ کرتے ہیں تم (امیر) حمزہ اور عبدالقادر (جیلانی) کے پجاری ہو،

اسی طرح مسلمانوں کو نجدیوں نے جابجا منافق و مرتد (ص ۱۳۰، فتح المجید) اور عباد القبور (ص ۱۲۹) کہا ہے۔

اتباع کتاب و سنت کا دعویٰ

توحید خالص پر عمل، کتاب و سنت سے براہ راست استنباط، آزاد افکار اسلامی کا احیاء

اسرائیلی روایات اور عجمی خیالات و نظریات سے پاک کر کے اسلام کے فطری حسن کمال کو نکھارنا، یہ اور اس طرح کے دوسرے بلند بانگ زبانی دعوؤں اور نعروں کا شور بہت ہے، لیکن بقول شیخ سلیمان بن عبدالوہاب۔ —

فان الیوم ابتلی الناس بمن ینتسب الی الکتاب و السنة و یستنبط من علومهما و لا یبالی من خالفه و اذا طلب منه ان یعرض کلامه علی اهل العلم، لم یفعل، بل یوجب علی الناس الاخذ بقوله و بمفهومه و من خالفه فهو عنده کافر، هذا، و هو لم یکن فیه خصلة واحدة من خصال اهل الاجتهاد و لا و الله عشر واحدة و مع هذا فراج کلامه علی کثیر من الجهال فانا لله و انا الیه راجعون (ص ۴، الصواعق الالٰهیه)

آج کل لوگ کتاب و سنت اور ان سے استنباط کرنے والے وہابیوں کی طرف سے ابتلاء و آزمائش میں ہیں، یہ اس کی پرواہ نہیں کرتے کہ کس کی مخالفت کر رہے ہیں جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اپنی باتیں اہل علم کے سامنے پیش کرو تو وہ پیش نہیں کرتے، بلکہ اپنی باتیں اور خود ساختہ مفاہیم لوگوں پر مسلط کرتے ہیں، اور جو ان کی مخالفت کرے وہ ان کے نزدیک کافر ہے۔ یہ (استنباط مسائل و حکم کفر) ایسا کرتے ہیں، مگر ان میں مجتہدین کی ایک خصلت بھی نہیں ہوتی، بلکہ خدا کی قسم دسواں حصہ بھی نہیں ہوتا، اس کے باوجود ان کی باتیں جہال میں رائج ہو گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

ان کا مشہور عقیدہ ہے کہ قرآن کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں (ملتقط ص ۲، تقویۃ الایمان از محمد اسماعیل دہلوی مطبوعہ سہارنپور) اللہ و رسول کے کلام کو سمجھنے کے لئے بہت علم نہیں چاہئے۔ (ص ۲) تفسیر بالرائے کو مطلق جائز سمجھتے ہیں اسی لئے ان کا ہر چھوٹا بڑا اور خواندہ و ناخواندہ شخص تقلید

ائمہ اربعہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا شدید مخالف ہے، اگرچہ ابن تیمیہ اور ابن عبدالوہاب کی تقلید کرنے میں ان کے بڑے بھی کوئی جھجک نہیں محسوس کرتے۔

فانهم ان لم يوافق حديث
بمعتقداتهم قالوا هذا ضعيف
او موضوع، وان استدل
بذلك الحديث اكابر الائمة
كالغزالي والسيوطي وامام
الحرمين والشيخ عبد الحق الدهلوي
والشيخ علي القاري وامثالهم في كتبهم،
وان لم يوافق رأيهم
قول الائمة واكابر الدين
تعرضوا لهم وسبهم
فالى الله المشتكى (ص ۴۳، العقائد
الصحيحة في ترديد الوهابية النجدية، از
مولانا محمد حسن مجددی حیدرآباد سندھ
مطبع الفقیہ، پرنٹنگ پریس امرتسر
۱۳۶۰ھ / ۱۹۴۱ء طبع جدید مکتبہ ایشیق ترکی
۱۳۹۸ھ / ۱۹۷۸ء)

ان کا طریقہ ہے کہ جب کوئی حدیث ان
کے معتقدات کے موافق نہیں ہوتی تو
وہ اسے ضعیف یا موضوع کہہ دیتے
ہیں، اگرچہ اس حدیث سے اکابر
امت مثلاً امام غزالی، علامہ سیوطی،
امام الحرمین وشیخ عبدالحق محدث دہلوی
ملا علی قاری اور ان جیسے علمائے اسلام
(رضی اللہ عنہم اجمعین) نے اپنی کتابوں
میں استدلال کیا ہو،
اگر ان کی رائے ائمہ اسلام
اور اکابر دین کے اقوال سے
متعارض ہوتی ہے تو ان پر
اعتراض اور سب وشتم پر
اتر آتے ہیں، فالی اللہ
المشتکی۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کو علم حدیث سے ناواقف سمجھتے ہیں اور بعض تو گستاخی ذکر کرتے ہیں، ان کی رائیں جن علمائے اسلام سے متصادم ہوتی ہیں، انھیں بے دھڑک "روح قرآن سے ناآشنا" کہہ کر اپنے بالمقابل ان کی بات کو کمزور ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں

علمائے اہل سنت کی آراء کے سامنے بھی "نحن رجال وھم رجال" جیسی ذہنیت کا اظہار کرتے ہیں۔

مولانا محمد علی جوہر جب حجاز گئے تو اس دعویٰ کا بڑی باریک بینی سے جائزہ لیا اور جامع مسجد دلی میں اس کی حقیقت کا اس طرح اظہار کیا۔

"میں خدا کے گھر میں بیٹھا ہوں اور اس کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں مجھے ابن سعود سے ذاتی عداوت نہیں نہ میری مخالفت ذاتی غرض پر مبنی ہے جو کچھ میں نے دیکھا ہے۔ وہی کہوں گا۔ اور صاف صاف کہوں گا خواہ اس سے کوئی جماعت خوش ہو یا ناخوش۔۔

سلطان ابن سعود اور ارکان حکومت بار بار کتاب اور سنت رسول اللہ کی رٹ لگاتے تھے لیکن میں نے تو یہ پایا کہ انھوں نے کتاب اللہ اور سنت رسول کو دنیا کمانے کے لئے آلہ بنا رکھا ہے۔ جو لوگ ڈاکہ ڈالتے ہیں چوری کرتے ہیں برا کرتے ہیں۔ لیکن جو لوگ قرآن و حدیث کو آڑ بنا کر دنیاوی حکومت حاصل کرتے ہیں وہ چوروں ڈاکوؤں سے بھی برا کرتے ہیں۔ (ص ۹۵ و ۹۶، مقالات محمد علی، ج ۱)

اس موقع پر ایک بڑھتے اور پھیلتے ہوئے اثر کی طرف واضح نشاندہی کرنا چاہوں گا کہ عربی زبان کا جدید مذہبی اسلوب تحریر بڑی تیزی سے اس مزاج سے متاثر ہوتا جا رہا ہے کہ کسی واقعہ کسی "تحقیق" یا نئی بات کو لکھتے ہوئے آخر میں اچانک ایک آیت یا حدیث کا ایک ٹکڑا چسپاں کر دیا جاتا ہے، جدید کتب و رسائل کا عام انداز یہی ہے، سعودی عرب اور اس تحریک سے متاثر خلیجی ریاستوں کے اصحاب قلم کی تحریریں آہستہ آہستہ اس نجدی تحریک کی ترجمان بنتی جا رہی ہیں، نئی چیزیں بالعموم پرکشش ہوا کرتی ہیں، اور نوجوان اذہان و قلوب بہت جلد ان چیزوں کا اثر قبول کر لیتے ہیں۔ اور اس طرح وہ چیزیں متعدی بن جایا کرتی ہیں۔ یہ طرز چاہے جدید ہو یا قدیم، بہر نوع اس وقت عربی مذہبی کتب و رسائل اور مجلات وجہ اًلد اسی مخصوص ذہنیت کے آئینہ دار ہیں، یہ طرز برا نہ تھا۔ اگر سلف صالحین کے نقش قدم پہ ہوتا یا راسخین فی العلم یہ فریضہ انجام دیتے لیکن کتاب و سنت کا نام حصول جاہ و حشمت اور دولت و ثروت کے لئے محض بطور آلہ استعمال کیا جاتا ہے۔۔

سعودی حمایت کے بنیادی اسباب نجدی تحریک کے پس پردہ ایک وسیع مملکت کا

قیام تھا اس لئے محمد بن عبدالوہاب نے اپنے مشن کے فروغ و استحکام کے لئے سب سے پہلے "قرامط"
رابطہ پیدا کیا۔ ۵

---

۵ القرامطة: حركت دينية سياسة اجتماعية لاتزال حقيقتها على اكثير من الغم
لانقراض اتباعها تنسب الى داعيها الاول حمدان بن قرمط في العراق. اظهرها
في البحرين ابوسعيد الجنابي ۲۸۵/۸۹۹م ثم سيطرت على كثير من البلاد الاسلامية
استولوا على مكة ۹۳۰م ونقلوا منها الحجر الاسود. ثم ردوه بعد اثنتين وعش
سنة. (ص ۵۴۵ المنجد في الاعلام.) ترجمہ:۔ قرامطہ ایک مذہبی اور سیاسی و سماجی تحریک
اس کے پیروؤں کے نیست و نابود ہو جانے کی وجہ سے اس کی حقیقت بہت کچھ پردۂ خفا میں ہے، یہ تحریک
سب سے پہلے داعی حمدان بن قرمط عراق کی طرف منسوب ہے۔

اسے ابوسعید الجنابی نے ۲۸۵ھ/۸۹۹م میں بحرین میں پورے زور شور سے چلایا، پھر تھوڑے
میں بہت سے اسلامی بلاد و امصار میں اس کا قبضہ و تسلط ہو گیا، ۹۳۰ء میں مکہ مکرمہ پر قابض ہوئے
وہاں سے "حجر اسود" اٹھالے گئے، جسے بائیس سال کے بعد واپس کیا"۔

حرمین طیبین پر فساق و فجار اور بددینوں کا کئی بار تسلط ہو چکا ہے، قرامطہ سے پہلے بھی اور
بھی۔ ــــ یزید کے وقت میں حرمین طیبین پر اس کے عمال مقرر تھے، اس وقت بھی مسلمانوں نے ان کے
نماز پڑھنے سے انکار کر دیا تھا۔ــ اور وہ ان کی جماعت سے علحدہ ہو کر یا بعد جماعت نماز پڑھا کرتے
مسجد نبوی میں ایک بار بڑی بھیانک آگ لگی جس میں بہت سارا ساز و سامان جل گیا، اس کی وجہ
ہوئے صاحب وفاء الوفاء لکھتے ہیں۔ــ قلت: وهذا لان الاستيلاء على المسجد والمدينة كان في
الزمان للشيعة، وكان القاضي والخطيب منهم حتى ذكر ابن فرحون ان اهل السنة لم يكن
يتظاهر بقرأة كتب اهل السنة (ص ۶۰۰ وفا) ترجمہ: میرا کہنا ہے کہ مسجد نبوی میں آگ لگنے کا واقعہ
ایسا اس لئے ہوا کہ مسجد نبوی اور مدینہ طیبہ پر اس زمانہ میں شیعہ قابض تھے، قاضی اور خطیب انہیں کے تھے
یہاں تک کہ ابن فرحون نے ذکر کیا ہے کہ اہلسنت و جماعت کا کوئی فرد علانیہ کوئی ایسی کتاب نہیں پڑھ پاتا تھا۔

قرامطہ نے نامعلوم اسباب کی بنا پر اس تحریک کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد جب ابن عبدالوہاب نے اپنے گرد و پیش نظر ڈالی تو ابن سعود اور اس کے خاندان کو اطراف و جوانب میں صاحب اثر و رسوخ پایا۔

حرص و ہوس کی دنیا بڑی عجیب ہوا کرتی ہے۔ اصحاب عقل و خرد کا کہنا ہے کہ کسی کو اپنی طرف مائل کرنے، اور کسی کی طرف مائل ہونے کے لئے تین چیزیں باعث کشش ہوا کرتی ہیں۔ زن، زر، اور زمین۔ اگر کسی کو حکومت کی باگ ڈور اور اس کا نظام سونپ دیا جائے تو یہ تینوں مسائل خود بخود حل ہو جائیں گے، ویسے کم از کم زر اور زمین کا تعلق تو بالعموم ایک دوسرے کے ساتھ پایا ہی جاتا ہے، اور اگر حصول زن کی راہیں بھی کشادہ ہو جائیں تو میلان قلب میں کوئی چیز رکاوٹ نہیں بن سکتی۔ ۔

اب دل پہ ہاتھ رکھ کر مذہبی تاریخ کی ایک بھیانک سازش اور نجدی و سعودی ساز باز کا ایک تلکہ خیز انکشاف غیر مقلدین ہند کے معتمد اور مشہور عالم و فاضل نواب صدیق حسن خاں بھوپالی کے قلم سے ملاحظہ فرمائیں۔ ۔

ولما ظهر محمد بن عبد الوهاب بالدعوة الوهابية والقبض عنه القرامطة لجأ الى ابن سعود هذا فصدق دعوته وقام بتائيدها۔ وقد غزه منه وعده ان يسلطه على بلاد نجد وكان ذالك سنہ ۱۷۶۰ الميلاد، وتزوج بابنة عبد الوهاب (صفحہ ۲ التاج المكلل)	جب محمد بن عبد الوہاب نے وہابی مشن ظاہر کیا اور قرامطہ اس سے دور ہو گئے تو اس نے (محمد، ابن سعود کے دامن میں پناہ لی۔ (محمد) ابن سعود نے ابن عبدالوہاب کے اس مشن کی تصدیق کی اور اس کی تائید و حمایت پر کمربستہ ہو گیا، (محمد) ابن سعود کو ابن عبدالوہاب نے یہ فریب لالچ دی کہ وہ اسے بلاد نجد کا حکمراں بنا دے گا، یہ واقعہ ۱۷۶۰ء کا ہے۔ اور (محمد) ابن سعود کی شادی ابن عبدالوہاب کی لڑکی سے ہوئی۔ ۔

" " "

" " "

زر، زمین اور زن یہ ہیں وہ بنیادی دفعات جن پر نجدیت وسعودیت کا معاہدہ ہوا۔ اور اسی پالیسی پر ان کی آنے والی نسلیں بھی عمل کرتی رہی ہیں۔" کتاب وسنت کا تو خدا ہی حافظ ہے۔ یقین نہ آئے تو محمد بن سعود کے صاحبزادہ "بلند اقبال" شاہ عبدالعزیز کے حالات زندگی کا مطالعہ کیجئے۔

اس نے توحید خالص "کتاب وسنت اور عرب وطنیت کے پرفریب اور خوشنما نعرے لگا کر پورے جزیرۃ العرب کو ہلا ڈالا۔ مذہب کی آڑ میں عربوں اور ترکوں کی خوفناک جنگ ہوئی۔[1]

---

[1] خلافت عثمانیہ کو پارہ پارہ کر کے شوکت اسلام ومسلمین کو ختم کرنے کے لئے جو خوفناک سازش کی گئی تھی، اور قومی عصبیت کا عفریت نعرہ "وحدۃ عربیہ" کے لباس میں رقص کرنے کیلئے جس میخانہ کا مست وسرشار تھا، تاریخ کا ادنی طالب علم بھی اس سے بخوبی واقف ہے، مشہور فاضل علی ناصرالدین لکھتے ہیں،

وقد تزعم هذه الحركة وقادها بعض المسيحيين الذين لم تكن تربطهم بالاتراك رابطة العقيدة والدين المتينة ورابطة الاخاء الاسلامي، (ص ۳ قضية العرب)، ترجمہ: اس تحریک (قومی عصبیت) کی قیادت وہ عیسائی کر رہے تھے، کہ ترکوں سے دین وعقیدہ اور نہ اخوت اسلامی کسی چیز کا کوئی تعلق ورابطہ نہ تھا۔

ابوالحسن علی حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ نے لکھا ہے۔ - والذين كان يقودهم الانجليز المجرمون الذين تلطخت ايديهم وتلوثت تاريخهم بالشنيع الاجرامات ضد الاسلام والمسلمين فضلوا كل ذالك على البقاء في جوار الاتراك المسلمين الذين رفعوا رائية الاسلام في ادربا خمسة قرون وارهبوا اعداء الاسلام وكانوا اعلى علامتهم رمز قوة الاسلام وشوكته، وتناسوا النصوص القرآن والسنة القطعية التي تحرم موالاة اعداء الاسلام ضد المسلمين والقتال في صفهم، واعتمدوا على الوعود الخلابة السياسة المنقلبة التي لا تعرف الا المصلحة، ولا تعبد الا القوة (ص ۹ العرب والاسلام، مطبوعہ بیروت ۱۳۸۹ھ) یعنی ان (قومیت پرست) کی قیادت وہ انگریز کر رہے تھے، جن کے

(بقیہ ص ۵۷ پر)

سلامت علی مہدی نے لکھا ہے،

"۱۵/جنوری ۱۹۰۲ء کو شاہ عبدالعزیز السعود نے ریاض پر اور ۱۹۲۵ء میں مکہ معظمہ پر قبضہ کیا۔ ۲۳/دسمبر ۱۹۳۳ء کو حجاز، نجد، عسیر، احساء کو ملا کر حکومت کی تشکیل کی اور ۱۸/ستمبر ۱۹۳۲ء ہی میں اسے سعودی عرب کا نام دیا گیا۔

بانی سعودیہ عبدالعزیز نے تین سو سے زائد نکاح کئے، چالیس سے زائد اس کے سگے بھائی تھے، جن کے لڑکے اور پوتے کل چار ہزار ہوئے قبائل کو رام کرنے کے لئے ہر قبیلہ کی لڑکی سے شادی کی، اس کی لڑکیوں کا کوئی اندازہ نہیں لگایا جا سکتا، راستہ چلتے عورتیں اپنی درخواست پیش کرتیں اور ان درخواستوں پر فوری فیصلہ ہو جاتا۔

عبدالعزیز کے بعد ۵۳ء میں سعود اور ۶۳ء میں شاہ فیصل کو بادشاہ بنایا گیا، ۲۵/مارچ ۷۵ء میں شاہ فیصل کو جب ان کے بھتیجے فیصل بن سعود بن عبدالعزیز نے قتل کر دیا تو ان کے بعد شاہ خالد کو فرماں روائے مملکت نجد و حجاز اور فہد بن عبدالعزیز کو ولی عہد بنایا گیا (مقتبس شاہ فیصل مطبوعہ دہلی)

جتنے سعودی حکمراں ہوئے سب اپنے اگلوں کے نقش قدم پر چلتے رہے۔ اور اپنے مخصوص افکار و نظریات کی تبلیغ و اشاعت کے لئے ریالوں کی موسلا دھار بارش کرتے رہے:۔

(بقیہ حاشیہ ص۵۶ کا) خطاکار رہا ہے اور جن کی تاریخ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف گھناؤنے اور مکروہ جرم میں ملوث ہے، ان علمبرداران قومیت نے انگریزوں سے یہ ساز باز گوارہ کر لیا، مگر ان مسلم ترکوں کے شانہ بشانہ رہنے سے انکار کر دیا جنھوں نے پانچ صدیوں تک یورپ میں اسلام کا پرچم لہرایا۔ اور اعدائے اسلام کو لرزہ بر اندام کر دیا تھا۔ ترک اپنی کمزوریوں کے باوجود اسلام اور اس کی شوکت و عظمت کا نشان تھے۔ قومی نشہ میں وہ اتنے مدہوش ہوئے کہ "کتاب و سنت" کے ان نصوص قطعیہ" کو بھی بھول بیٹھے، جن میں مسلمانوں کے خلاف اعدائے اسلام سے موالات اور ان کے ساتھ مل کر جنگ و مقابلہ کو حرام فرمایا گیا ہے، انھوں نے صرف ان دلکش سیاسی وعدوں پر اعتماد کیا جو آئے دن بدلتے رہتے ہیں، اور جس سیاسی شریعت میں "مصلحت" کو "صحیفۂ آسمانی" اور "قوت" ہی کو "معبود" سمجھ لیا گیا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ محمد بن عبد الوہاب نجدی کی کتاب التوحید کو مقدمہ و تشریح ساتھ مفت تقسیم کئے جانے کا سرکاری انتظام کیا گیا ہے، اور وہابی عقائد و خیالات کے فروغ کے لئے بے پناہ کوششیں کی جارہی ہیں اور دنیا کی مختلف علمی زبانوں میں اہل قلم سے کتابیں لکھوائی جارہی ہیں۔

ہفت روزہ "اخبار العالم الاسلامی، مکہ معظمہ جو رابطۂ عالم اسلامی کا ترجمان ہے، اس کی ایک خبر کے مطابق جلد ہی عالمگیر پیمانہ پر سعودی عرب میں "محمد بن عبد الوہاب کانفرنس" منعقد کی جائے گی اور اس میں شرکت کے لئے دنیا بھر کی مشہور شخصیتوں کو دعوت دی جائے گی۔

اس کانفرنس کے انعقاد کی تیاری کے سلسلے میں بھی اصحاب قلم سے مختلف بین الاقوامی زبانوں میں مضامین و مقالات اور کتابیں لکھوائی جارہی ہیں۔

دیار نجد

نجد کا علاقہ ابتدا ہی سے اپنی قساوت و شقاوت قلبی میں مشہور و معروف رہا ہے، جذبۂ تحقیر و اہانت کی وافر مقدار اس کے حصہ میں آئی ہے اور عہد حاضر تک یہ اس کا وارث و امین ہے۔

قرآن کریم کی آیت کریمہ " ان الذین ینادونک من وراء الحجرات اکثرھم لا یعقلون" کے تحت خاتم الحفاظ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

قال الاسدی ان الذین ینادونک من وراء الحجرات" اعراب تمیم (ص ۸۶ الجزء السادس من الدر المنثور للعلامۃ السیوطی مطبوعہ بیروت)

عن مجاھد ان الذین ینادونک من وراء الحجرات" قال اعراب من بنی تمیم (ص ۸۰ ایضاً)	حجروں کے پیچھے سے جو آپ کو پکارتے ہیں ان میں سے اکثر بے عقل ہیں، پکارنے والے بنو تمیم کے کچھ لوگ ہیں، مجاہد وغیرہ نے کہا کہ بنو تمیم کے کچھ اعراب (بدوی) ہیں
” ”	

اسی آیت کریمہ کے تحت علامہ صاوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

وھم وفد من بنی تمیم قال	بنو تمیم کا ایک وفد نبی کریم صلی اللہ

مجاهد وغیرہ نزلت فی اعراب بنی تمیم قدم الوفد منهم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فدخلوا المسجد ونادوا النبی صلی اللہ علیہ وسلم من وراء الحجرات ان اخرج الینا فان مدحنا زین وذمنا شین وکانوا سبعین رجلا قدموا الفداء ذراری لهم وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نائما للقائلة وسئل صلی اللہ علیہ وسلم فقال هم جفاة بنی تمیم، (ص ۱۰۹ حاشیہ الصاوی علی تفسیر الجلالین مطبوعہ بیروت)

علیہ وسلم کے پاس آیا، اور مسجد نبوی میں داخل ہو کر حجروں کے پیچھے سے آپ کو پکارنے لگا کہ ہمارے پاس آئیے۔ اس لئے کہ ہماری مدح زینت اور ہماری مذمت عیب ہے۔ ان بدوؤں کی تعداد ستر تھی۔ اپنے کچھ لوگوں کو چھڑانے کے لئے وہ آئے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قیلولہ کے وقت مصروف خواب تھے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ کون لوگ تھے، تو ارشاد فرمایا کہ بنو تمیم کے کچھ سنگ دل اور بد اخلاق تھے۔

اسی وادی نجد کے باشندوں کے بارے میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے،

کنت فی مبدأ الرسالة اعرض نفسی علی القبائل فی کل موسم ولم یجبنی احد جوابا اقبح ولا اخبث من رد بنی حنیفة، (الدرر السنیة للشیخ زینی دحلان الشافعی مطبوعہ ترکی)

عہد رسالت کے ابتدائی ایام میں ہر موسم حج کے موقع پر میں قبائل کے سامنے اپنی دعوت پیش کیا کرتا تھا بنو حنیفہ کے جواب سے زیادہ قبیح اور ناپاک جواب مجھے کسی قبیلہ نے نہ دیا۔

وادی حنیفہ جس کا دوسرا نام یمامہ ہے۔ اس کے بارے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے

سے ایک روایت ہے۔ —

ان وادیہم وادی فتن الی	ان کی وادی قیامت تک فتنوں کی
آخر الدھر ولا یزال فی فتنۃ	وادی رہے گی۔ اور وہاں سے پیدا
من کذابہم الی یوم القیامۃ	ہونے والے جھوٹوں کے سبب قیامت
وفی روایۃ ویل للیمامۃ لا	تک فتنہ میں مبتلا رہیں گے، اور ایک دوسری
فراق لہ (الدرر السنیۃ)	روایت میں ہے، کہ یمامہ پر مسلسل تباہی ہے،

اس نجد کا جغرافیہ بیان کرتے ہوئے، مسعود عالم ندوی نے لکھا ہے، کہ

"(نجد) کا جنوبی حصہ جو العارض کہلاتا ہے۔ اس کا مشہور شہر ریاض ہے، جو آج سعودی حکومت کا پایۂ تخت ہے۔ عارض کو جبل یمامہ بھی کہتے ہیں، اصل میں یہ ایک پہاڑی کا نام ہے اور اس کے گرد و نواح کی زمین وادی حنیفہ اور یمامہ کہلاتی ہے، شیخ الاسلام (محمد بن عبد وہاب نجدی) کی جائے پیدائش "عیینہ" اور دعوت کا مرکز "درعیہ" دونوں اسی وادی میں واقع ہیں (ص ۱۲۶، حاشیہ کتاب محمد بن عبدالوہاب از مسعود عالم ندوی)۔ —

مشہور محقق و فاضل محمد فریدی نے اپنی انسائیکلوپیڈیا میں لکھا ہے۔ —

وقد خرج منہا القرامطۃ و	نجد سے قرامطہ، مسیلمۃ الکذاب
مسیلمۃ الکذاب والوھابیون	اور وہابیوں کا خروج ہوا،
وعاصمتہا مدینۃ الریاض و	نجد کا پایۂ تخت ریاض ہے —
سکانہا خو ثلاثین الفا (ص ۲۸۸	اس کے باشندے تقریباً تیس ہزار
المجلد العاشر دائرۃ معارف القرن العشرین	ہیں۔ —
محمد فرید وجدی، مطبوعہ بیروت)	

المنجد میں ہے۔ —

کانت نجد المہد الاول للدعوۃ	نجد وہابی مشن کا گہوارۂ اول ہے —

الوهابية وفيها انشأ البيت
السعودي ومنها بسطوا نفوذهم
على الاحساء والحجاز وعسير
فانشأ اميرها عبد العزيز بن
محمد بن سعود المملكة العربية
السعودية سنة ١٩٣٢ء (ص ٦٠، المنجد
فى الاعلام طبع سابع بيروت)

سعودی خانوادہ یہیں سے بڑھا اور
احساء، حجاز، عسیر پر چھا گیا۔ اور
اس کے امیر عبد العزیز بن (امیر
درعیہ محمد بن) سعود نے ۱۹۳۲ء
میں سعودی حکومت کی داغ
بیل ڈالی۔

خواجہ حسن نظامی نے لکھا ہے۔ ”نجد کے باشندے سالہا سال سے وہابی ہیں۔ اور ان کے
مورث اعلیٰ (محمد بن) عبد الوہاب نجدی کے نام سے پوری دنیا کے وہابی منسوب ہیں۔۔۔۔۔ نجدیوں کے
عقائد ہندوستانیوں سے پوشیدہ نہیں کیوں کہ یہاں بھی بہت سے وہابی موجود ہیں۔ اور دن بدن
بڑھتے جارہے ہیں“۔ (ص ۳، نادان وہابی، مطبوعہ دہلی، ربیع الاول ۱۳۴۴ھ ۱۹۲۵ء)

شیخ نجدی کا دار الندوہ

کفار قریش اور مشرکین مکہ نے دیکھا کہ مسلمانوں کی تعداد مکہ مکرمہ کے علاوہ، اوس اور خزرج
کے دیگر علاقوں میں بھی بڑھنے اور پھیلنے لگی۔ اور وہ روز بروز طاقتور ہوتے جارہے ہیں، یہ صورت ان کے
لئے بڑی پریشان کن تھی جسے برداشت کرنے کے لئے وہ کسی طرح تیار نہ تھے۔

مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی طاقت روکنے کے لئے تمام اصحاب عقل و رائے، عتبہ اور شیبہ
پسران ربیعہ، ابو سفیان بن حرب، طعیمہ بن عدی، جبیر بن مطعم، نضر بن حارث، ابو البختری بن ہشام،
زمعہ بن اسود، ابوجہل، امیہ بن خلف وغیرہم، یہ سب کے سب دار الندوہ میں جمع ہوئے۔

فاجتمعوا فی دار الندوة ولم يتخلف احد من اهل الرأى والحجى منهم
ليتشاوروا وحضرهم وليهم وشيخهم ابليس فى صورة شيخ كبير من اهل نجد

(ص ۵۲ زاد المعاد ابن القیم الجوزی الجزء الثانی المطبعۃ المصریہ طبع ثانی ۱۳۹۲ھ)

یعنی، ابلیس لعین بصورت شیخ نجدی دار الندوہ کی مجلس شوریٰ میں پہنچا اور اس کی صدارت میں اس مجلس کا انعقاد ہوا۔ تمام اصحاب رائے رسول ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اپنی رائیں پیش کرنے لگے۔ ایک نے رائے دی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہاتھ پاؤں میں بیڑی ڈال کر کسی بند کوٹھری میں ڈال دیا جائے۔ دوسرے نے کچھ سوچنے کے بعد آپ کو جلا وطن کئے جانے کی رائے دی، اشار کل واحد منھم برائہ والشیخ یردہ ولا یرضاہ۔ (ص ۵۲۔ زاد المعاد) سب اپنی اپنی رائیں پیش کرتے اور شیخ نجدی انھیں رد کرتا رہا۔

فقال الشیخ النجدی لا واللہ	شیخ نجدی نے کہا، خدا کی قسم تمہاری
ما ھذا لکم برأی (ص ۴۸۱،	یہ کوئی ٹھوس رائے نہیں، ۔
سیرۃ ابن ہشام ج ۱)	

آخر میں ابوجہل نے اپنی یہ رائے پیش کی کہ ہم ہر قبیلہ کے ایک ایک طاقتور نوجوان کا انتخاب کر کے اس کے ہاتھ میں تلوار دیدیں اور وہ بیک وقت حملہ کر کے آپ کا کام تمام کر دیں۔ (معاذ اللہ) اولاد عبد مناف یکہ وتنہا کس کس سے لڑے گی۔ فقال الشیخ للہ در الفتیٰ ھذا و اللہ ھو الرأی، (ص ۵۲۔ زاد) دشمن رسول شیخ نجدی نے کہا خدا کی قسم اس شخص نے کتنی عمدہ رائے دی ہے۔ اسی پر عمل ہونا چاہئے۔ اس آخری تجویز پر ہر ایک نے اتفاق رائے کیا۔

فقال الشیخ النجدی۔ القول	شیخ نجدی نے کہا، بات یہی عمدہ ہے،
ما قال الرجل۔ ھذا الرأی الذی	جو اس آدمی (ابوجہل) نے کہی ۔
لا رأی غیرہ فتفرق القوم	اس کے علاوہ کوئی رائے نہیں،
علی ذالک وھم مجمعون۔ (ص ۴۸۲	بالآخر ہر ایک نے اسی پر اتفاق کیا'
(سیرۃ ابن ہشام اول)	اور مجلس برخاست ہو گئی۔ ۔

سیرت ابن ہشام کے شارح علامہ عبدالرحمٰن سہیلی اندلسی المتوفی ۵۸۱ھ نے اپنی کتاب الروض

الف میں لکھا ہے، کہ بیت اللہ کے سنگ بنیاد کے موقعہ پر جو اختلاف ہوا تھا. اس وقت بھی ابلیس شیخ نجدی کی صورت میں ظاہر ہوا تھا، اور حضور کو حکم بنانے کے خلاف تحریک کی تھی. (ص ۸۰، ۴۸، حاشیہ سیرۃ ابن ہشام)

ابلیس لعین شیخ نجدی کی شکل میں پہلی مرتبہ نہیں ظاہر ہوا تھا، بلکہ

کان یریٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابلیس فی صورۃ الشیخ النجدی، (تفسیر کبیر للعلامۃ الرازی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابلیس کو شیخ نجدی کی صورت میں دیکھا کرتے تھے۔

حدیث شام ویمن

سرزمین نجد کی نحوست حدیث ذیل سے بھی واضح طور پر عیاں ہے۔

عن ابن عمر قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اللھم بارک لنا فی شامنا، اللھم بارک لنا فی یمننا، قالوا یا رسول اللہ وفی نجدنا قال اللھم بارک لنا فی شامنا، اللھم بارک لنا فی یمننا قالوا یا رسول اللہ و فی نجدنا فاظنہ قال فی الثالثۃ ھناک الزلازل والفتن و بھا یطلع قرن الشیطان (ص ۱۰۵۱ بخاری شریف ج ۲، اصح المطابع دہلی)

حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ ہمارے لئے تو ہمارے شام اور یمن میں برکت عطا فرما. نجد کے لوگوں نے کہا. اور ہمارے نجد میں یارسول اللہ (دعائے برکت فرمائیے) فرمایا. اے اللہ ہمارے لئے ہمارے شام اور یمن میں برکت نازل فرما. انھوں نے دوبارہ کہا اور ہمارے نجد میں یارسول اللہ. راوی (ابن عمر رضی اللہ عنہما) کا خیال ہے کہ تیسری مرتبہ فرمایا وہاں پر زلزلے اور فتنے ہیں اور وہیں سے شیطان کی سینگ نکلے گی۔

اس کے بعد علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں، واشار بقولہ، ھہنا الی نجد ونجد من المشرق (ص ۲۰۰، ج ۲۴، عمدۃ القاری شرح بخاری) یعنی ھہنا سے سرکار دو عالم کی مراد نجد ہے، جو مشرق میں ہے۔ ۔

اسی طرح ایک اور دوسری حدیث پاک ہے، ۔ عن سالم عن ابیہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قام الی جنب المنبر فقال الفتنۃ ھہنا الفتنۃ ھہنا من حیث یطلع قرن الشیطان او قال قرن الشمس (ص ۱۹۹، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، ج ۲۴، مطبوعہ مصر) یعنی مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر کے پہلو میں کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا، فتنہ یہاں سے اٹھے گا، فتنہ یہاں سے اٹھے گا جہاں سے شیطان کی سینگ نکلے گی۔ ۔

اس کی شرح کرتے ہوئے علامہ بدر الدین عینی المتوفی ۸۵۵ھ تحریر فرماتے ہیں۔ ۔

انما اشار صلی اللہ علیہ وسلم الی المشرق لان اھلہ یومئذ کانوا اھل کفر فاخبر ان الفتنۃ تکون من تلک الناحیۃ۔ وکذلک کانت وھی وقعۃ الجمل وصفین ثم ظہور الخوارج فی ارض نجد والعراق وما وراءھا من المشرق وکانت الفتنۃ الکبری التی کانت مفتاح فساد ذات البین قتل عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ و کان صلی اللہ علیہ وسلم یحذر من ذالک ویعلم بہ قبل وقوعہ	مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ مشرق ہی کی طرف کیا جہاں کے لوگ ان دنوں کافر تھے، سرکار دو عالم نے خبر دی کہ فتنہ اسی طرف سے اٹھے گا، اور ایسا ہی ہوا بھی۔ جنگ جمل و جنگ صفین اور خارجیوں کا ظہور سمت مشرق کے علاقۂ نجد و عراق اور اس کے پاس پڑوس ہی میں ہوا۔ اور فتنۂ کبریٰ جو زبردست آپسی انتشار اور خونریزی کا سبب ہوا یعنی واقعۂ شہادت حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بھی وہیں پیش آیا جس سے

وذالك من دلالات نبوته صلى الله عليه وسلم، (ص ۱۹۹ عمدة القاري جلد ۲۴)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تحذیر فرماتے تھے اور اس کے پیش آنے سے پہلے ہی جانتے تھے جو علامات نبوت سے ہے، ۔

حدیث شام و یمن لکھنے کے بعد علامہ بدر الدین عینی نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے،

والفتن تبدو من المشرق ومن ناحيتها يخرج ياجوج وماجوج والدجال وقال كعب بها الداء العضال وهو الهلاك في الدين، (ص ۲۰۰ عمدة القاري جلد ۲۴)

اور فتنے مشرق سے پیدا ہوں گے اور اسی علاقہ سے یاجوج ماجوج اور دجال کا بھی خروج ہوگا، کعب نے کہا کہ وہاں لا علاج مرض ہے اور وہ ہلاکت فی الدین ہے، ۔

ذوالخویصرہ تمیمی،

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ۔

قال بينما نحن عند رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو يقسم قسما اتاه ذو الخويصرة وهو رجل من بني تميم فقال يا رسول الله اعدل فقال ويلك فمن يعدل اذا لم اعدل قد خبت وخسرت ان لم اكن اعدل فقال عمر ائذن لي اضرب عنقه فقال

وہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے، اور آپ مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے، کہ ذو الخویصرہ جو قبیلہ بنی تمیم کا ایک فرد تھا وہ آیا اور اس نے کہا، اے اللہ کے رسول انصاف سے کام لو آپ نے ارشاد فرمایا، تم پر افسوس ہے، جب میں ہی انصاف نہیں کرونگا تو کون انصاف کرے گا، اگر میں

دعه فان له اصحابا، يحقر احدكم صلوته مع صلوتهم وصيامه مع صيامهم يقرؤن القرآن لايجاوز تراقيهم يمرقون من الدين كما يمرق السهم من الرمية، (ص ۵۳۵ مشکوٰۃ باب المعجزات مطبوعہ دہلی)

انصاف نہ کرتا تو خائب و خاسر ہو چکا ہوتا۔ حضرت عمر بن خطاب نے کہا مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن مار دوں، آپ نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو، اس کے بہت سے ساتھی ہیں جن کی نمازوں اور روزوں کے مقابلے میں تم اپنی نمازوں اور روزوں کو حقیر سمجھو گے وہ قرآن پڑھیں گے مگر حلق سے نیچے نہیں اترے گا، وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے۔

علامہ زینی دحلان مفتی مکہ مکرمہ اپنی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں۔

واصرح من ذالك ان هذا المغرور محمد بن عبد الوهاب من تميم فيحتمل انه من عقب ذي الخويصرة التميمي الذي جاء فيه حديث البخاري عن ابي سعيد الخدري رضي الله عنه (ص ۵۱ الدرر السنیہ)

اور سب سے واضح بات یہ ہے کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کا سلسلۂ نسب بنی تمیم سے ہے۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ شیخ نجدی ذوالخویصرہ تمیمی کی نسل سے ہو، جس کے متعلق بخاری شریف میں حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے تقسیم مال غنیمت کا یہ واقعہ آئندہ سطور میں بھی تحریر کیا جا رہا ہے۔

علامات خوارج

حضرت شریک بن شہاب سے روایت ہے۔ انھوں نے کہا کہ میری تمنا تھی کہ کسی صحابیٔ رسول سے

ملاقات کر کے خوارج کے بارے میں پوچھوں، حضرت ابو برزہ سے ایک خوشی کے دن ملاقات ہوئی، ان کی معیت میں ان کے کچھ ساتھی بھی تھے، میں نے ان سے کہا کہ آپ نے خوارج کے سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ کہتے سنا ہے، انھوں نے کہا ہاں! میں نے اپنے کانوں سے سنا اور اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ مال لایا گیا، جسے انھوں نے تقسیم فرماتے ہوئے داہنے اور بائیں بیٹھنے والوں کو دیا، اور پیچھے والوں کو کچھ نہ دیا، پیچھے سے ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے تقسیم میں عدل نہیں کیا، وہ شخص کالا اور اس کے بال منڈے ہوئے تھے اور اس کے اوپر دو سفید کپڑے تھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غضبناک ہو کر فرمایا کہ خدا کی قسم میرے بعد کسی کو مجھ سے زیادہ عادل نہ پاؤ گے پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ آخری زمانہ میں کچھ لوگ نکلیں گے، گویا یہ انھیں میں سے ہے، وہ قرآن حکیم پڑھیں گے مگر ان کے حلق سے پار نہ ہوگا، وہ اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے ان کی خاص علامت سر کا منڈانا ہے، وہ برابر نکلتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کا آخری گروہ مسیح دجال کے ساتھ نکلے گا، جب تم ان سے ملوگے تو وہ نہایت برے آدمی ہوں گے، (مشکوٰۃ ص ۳۰۸ و ۳۰۹)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ایک بار حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے، ایک شخص آیا جس کی داڑھی گھنی، دونوں گال پھولے ہوئے، آنکھیں دھنسی ہوئی، پیشانی ابھری ہوئی اور سر منڈا ہوا تھا، اس نے کہا، اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)، اللہ سے ڈرو، آپ نے ارشاد فرمایا، میں ہی اس کی نافرمانی کروں گا، تو کون اس کی فرماں برداری کرے گا، اللہ تعالیٰ نے مجھے زمین والوں پر امین بنایا ہے، اور تم لوگ مجھے امین نہیں سمجھتے، اسی اثناء میں ایک صحابی نے اس کے قتل کی اجازت چاہی، آپ نے انھیں روک دیا، لوگوں کا خیال ہے کہ وہ حضرت خالد بن ولید تھے۔ جب وہ چلا گیا، تو آپ نے فرمایا کہ اس کی نسل سے ایک جماعت پیدا ہوگی، وہ لوگ قرآن پڑھیں گے۔ لیکن ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا، وہ اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے، وہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔ (مسلم شریف ص ۵۰)

عن ابی سعید الخدری
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال یخرج ناس من قبل المشرق
ویقرؤن القرآن لایجاوز
تراقیھم یمرقون من الدین
کما یمرق السھم من الرمیۃ
ثم لایعودون فیہ حتی یعود
السھم الی فوقہ قیل ماسیماھم
قال سیماھم التحلیق وقال التسبید۔
(بخاری شریف ص ۱۱۲۸ ج ۲، اصح المطابع
دہلی)۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے۔ انھوں نے روایت کی نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کچھ لوگ مشرق
(نجد) کی طرف سے نکلیں گے قرآن پڑھیں
گے جو ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا۔
وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے
تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ پھر وہ دین
میں نہیں داخل ہوں گے۔ یہاں تک کہ
تیر اپنے کمان کو لوٹ آئے۔ پوچھا گیا، انکی
علامت کیا ہوگی، آپ نے ارشاد فرمایا کہ
ان کی علامت سر منڈانا ہوگی۔

سر منڈانا وہابیوں کی ایسی علامت اور شعار ہے۔ جس سے بآسانی ان کی شکل وصورت بھی پہچانی جاسکتی ہے۔ اور پھر ان کے عقائد ونظریات کی تہہ تک پہنچا جاسکتا ہے۔ کہ نماز وروزہ کی تبلیغ اور تلاوت کی کثرت محض نام ونمود شہرت اور جاہ وحشمت کے آلات ووسائل ہیں۔

کان السید عبد الرحمن الاھدل
مفتی زبید یقول لاحاجۃ الی
التالیف فی الرد علی الوھابیۃ
بل یکفی فی الرد علیھم قولہ صلی اللہ
علیہ وسلم سیماھم التحلیق
فانہ لم یفعلہ احد من
المبتدعۃ غیرھم (الدرر السنیۃ ص ۴۶)

حضرت شیخ عبد الرحمن الاہدل مفتی زبید
فرمایا کرتے تھے، کہ وہابیوں کی تردید میں
کتابیں لکھنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ انکی
تردید کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا ارشاد گرامی، سیماھم التحلیق (ان کی
علامت سر منڈانا ہوگی) ہی کافی ہے، اسلئے کہ
ان وہابیوں سے پہلے کسی بددین فرقہ نے ایسا نہیں کیا۔

خوارج کا ذکر کرتے ہوئے علامہ سلیمان بن عبدالوہاب تحریر کرتے ہیں :۔

"پہلا گروہ جس نے سواد اعظم سے اختلاف کیا۔ وہ خوارج ہیں، حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں انھوں نے خروج کیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ذکر فرمایا۔ اور ان سے قتل و قتال کا حکم دیا ہے۔ انھوں نے ارشاد فرمایا ہے کہ وہ اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔ انھیں تم جہاں پاؤ قتل کرو اور ان ہی کے بارے میں ارشاد ہے کہ وہ جہنمیوں کے کتے ہوں گے۔ اور فرمایا کہ وہ اہل اسلام کو قتل کریں گے اور فرمایا کہ وہ زیر آسمان سب سے برے مقتول ہوں گے،

ارشاد نبوی ہے کہ وہ قرآن پڑھیں گے یہ سمجھ کر کہ وہ ان کے حق میں ہے۔ حالانکہ وہ ان کے خلاف ہوگا، اور بہت سی احادیث صحیحہ ان کے بارے میں وارد ہیں۔ انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں خروج کیا اور حضرت علی، حضرت عثمان، حضرت معاویہ اور ان کے اصحاب کی تکفیر کی مسلمانوں کا خون اور مال حلال سمجھا ان کے شہروں کو بلاد حرب اور صرف اپنے شہروں کو بلاد ایمان قرار دیا"۔ (ص ۱۱ و ۱۲، الصواعق الالٰہیہ مطبوعہ ترکی)

اس کے بعد بڑے فیصلہ کن انداز میں لکھتے ہیں،

ان اول فتنہ وقعت بعدہ صلی اللہ علیہ وسلم وقعت بار ضنا ھذہ۔ (الصواعق ص ۴۲)	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد سب سے پہلے نجد ہی میں فتنہ نے جنم لیا۔
وبلدنا ھذہ ھی اول من ظہر فیہا الفتن ولا نعلم فی بلاد المسلمین اکثر من فتنہا قدیما وحدیثا وانتم الآن مذہبکم انہ یجب علی العامۃ اتباع مذہبکم	ہمارے اس نجد ہی میں سب سے پہلے فتنے پیدا ہوئے۔ پہلے سے لے کر اب تک اس سے زیادہ فتنے کسی مسلم شہر اور علاقہ میں نہیں ہوئے اور تمھارا (وہابیوں کا) مذہب ایسا ہے کہ عامۃ المسلمین پر

وان من اتبعه ولم يقدر — اس کی اتباع واجب ہے اور جو تمہارے
علی اظہارہ فی بلدہ وتکفیر — مذہب کو مان لے لیکن اپنے شہر یا ملک میں
اھل بلدہ وجب علیہ الھجرۃ — اس کا اظہار نہ کر سکے اور وہاں کے مسلمانوں
الیکم وانکم الطائفۃ المنصورۃ — کی تکفیر نہ کر سکے، اسے تمہارے یہاں ہجرت
(الصواعق ص ۴۴) — کرنا واجب ہے اور صرف تم لوگ ہی کامیاب جماعت ہو"

اس کے بعد لکھتے ہیں — اور تمہارا مذہب حدیث (شام و یمن) کے خلاف ہے۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رب تعالیٰ نے قیام قیامت تک کی امت محمدیہ پر پیش آنے والے تمام واقعات سے باخبر فرمایا اور آپ نے اس امت پر پیش آنے والی باتوں اور ان سے صادر ہونے والے تمام احوال کی خبر دی، تو اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جانتے کہ بلاد مشرق خصوصاً نجد جو مسیلمہ کذاب کا علاقہ ہے، وہ دار الایمان ہوگا، اور مظفر و منصور طائفہ نجدیوں کا ہوگا۔ اور یہیں سے ایمان کو فروغ ہوگا، اور حرمین شریفین دین بلاد کفر ہوں گے، جہاں اصنام کی پرستش ہوگی، اور ان مقامات سے ہجرت کرنا واجب ہوگا۔ ان سب چیزوں کا علم ہوتا تو آپ ایسی بشارت کو ضرور اسے باخبر فرما دیتے اور اہل مشرق خصوصاً نجد کے لئے دعائے خیر فرماتے اور حرمین شریفین کے لئے بد دعا ہوتی اور آپ بتا دیتے کہ یہ بتوں کی پرستش کریں گے۔

حالانکہ آپ نے اہل نجد سے برأت ظاہر کی کیوں کہ اس کے برعکس ہی ہوا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرق کو عام اور نجد کو خاص کیا کہ وہاں سے شیطان کی سینگ نکلے گی۔ اور وہاں سے فتنے اٹھیں گے اور نجد کے لئے دعا نہ فرمائی جن مسلمانوں کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی وہ تمہارے نزدیک کفار و مشرکین ہیں۔ اور جن کے لئے دعا کرنے سے انکار فرمایا اور خبردار کیا کہ نجد سے شیطان کی سینگ نکلے گی، اور فتنے پیدا ہوں گے، وہ بلاد ایمان ہیں، اور ان کی طرف ہجرت واجب ہے (ص ۴۴ ایضاً)

خروج وہابیت

سرزمین نجد سے قرامطہ مسیلمۃ الکذاب اور وہابیوں کا خروج ہوا اور اسلام و مسلمین کو زبردست ابتلاء و آزمائش کے دور سے گذرنا پڑا، بنو حنیفہ وہ شقی القلب قبیلہ ہے جس کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

لم یجبنی احد جوابا اقبح ولا	بنو حنیفہ سے زیادہ قبیح اور ناپاک
اخبث من رد بنی حنیفۃ	جواب کسی نے نہیں دیا۔

اس قبیلہ کے بطن سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں مسیلمہ کذاب پیدا ہوا، اور اس نے دعویٰ نبوت کیا، جس کی وجہ سے مسلمانوں کو بڑی شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا

امام ابو سلیمان الخطابی کہتے ہیں کہ مرتدین کی متعدد قسمیں ہیں۔

وصنف ارتدوا عن	مرتدین کی ایک جماعت وہ ہے، جو
الاسلام وتابعوا مسیلمۃ	مسیلمہ کذاب کی تابع ہوئی، اور
وھم بنو حنیفۃ (الصواعق ص۱۳)	وہ بنو حنیفہ ہیں۔

بنو تمیم وہ بد قسمت قبیلہ ہے، جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کا نشانہ بنا اور اپنی گستاخی سے اس نے حجروں کے پیچھے سے آپ کو آواز دی، "ان الذین ینادونک من وراء الحجرات اکثرھم لا یعقلون"۔

اسی قبیلہ کے ذوالخویصرہ تمیمی نے تقسیم مال غنیمت کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بد کلامی کی جس پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس کی نسل سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جن کے حلق سے قرآن نہیں اترے گا، اور وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔

صاحب لمعات ارشاد فرماتے ہیں کہ ذوالخویصرہ کی نسل سے خارجیوں کا کوئی گروہ نہیں نکلا (حاشیہ مشکوٰۃ ص ۵۳۵، مطبوعہ دہلی)

ان تحقیقی اور تاریخی حقائق کی روشنی میں پورے طور پر یہ بات واضح ہوگئی کہ "یطلع قرن الشیطان" سے نبی صادق صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح اشارہ اسی فتنہ وہابیت

کی طرف تھا، نجد کے قبیلۂ بنی تمیم سے پیدا ہونے والے محمد بن عبدالوہاب کے عقائد و خیالات اور اس کے معتقدین کی شکل و صورت کا گذشتہ احادیث کریمہ کی روشنی میں جائزہ لیجئے تو شرح صدر کے ساتھ آپ یقین کرلیں گے کہ پیغمبر اسلام نے اسی فتنہ کی خبر دی تھی، شیخ نجدی اور مسیلمۃ الکذاب کی جائے پیدائش "عیینیہ" ایک ہی ہے، اور یہ بھی ایک حیرت انگیز اتفاق ہے کہ مذہب وہابیت کو عالمگیر سطح پر مشہور و رائج کرنے والا خاندان سعود بھی مسیلمۃ الکذاب اور شیخ نجدی کی قوم بنو حنیفہ ہی سے ہے، جیسا کہ علامہ زینی دحلان لکھتے ہیں، -

وکان ممن قام بنصرته وانتشار دعوته محمد بن سعود امیر الدرعیہ

وکان من بنی حنیفۃ قوم مسیلمۃ الکذاب (ص ۴۶ فتنۃ الوہابیہ مطبوعہ ترکی)

علامہ عید بن الحاج وصیف شافعی استاذ جامعہ ازہر مصر لکھتے ہیں،

هو محمد بن عبد الوهاب تمیمی الاصل مشرقی نجدی (ص ۲ ۔ الرد علی المخالفین ترکی)

محمد بن عبدالوہاب تمیمی الاصل مشرقی نجدی ہے، -

ایک روایت میں قرن کے بجائے "قرنا" تثنیہ ہے. اس صورت میں بھی نجد ہی کی زمین سے امت کے لئے دو عظیم فتنے پیدا ہوئے، ایک مسیلمہ کذاب نجدی، اور دوسرے محمد بن عبدالوہاب نجدی، -

مخصوص علامات و شعائر کی روشنی میں خروج وہابیت، اس کے جنگ و جدال اور اس کی بدمذہبی و بدباطنی کا ذکر کرتے ہوئے، مشہور مفسر حضرت علامہ احمد صاوی مالکی آیت کریمہ.

فمن زین له سوء عمله فراٰه حسنا فان الله یضل من یشاء ویهدی من یشاء،

الاٰیہ، کی شان نزول میں فرماتے ہیں، نزل فی ابی جهل وغیرہ (وقیل نزل فی ابی جهل وغیرہ)

اتی من مشرکی مکة کالعاص بن وائل، الی، وقیل هذه الاٰیة نزلت فی الخوارج الذین یحرفون تاویل الکتب والسنة ویستحلون بذالک دماء المسلین واموالهم کما هو مشاهد الاٰن فی نظائرهم، -

وهم فرقة بارض الحجاز يقال لهم الوهابية يحسبون انهم على شئ، الا انهم هم الكاذبون استحوذ عليهم الشيطان فانساهم ذكر الله اولئك حزب الشيطان الا ان حزب الشيطان هم الخاسرون نسأل الله ان يقطع دابرهم، (ص، ۳۰۷ و ۳۰۸ سورہ فاطر حاشیہ صاوی علی الجلالین جلد سوم دار احیاء التراث العربی، بیروت لبنان از علامہ شیخ احمد الصاوی المالکی، ص ۲۵۵، سوم مطبع عامرہ شرفیہ وص ۲۵۵، ج ۳ مطبعۃ دار حیاء الکتب العربیہ)

کہا گیا کہ یہ آیت کریمہ ابو جہل وغیرہ یعنی مشرکین مکہ جیسے عاص بن وائل کے حق میں نازل ہوئی اور یہ بھی کہا گیا کہ یہ آیت شریفہ خارجیوں کے بارے میں نازل ہوئی جو کتاب وسنت کی بے جا تاویلیں کرتے ہیں اور اپنی ان تاویلوں سے مسلمانوں کا خون حلال سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ اس دور میں ان جیسے لوگوں میں ہے۔ ۔

اور وہ حجاز کی ایک جماعت ہے جسے وہابی کہا جاتا ہے، وہ اپنے آپ کو کچھ حق پر سمجھتے ہیں، سن رکھو وہ جھوٹے ہیں۔ ان پر شیطان پوری طرح چھا گیا ہے تو اس نے خدا کی یاد سے انہیں غافل کر دیا ہے، وہ شیطانوں کی جماعت ہے، اور خوب غور سے سن رکھو، کہ شیطان کی جماعت ہی گھاٹے میں ہے، ہم خداوند کریم سے دعا کرتے ہیں کہ وہ بیخ وبن سے ان وہابیوں کو نیست ونابود کر دے ۔ ۔

حضرت علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ ان کے خروج کے بارے میں لکھتے ہیں۔ ۔

كما وقع فى زماننا فى اتباع عبد الوهاب الذين خرجوا من نجد وتغلبوا على الحرمين وكانوا ينتحلون مذهب الحنابلة لكنهم اعتقدوا انهم هم المسلمون وان من خالف اعتقادهم

جیسا کہ ہمارے زمانہ میں (محمد بن) عبد الوہاب (نجدی) کے متبعین کا حال ہے، کہ وہ نجد سے نکلے اور حرمین طیبین پر چھا گئے وہ اپنے آپ کو حنبلی کہتے تھے لیکن ان کا عقیدہ تھا کہ صرف وہی مسلمان ہیں اور جو لوگ ان کے عقائد سے اختلاف

هم المشرکون واستباحوا بذٰلک قتل اهل السنة وقتل علماءهم حتی کسر الله شوکتهم وخرب بلادهم وظفر بهم عساکر المسلمین عام ثلاث وثلاثین ومأتین والف (ص ۳۰۹، باب البغاۃ کتاب الایمان، الجزء الثالث رد المحتار علی الدر المختار، مطبوعہ ترکی)

کرتے ہیں، وہ پکے مشرک ہیں، اسی سبب سے انھوں نے اہل سنت وجماعت اور ان کے علماء کے قتل کو مباح سمجھا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے شہر ویران کئے ان کی شوکت توڑی اور ۱۲۳۳ھ میں مسلمان ان پر غالب آئے

ابوالحسنات مولانا عبدالحئی فرنگی محلی کے والد ماجد حضرت علامہ عبدالحلیم فرنگی محلی نے وہابیوں کو روافض وخوارج ومعتزلہ کی صف میں شمار کرتے ہوئے لکھا ہے، "کانوھا بی المنکر للشفاعۃ، (ص ۲۴، حاشیہ نورالانوار (از شیخ احمد ملاجیون) مکتبہ رشیدیہ دہلی)

عقائد وہابیت

شیخ نجدی کے بنیادی عقائد ونظریات کا ذکر کرتے ہوئے علامہ ابوحامد بن مرزوق اپنی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں، ۔

ان امہات عقیدتہ منحصرۃ فی اربع . تشبیہ اللہ سبحانہ تعالیٰ بخلقہ و توحید الالوھیۃ والربوبیۃ وعدم توقیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم و تکفیرہ المسلمین وانہ مقلد فیہا کلہا احمد بن تیمیۃ دھذا المقلد

محمد بن عبدالوہاب کے بنیادی عقائد چار ہیں، اولاً مخلوق سے رب تعالیٰ کی تشبیہ ثانیاً توحید الوہیت وربوبیت، ثالثاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی، رابعاً، تکفیر مسلمین، ان تمام عقائد میں وہ احمد بن تیمیہ کا مقلد ہے اور ابن تیمیہ اپنے عقیدہ میں

فی الاولی الکرامیة ومجسمة الحنابلة ومقتد بھما وبالحروریین فی الرابعة ومخترع توحید الالوھیة والربوبیة الذی تفرع عنہ عدم توقیرہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وتکفیر المسلمین (ص ۲۴۴، التوسل بالنبی مطبوعہ ترکی)	کرامیوں اور تجسیم کے قائل حنبلیوں کا مقلد ہے جو تھے عقیدہ میں وہ ان دونوں اور حروریین کا متبع ہے۔ توحید الوہیہ وربوبیہ کی اس نے خود ایجاد واختراع کی ہے، جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بے ادبی اور تکفیر کی شاخیں پھوٹتی ہیں۔

ائمۂ اربعہ (امام اعظم، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم) کے بہت سے اقوال کو بے بنیاد ٹھہراتا، اور کبھی خفیہ چال چلتا کہ ائمہ تو حق پر ہیں، اور ان کے متبعین جنھوں نے ان کے مسالک کو مدون کر کے کتابیں لکھیں، ان پر جرح وقدح کرتے ہوئے کہتا کہ یہ خود گمراہ ہوئے، اور لوگوں کو بھی گمراہ کیا، کبھی کہتا کہ شریعت تو ایک ہی ہے۔ ان (ائمہ) لوگوں نے کیسے چار مذاہب بنا دیئے کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ہمارے لئے کافی ہیں، ہم ان پر عمل کریں گے، کسی مصری وشامی ہندی کی ہم اتباع وتقلید نہیں کریں گے۔ (ص ۲۴۵، التوسل بالنبی)

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے شیخ نجدی کے بارے میں ایک سوال کا عربی میں جواب دیتے ہوئے لکھا ہے۔ جس کا اردو ترجمہ انھیں کی زبان میں یہ ہے، ۔

"ہمارے نزدیک ان (محمد بن عبدالوہاب نجدی) کا حکم وہی ہے، جو صاحب درمختار نے فرمایا ہے۔ وہ خوارج کی ایک جماعت ہے شوکت والی جنھوں نے امام پر چڑھائی کی تھی، تاویل سے کہ امام کو باطل یعنی کفر یا ایسی معصیت کا مرتکب سمجھتے تھے، جو قتال کو واجب کرتی ہے۔ اس تاویل سے یہ لوگ ہماری جان و مال کو حلال سمجھتے اور ہماری عورتوں کو قیدی بناتے ہیں، آگے فرماتے ہیں، ان کا حکم باغیوں کا ہے۔ الخ (ص ۱۹ المہند علی المفند مطبع قاسمی، دیوبند ۲۶ھ)

اس جواب پر ان حضرات کی بھی تصدیقات ہیں، (شیخ الہند) محمود الحسن صدر مدرسین دیوبند، مولوی عزیز الرحمٰن مفتی دیوبند، مولوی اشرف علی تھانوی۔ مولوی عبدالرحیم رائے پوری، مولوی حبیب الرحمٰن دیوبندی، مولوی محمد احمد (ابن مولوی محمد قاسم نانوتوی) مہتمم مدرسہ دیوبند۔ مفتی کفایت اللہ شاہجہاں پوری، مولوی عاشق الٰہی، میرٹھی۔ مولوی محمد مسعود احمد بن مولوی رشید احمد گنگوہی۔ وغیرہم۔ ان کے علاوہ بہت سے علمائے عرب کی تصدیقات بھی منقول ہیں۔

"دیوبندی شیخ الاسلام صدر جمعیۃ علمائے ہند مولوی حسین احمد مدنی صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند نے لکھا ہے"

"فتاویٰ رشیدیہ میں متعدد مقامات میں حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے طائفہ وہابیہ غیر مقلدین کو فاسق تحریر فرمایا ہے، اور ان کے اقتدا کو مکروہ کہا ہے، (واضح رہے کہ مطلق مکروہ کہے جانے پر مکروہ تحریمی مراد ہوتا ہے، جس سے نماز واجب الاعادہ ہوتی ہے۔ مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمٰن قادری نے وہابی امام حرم کی اقتدا نہ کی جو صحیح ہے اور گنگوہی کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ اس کے باوجود ہندوستانی دیوبندی آج وہابیہ نجد کے ساتھ ہیں"

کہ سلف صالحین وائمہ مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کرنے سے فسق لازم آتا ہے، (ص۲۲، الشہاب الثاقب مطبوعہ علی)

شیخ نجدی اور اس کے عقائد و احوال کو تفصیل کے ساتھ موصوف نے اس طرح لکھا ہے۔

"صاحبو! محمد بن عبدالوہاب نجدی ابتدائے تیرہویں صدی میں نجد سے ظاہر ہوا، اور چونکہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا، اس لئے اس نے اہل سنت والجماعت سے قتل و قتال کیا، ان کو بالجبر اپنے خیالات کی دعوت دیتا رہا، ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا گیا۔

ان کے قتل کرنے کو باعث ثواب و رحمت شمار کرتا رہا، اہل حرمین کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکلیف شاقہ پہنچائیں، سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کئے، بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکلیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا، اور ہزاروں آدمی اس کے اور اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔

الحاصل وہ ایک ظالم و باغی، خونخوار فاسق شخص تھا، اسی وجہ سے اہل عرب کو خصوصاً اس کے اور اس کے اتباع سے دلی بغض تھا، اور ہے اور اس قدر ہے کہ اتنا قوم یہود سے ہے نہ نصاریٰ سے

نہ مجوس سے نہ ہنود سے۔ (ص ۴۲ الشہاب الثاقب مطبوعہ دیوبند)

محمد بن عبدالوہاب کا عقیدہ تھا کہ

(۱) جملہ اہل عالم و تمام مسلمانان دیار مشرک و کافر ہیں، اور ان سے قتل و قتال کرنا ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے۔ (ص ۴۳ الشہاب الثاقب)

(۲) نجدی اور اس کے اتباع کا اب تک یہی عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات فقط اسی زمانہ تک محدود ہے جب تک وہ دنیا میں تھے بعد ازاں وہ اور دیگر مومنین موت میں برابر ہیں۔ اور بعد وفات ان کو حیات ہے تو وہی حیات ان کو برزخ ہے، جو احادیث سے ثابت ہے، بعض ان کے حفظ جسم نبی کے قائل ہیں، مگر بلا علاقہ روح اور متعدد لوگوں کی زبان سے الفاظ کریہہ کہ جن کا زبان پر لانا جائز نہیں، درباره حیات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سنا جاتا ہے، اور انہوں نے اپنے رسائل و تصانیف میں لکھا ہے۔ (ص ۴۵، الشہاب الثاقب)

(۳) زیارت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم، حضوری آستانہ شریفہ و ملاحظہ روضہ مطہرہ کو یہ طائفہ بدعت و حرام وغیرہ لکھتا ہے۔ اس طرف اس نیت سے سفر کرنا محظور و ممنوع جانتا ہے، لا تشد والرحال الا الی ثلثۃ مساجد۔ ان کا مستدل ہے۔

(۴) شان نبوت و حضرت رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں، اور اپنے آپ کو مماثل ذات سرور کائنات خیال کرتے ہیں، اور نہایت تھوڑی سی فضیلت زمانہ تبلیغ کی مانتے ہیں، اور اپنی شقاوت قلبی و ضعف اعتقادی کی وجہ سے جانتے ہیں کہ ہم عالم کو ہدایت کر کے راہ پر لا رہے ہیں۔

ان کا خیال ہے کہ رسول اللہ علیہ السلام کا کوئی حق اب ہم پر نہیں، اور نہ کوئی احسان اور فائدہ ان کی ذات سے بعد وفات ہے اور اسی وجہ سے توسل دعا میں آپ کی ذات پاک سے بعد وفات ناجائز کہتے ہیں۔

ان کے بڑوں کا مقولہ ہے، معاذ اللہ، نقل کفر کفر نہ باشد، کہ ہمارے ہاتھ کی

لاٹھی ذات سرور کائنات علیہ السلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے، ہم اس سے کتے کو بھی دفع کر سکتے ہیں، اور ذات فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تو یہ بھی نہیں کر سکتے، (ص ۴۷، الشہاب الثاقب)

(۵) وہابیہ اشغالِ باطنیہ و اعمال صوفیہ مراقبہ ذکر و فکر و ارادت و مشیخت و ربط القلب بالشیخ وفنا و بقا و خلوت وغیرہ کو فضول و لغو و بدعت و ضلالت شمار کرتے ہیں اور ان اکابر کے اقوال و افعال کو شرک وغیرہ کہتے ہیں اور ان سلاسل میں داخل ہونا بھی مکروہ و مستقبح بلکہ اس سے زائد شمار کرتے ہیں،

چنانچہ جن لوگوں نے دیار نجد کا سفر کیا ہوگا یا ان سے اختلاط کیا ہوگا، ان کو بخوبی علم ہوگا۔ فیوض روحیہ ان کے نزدیک کوئی چیز نہیں ہیں، و مثل ہذا، (الشہاب الثاقب ص ۵۹)

(۶) وہابیہ کسی خاص امام کی تقلید کو شرک فی الرسالت جانتے ہیں اور ائمہ اربعہ اور ان کے مقلدین کی شان میں وہابیہ الفاظ خبیثہ استعمال کرتے ہیں، اور اس کی وجہ سے وہ گروہ اہل سنت والجماعت کے مخالف ہو گئے، چنانچہ غیر مقلدین ہند اسی طائفہ شنیعہ کے پیرو ہیں،

وہابیہ نجد عرب اگرچہ بوقت اظہار دعویٰ حنبلی ہونے کا کرتے ہیں، لیکن عمل درآمد ان کا ہرگز جملہ مسائل میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر نہیں ہے، بلکہ وہ بھی اپنے وہم کے مطابق جس حدیث کو مخالف فقہ حنابلہ خیال کرتے ہیں، اس کی وجہ سے فقہ کو چھوڑ دیتے ہیں، ان کا بھی مثل غیر مقلدین کے اکابر امت کی شان میں الفاظ گستاخانہ بے ادبانہ استعمال کرنا معمول بہ ہے، (ص ۶۲، الشہاب الثاقب)

(۷) الرحمٰن علی العرش استوٰی، وغیرہ آیات میں طائفہ وہابیہ استواء ظاہری اور جہات وغیرہ ثابت کرتا ہے جس کی وجہ سے ثبوت جسمیت وغیرہ لازم آتا ہے، مسئلہ ندا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں وہابیہ مطلقاً منع کرتے ہیں، (ص ۶۴، الشہاب)

چنانچہ وہابیہ عرب کی زبان سے بارہا سنا ہوگا، والصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کو سخت منع کرتے ہیں، اور اہل حرمین پر سخت نفرین اس ندا اور خطاب پر کرتے ہیں، اور ان کا استہزا اڑاتے ہیں

اور کلمات ناشائستہ استعمال کرتے ہیں۔

وہابیہ نجدیہ، یہ بھی اعتقاد رکھتے ہیں اور برملا کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ میں استعانت لغیر اللہ ہے اور وہ شرک ہے، وہابیہ وہاں (مسجد نبوی و بارگاہ مصطفوی) پر بھی (ندا یا رسول اللہ) منع کرتے ہیں، دو وجہ سے، اولاً یہ کہ استعانت لغیر اللہ تعالیٰ ہے، دوم، یہ کہ ان کا اعتقاد ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے واسطے حیات فی القبور ثابت نہیں، بلکہ وہ بھی مثل دیگر مسلمین کے متصف بالحیاۃ البرزخیہ اسی مرتبہ سے ہیں، پس جو حال دیگر مومنین کا ہے، وہی ان کا بھی ہوگا۔

یہ جملہ عقائد ان لوگوں پر بخوبی ظاہر و باہر ہیں، جنھوں نے دیار نجد کا سفر کیا ہو یا حرمین شریفین میں رہ کر ان لوگوں سے ملاقات کی ہو، یا کسی طرح ان کے عقائد پر مطلع ہوا ہو، یہ لوگ جب مسجد نبوی شریف میں آتے ہیں تو نماز پڑھ کر نکل جاتے ہیں اور روضۂ مبارک پر حاضر ہو کر صلوٰۃ وسلام و دعا وغیرہ پڑھنا بدعت و مکروہ شمار کرتے ہیں۔

انھیں افعال خبیثہ و اقوال وہابیہ کی وجہ سے اہل عرب کو ان سے نفرت بیشمار ہے (ص ۶۵ و ۶۶ الشہاب الثاقب)

(۸) وہابیہ خبیثہ کثرت صلوٰۃ وسلام و درود بر خیر الانام علیہ السلام، اور قراءت دلائل الخیرات قصیدہ بردہ و قصیدۂ ہمزیہ وغیرہ۔ اس کے پڑھنے اور اس کے استعمال کرنے کو سخت قبیح و مکروہ جانتے ہیں اور بعض اشعار کو قصیدۂ بردہ میں شرک وغیرہ کی طرف نسبت کرتے ہیں۔ (ص ۶۶، الشہاب)

(۹) وہابیہ تمباکو کھانے اور اس کے پینے کو حقہ میں ہو یا سگار میں یا چرٹ میں اور اس کے ناس لینے کو حرام اور اکبر الکبائر میں شمار کرتے ہیں،

ان جہلا کے نزدیک معاذ اللہ زنا اور سرقہ کرنے والا اس قدر ملامت نہیں کیا جاتا، جس قدر تمباکو استعمال کرنے والا ملامت کیا جاتا ہے اور وہ اعلیٰ درجہ کے فساق و فجار سے وہ نفرت نہیں کرتے جو تمباکو استعمال کرنے والے سے کرتے ہیں۔ (ص ۶۶۔ الشہاب)

(۱۰) وہابیہ شفاعت میں اسقدر تنگی کرتے ہیں کہ بمنزلہ عدم کے پہنچا دیتے ہیں، (ص ۶۷، الشہاب)

(۱۱) وہابیہ سوائے علم احکام الشرائع جملہ علوم اسرار و حقائق وغیرہ سے ذات سرور کائنات خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خالی جانتے ہیں، (ص ۰۷، ۶، الشہاب)

(۱۲) وہابیہ نفس ذکر ولادت حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبیح و بدعت کہتے ہیں، اور علیٰ ہذا القیاس اذکار اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو بھی برا سمجھتے ہیں (ص ۰۷، ۶، الشہاب)

محمد بن عبدالوہاب نجدی

اپنے شیوخ و اساتذہ اور معاصرین و متاخرین کی نظر میں

شیخ نجدی کی تحریک چونکہ اسلامی معاشرہ کے خلاف ایک ابھرتا ہوا جنونی نشہ تھا اور اس کے بڑے ہی مہلک اور ہولناک اثرات پیدا ہو رہے تھے، اس لئے پوری امت نے اس کے سدباب کی کوشش کی اور علمائے اسلام نے زبان و قلم سے اس کی شدید مزاحمت فرمائی، چند اسمائے گرامی مندرجہ ذیل ہیں،

۱۔ شیخ نجدی کے استاذ شیخ محمد بن سلیمان الکردی الشافعی نے شیخ سلیمان بن عبدالوہاب نجدی کی کتاب الصواعق الالٰہیہ پر تقریظ فرمائی، انھوں نے اپنی فراست ایمانی سے شیخ نجدی کی ضلالت و گمراہی کو تاڑ لیا تھا، جیسا کہ اس کے شیخ محمد حیات سندھی اور اس کے والد شیخ عبدالوہاب نے بھی اس کی گمراہی کو بھانپ کر اسے سخت تنبیہ اور بار بار ہدایت کی۔

۲۔ اس کے شیخ علامہ عبداللہ بن عبداللطیف الشافعی نے اس کی تردید میں اپنی کتاب "تجرید سیف الجہاد لمدعی الاجتہاد" تحریر فرمائی۔

۳۔ علامہ عفیف الدین عبداللہ بن داؤد الحنبلی نے اس کے خلاف ایک کتاب بنام "الصواعق والرعود" لکھی، علامہ علوی بن احمد الحداد کہتے ہیں کہ اس کتاب پر بصرہ، بغداد، حلب اور احساء وغیرہ کے جلیل القدر علمائے اسلام نے تقاریظ لکھیں، محمد بن بشیر قاضی راس الخیمہ عمان نے اس کی تلخیص کی۔

۴۔ علامہ محقق محمد بن عبدالرحمٰن بن عفالق الحنبلی نے شیخ نجدی کے رد میں ایک بڑی جامع اور تحقیقی کتاب، "تہکم المقلدین بمن ادعی تجدید الدین" لکھی۔

۵۔ علامہ احمد بن علی القبانی البصری الشافعی نے ایک ضخیم کتاب اس کے خلاف لکھی۔

۶۔ علامہ عبدالوہاب بن احمد برکات الشافعی الاحمدی المکی نے بھی اس کی تردید کی، ۔

۷۔ شیخ عطار المکی نے "الصارم الہندی فی عنق النجدی" لکھی،

۸۔ شیخ عبداللہ بن عیسی الموسیی،

۹۔ شیخ احمد المصری الاحسائی ان دونوں نے بھی اس کا رد کیا،

۱۰۔ بیت المقدس کے ایک زبردست عالم نے ایک کتاب بنام "الصیوف الصقال فی اعناق من انکر علی الاولیا بعد الانتقال" لکھی۔ ۔

۱۱۔ سید علوی بن احمد الحداد نے ایک کتاب "السیف الباتر لعنق المنکر علی الاکابر" لکھی،

۱۲۔ شیخ محمد بن الشیخ احمد عبداللطیف الاحسائی نے اس کا رد کیا،

۱۳۔ علامہ عبداللہ بن ابراہیم میر غنی ساکن طائف نے "تحریض الاغبیاء علی الاستعانۃ بالانبیاء والاولیاء" لکھی

۱۴۔ سید علوی بن احمد الحداد کہتے ہیں کہ مقام ابراہیم مکہ مکرمہ کے سامنے میں نے شیخ محمد صالح الزمزمی کو اسی طرح کی کتاب لکھتے دیکھا،

۱۵۔ علامہ طاہر سنبل الحنفی نے "الانتصار للاولیاء الابرار" لکھی،

۱۶۔ سید علوی بن احمد الحداد فرماتے ہیں کہ حرمین شریفین، الاحساء، بصرہ، بغداد، حلب یمن و دیگر بلاد اسلامیہ کے کثیر التعداد حنفی، شافعی، مالکی، علماء اکابر نے نثر و نظم میں اس کے خلاف لکھا ہے، ان مضامین پر مشتمل ایک ضخیم مجموعہ خود میری نظر سے گذرا۔

۱۷۔ شیخ محدث صالح الفلانی المغربی کے پاس علمائے مذاہب اربعہ کے مسلک پر مشتمل ایک ضخیم کتاب تھی جس میں اس کا شدید رد تھا،

۱۸۔ ایک جماعت کو ابن عبدالوہاب نے تحلیق الراس (سر منڈانے) کا حکم دیا، جس پر علامہ ابن النعمی نے ایک زوردار قصیدہ اس کے خلاف لکھا،

۱۹۔ احساء کے جلیل القدر عالم سید عبدالرحمن نے ۷۶، اشعار پر مشتمل ایک قصیدہ لکھا، ۔

۲۰۔ علامہ سید علوی بن احمد الحداد نے "مصباح الانام و جلاء الظلام فی رد شبہ البدعی النجدی التی اضل بہا العوام" (مطبوعہ مطبعہ عامرہ ۱۳۲۵ھ) لکھی،

۲۱۔ اس کے بھائی شیخ سلیمان بن عبد الوہاب نجدی نے اس کے خلاف "الصواعق الالہیہ" مطبوعہ لکھی،۔

۲۲۔ علامہ محقق اسمٰعیل التیمی المالکی المتوفی ۱۲۴۰ھ نے نہایت تحقیقی کتاب لکھی، جو تونس سے چھپ چکی ہے،۔

۲۳۔ علامہ محقق شیخ صالح الکواش التونسی نے "سعادۃ الدارین فی الرد علی الفرقتین" میں ابن عبدالوہاب کے ایک رسالہ کا شدید رد کیا،

۲۴۔ علامہ محقق سید داؤد البغدادی الحنفی نے اس کی تردید کی،

۲۵۔ شیخ ابن ملہعوی اللیبی نے قصیدہ صنعانی جس میں ابن عبدالوہاب کی مدح ہے، اس کے خلاف ایک زوردار قصیدہ لکھا ہے،

۲۶۔ علامہ سید مصطفیٰ المصری نے قصیدہ صنعانی کے رد میں ایک سو چھبیس ۱۲۶ اشعار پر مشتمل قصیدہ کہا،

۲۷۔ شیخ سید الطباطبائی البصری نے بھی قصیدہ صنعانی کے رد میں ایک قصیدہ لکھا،

۲۸۔ علامہ شیخ ابراہیم السمنودی المنصوری م ۱۳۱۴ھ نے دو جلدوں میں، سعادۃ الدارین فی الرد علی الفرقتین الوہابیہ و مقلدۃ الظاہریۃ لکھی،

۲۹۔ علامہ سید احمد دحلان المتوفی ۱۳۰۴ھ مفتی مکہ مکرمہ نے "الدرر السنیہ فی الرد علی الوہابیہ" لکھی۔۔

۳۰۔ علامہ شیخ یوسف النبہانی نے "شواہد الحق فی التوسل بسید الخلق"، لکھی،۔

۳۱۔ علامہ جمیل صدقی الزہاوی نے "الفجر الصادق" تحریر فرمائی،

۳۲۔ شیخ المشرقی المالکی الجزائری نے "اظہار العقوق ممن منع التوسل بالنبی والولی الصدوق" لکھی

۳۳۔ علامہ شیخ المہدی الوازانی مفتی فاضل نے جواز توسل پر ایک کتاب لکھی، جس میں محمد عبدہ مصری کا بھی رد ہے، جن کے یہاں توسل ممنوع ہے۔

۳۴۔ شیخ مصطفی الحمامی المصری نے "غوث العباد ببیان الرشاد" لکھا جو مطبوع ہے۔

۳۵۔ شیخ ابراہیم حلمی القادری الاسکندری نے "جلال الحق فی کشف احوال اسرار الخلق" مطبوعہ اسکندریہ ۱۳۵۵ھ نامی مشہور کتاب لکھی۔

۳۶۔ علامہ شیخ سلامہ العزامی المتوفی ۱۲۷۹ھ نے "البراہین الساطعہ" لکھی جو مطبوعہ ہے۔

۳۷۔ علامہ شیخ حسن الشطی الحنبلی الدمشقی نے "النقول الشرعیہ فی الرد علی الوہابیہ" لکھی، جو مطبوع ہے، اس کے علاوہ بھی ان کا ایک رسالہ ہے۔

۳۸۔ شیخ محمد حسنین مخلوف نے جواز توسل پر ایک رسالہ لکھا جو مطبوعہ ہے۔

۳۹۔ شیخ حسن خزبک نے "المقالات الوافیہ فی الرد علی الوہابیہ" کے نام سے ایک رسالہ لکھا جو مطبوعہ ہے۔

۴۰۔ شیخ عطاء الکسم الدمشقی نے "الاقوال المرضیہ فی الرد علی الوہابیہ" نامی رسالہ لکھا۔

۴۱۔ علامہ شیخ عبدالعزیز القلجی المالکی نے شیخ نجدی کے رد میں ایک زوردار نظم (عربی) لکھی۔ (۲۴۹ تا ۲۵۳، التوسل بالنبی)

مندرجہ بالا کتب و رسائل کے علاوہ سیکڑوں کتابیں، شیخ نجدی کے خلاف علمائے اہل سنت نے لکھی ہیں، دنیا کی تقریباً ہر علمی اور مشہور زبان میں اس کا رد بلیغ کیا گیا ہے۔ اسی طرح "تقویۃ الایمان" مؤلفہ مولوی محمد اسماعیل دہلوی جو شیخ نجدی کے عقائد و نظریات کی ترجمان اور اس کی تصنیف "کتاب التوحید" کا تقریباً ترجمہ اور تشریح ہے، اس کے خلاف بھی ہندوستان کے ہزاروں علمائے اسلام نے صدائے احتجاج بلند کی اور اپنی اپنی کتابوں میں اس کا رد کیا، سیکڑوں علماء نے اس کے خلاف مستقل کتب و رسائل لکھے، ایک لمبی فہرست خود میرے پاس موجود ہے، جسے انشاء المولیٰ تعالیٰ مزید تحقیق و تفصیل کے ساتھ کسی دوسرے وقت پر پیش کیا جائے گا، جس سے دنیا پر آشکارا ہو جائے گا کہ کتاب التوحید، از شیخ نجدی اور تقویۃ الایمان، از اسمٰعیل دہلوی ان دونوں کتابوں نے کس طرح امت مسلمہ کو بیک جنبش قلم کافر و مشرک اور

بت پرست بنا ڈالا، اور وہابیت کے اس فتنۂ کبریٰ کے سد باب اور اس کے رد و ابطال میں علمائے اہلسنت

نے کس طرح اپنی زبان و قلم کی توانائیاں صرف کیں، ؎

دکھاؤں گا تماشہ دی اگر فرصت زمانہ نے ۔ میرا ہر داغِ دل اک تخم ہے سرو چراغان کا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تنظیم و توقیر اور ان کی شان عظمت کے اظہار کے لئے جو بات بھی کہی جائے

اور اس کے محتاط و مندوب ذرائع استعمال کئے جائیں، وہابیۂ نجدیہ کے نزدیک بہر صورت وہ ناجائز

وحرام اور شرک و بدعت ہی ہیں، اور جس قول و فعل میں تحقیر و اہانت کا کوئی پہلو شامل ہو وہ ان کے لئے

مسرت و انبساط کا باعث ہے۔ حالانکہ کتاب و سنت کی روشنی میں تمام اسلاف و اخلاف کا عقیدہ ہے کہ

تعظیم رسول جزو ایمان ہے، اور بارگاہ رسول میں گستاخی کرنے والا ہر شخص کافر اور ابدی لعنت کا مستحق ہے

درحقیقت آداب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے انھیں دلی بغض و عناد ہے، حتیٰ کہ آپ کو

"سیدنا و مولانا" کہنا بھی ان کے نزدیک شرک ہے،

علامہ ابن مرزوق کی عینی شہادت ہے کہ ۱۳۴۳ھ میں حرم مکہ مکرمہ کے قریب ایک مسلمان

اللھم صل علی سیدنا محمد الخ پڑھ رہا تھا کہ اچانک وہابیوں کی ایک جماعت نے یہ پڑھتے

سن لیا ان کے بوڑھے امیر و شیخ نے اس مسلمان کی طرف اپنے عصا سے اشارہ کرتے ہوئے کہا، اذکرن

ولا تعبدن (ص ۱۰۶ التوسل) یعنی صرف ان کا ذکر کرو ان کی پرستش نہ کرو، اس جملہ سے ان کا

بغض اور ان کی ذہنیت پورے طور پر واضح ہو جاتی ہے کہ رسول ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم پر عزت و

احترام کے ساتھ درود و سلام بھیجنا بھی شرک ہے، ۔

درود و سلام پر پابندیاں

اسی لئے سعودی حکومت کی ایک تنظیم "الامر بالمعروف والنہی عن المنکر" نے ۱۳۷۶ھ میں مکہ معظمہ

سے تمام سعودیوں کو خبردار کیا کہ دلائل الخیرات (مولفہ علامہ شیخ محمد بن سلیمان الجزولی المغربی الحسنی

المتوفی ۱۶ ربیع الاول ۸۷۰ھ ستہتر برس کے بعد آپ کی نعش مبارک "سوس" سے "مراکش" منتقل کی

گئی تو بالکل تر و تازہ تھی) زندیقوں اور ملحدوں کی کتاب سے بھی زیادہ خطرناک ہے، اور اس کا

مؤلف یہودی ہے، (حالانکہ درود وسلام کی نہایت مستند کتاب ہے، تقریبًا پانچ سو سال سے تمام مسلمان سے ذوق وشوق سے پڑھ رہے ہیں،)

علامہ ابو حامد بن مرزوق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

"سید علوی بن احمد بن حسن بن سید عارف باللہ بن علوی اپنی کتاب (مصباح الانام وجلاء الظلام فی رد شبہ البدعی النجدی التی اضل بہا العوام اور علامہ سید احمد بن زینی دحلان اپنی کتاب (الدرالسنیہ فی الرد علی الوہابیہ) میں لکھتے ہیں کہ محمد بن عبدالوہاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجنے سے نہ صرف منع کرتا تھا بلکہ درود شریف سن کر اس سے اذیت محسوس کرتا تھا جو شخص شب جمعہ میں منبروں پر درود شریف پڑھتا اس کی ایذا رسانی کے درپے ہوتا اور اسے سخت تکلیف پہونچاتا یہاں تک کہ ایک نابینا شخص جو نیک وصالح اور خوش الحان مؤذن تھے، ان کی عادت تھی کہ بعد اذان حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا کرتے تھے، انھیں اس نے منع کیا، لیکن وہ نہ مانے اس پر اس نے غیظ غضب میں آکر انھیں قتل کر ڈالا، پھر اس نے کہا کہ فاحشہ اور زانیہ کے گھر میں سارنگی اور باجے کی آواز میں بھی اتنا گناہ نہیں جتنا عظیم گناہ منبر پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں درود شریف پڑھنے میں ہے، اپنے معتقدین ومریدین کو یہ دھوکا دیتا کہ اس کی یہ سب باتیں محض حفاظت توحید کے لئے ہیں، (ص ۱۰۵، التوسل بالنبی)

رشید رضا مصری ایڈیٹر مجلہ المنار نے اذان کے بعد درود وسلام کو بدعت قبیحہ بتلایا جس پر مصر میں بڑا زبردست اختلاف اور فتنہ اٹھا، علامہ محقق الشیخ یوسف الدجوی کے سامنے سوال پیش کیا گیا، جس کا تحقیقی جواب مجلہ الازہر میں شائع ہوا، (ص ۱۰۶، ایضًا)

عبدالرحمٰن بن حسن آل الشیخ (بن محمد بن عبدالوہاب) نے درود وسلام کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے،

والمقصود ان الصحابۃ رضی اللہ عنہم لم یکونوا یعتادون الصلوٰۃ والسلام علیہ عند قبرہ کما یفعلہ من بعدھم	مقصود یہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم قبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب درود وسلام پڑھنے کے عادی نہ تھے جیسا کہ ان کے بعد کے لوگ کرتے ہیں،

من المخلوق (ص ٢١٩. فتح المجيد شرح كتاب التوحيد مطبوعہ ریاض)

قال شيخ الاسلام رحمة الله لان ذالك لم ينقل عن احد من الصحابة فكان بدعة محضة (ص ٢١٩. ايضا)

شیخ (الاسلام ابن تیمیہ) نے کہا، اس لئے کہ یہ (قبر رسول کے پاس درود وسلام) کسی بھی صحابی رسول سے ثابت نہیں، لہذا یہ ایک خالص بدعت ہے۔

علامہ ابو حامد مرزوق لکھتے ہیں،

واحرق دلائل الخيرات وغيرها من كتب الصلوٰة على النبي صلى الله عليه وسلم ويتستر بقوله ان ذالك بدعة وانه يريد المحافظة على التوحيد (ص ١٠٥ التوسل)

اس نے دلائل الخیرات وغیرہ درود وسلام کی کتابیں جلا ڈالیں اور لوگوں سے یہ کہہ کر بچتا کہ یہ بدعت ہے، اور میں توحید کی حفاظت کرنا چاہتا ہوں

دوسری جگہ لکھتے ہیں.

فان مقلديه لا يزالوا ينفذون رائه تاما غير منقوص باتلاف كتب الصلوٰة ورمى مؤلفيها بالزندقة والالحاد وقارئيها بالشرك (ص ١٠٥. ايضا)

شیخ نجدی کے متبعین اب بھی اس کی رائے اور اس کے خیال پر پورے طور پر عمل پیرا ہیں اور درود وسلام کی کتابیں جلا رہے ہیں ان کے مؤلفین کو زندیق و ملحد اور پڑھنے والوں کو مشرک بنا رہے ہیں،

ملاحظہ ہو لکھتے ہیں، ۔

ولا نامر باتلاف شئ من المؤلفات اصلاً الا ما اشتمل على ما

ہمارا مقصود کتابوں کو جلانا نہیں ہے ہاں ہم ان کتابوں کو البتہ جلا کر خاکستر

يوقع الناس في الشرك كروض الرياحين وكالدلائل. (ص ۶۲۵ الهدية السنية مطبوعه المنار مصر سنہ ۱۳۴۲ھ)

کر رہے ہیں جو لوگ کو شرک میں مبتلا کر رہی ہیں، جیسے روض الریاحین اور دلائل الخیرات۔

پوری امت کے تعامل کے خلاف دلائل الخیرات اور درود وسلام کی دوسری کتابوں کو جلا ڈالنا گمراہی و حرماں نصیبی کی واضح دلیل ہے،

زیارت قبر رسول

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات طیبہ کے بارے میں ان کا عقیدہ ہے کہ وہ محض ایک قاصد اور ایلچی تھے جو اپنا پیغام پہنچا کر چلے گئے، اب ان کا ہم پر کوئی حق نہیں، جیسا کہ علامہ ابن مرزوق لکھتے ہیں،۔

فهم منتهكون حرمته صلى الله عليه وسلم تطبيقاً لما اسسه لهم شيخهم ابن الوهاب في قوله (محمد صلى الله عليه وسلم) طارش اى. ادّى الرسالة وذهب فلا حرمة له ولا قيمة له نعوذ بالله من نزلقات الالن وفساد الجنان (ص ۱۰۶، التوسل بالنبی)

اسی طرح اس کے پیرو اس کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی اہانتیں کرتے اور وہ اس سے بہت خوش ہوتا یہاں تک کہ ایک نے کہا کہ ہمارا عصا بہتر ہے محمد سے (صلی اللہ علیہ وسلم) اس سے ہم سانپ کو مارتے ہیں اور رستے کو دفع کرتے ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم مر چکے ہیں، ان سے ہم کو مطلق نفع نہیں، وہ صرف ایک طارش (ایلچی) تھے، جو پیغام پہنچا کر چلے گئے، (ترجمہ الدرالسنیہ علامہ زینی دحلان مکی) ان کے یہاں دعاء اموات شرک ہے، (ص ۱۱۴ فتح المجید شرح کتاب التوحید) اور یا حرف ندا کے ساتھ غیر اللہ کو پکارنے والا مشرک ہے، اس سے توبہ کرایا جائے، اگر توبہ نہ کرے تو قتل کر دیا جائے، (ص ۱۳۶، ایضاً) قصد زیارت قبر بھی شرک ہے، (ص ۱۳۹، ایضاً) اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے استمداد و استعانت بھی شرک ہے۔ ۱۹۴: ایضاً

عبد الرحمن بن حسن آل الشیخ (بن محمد بن عبد الوہاب نجدی) ایک جگہ لکھتا ہے،۔

وفی الحدیث دلیل علیٰ منع شد الرحال الیٰ قبرہ صلی اللہ علیہ وسلم والیٰ غیرہ من القبور والمشاھد لان ذالک من اتخاذھا اعیادا بل من اعظم اسباب الاشراک بھا۔ (ص ۲۱۹، ایضاً)

اس حدیث میں روضۂ رسول اور مزارات اولیاء ومشائخ کی زیارت کے لئے سفر ممنوع ہونے پر دلیل ہے، اس لئے کہ یہ شرک کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ —

محمد بن عبدالوہاب کے زمانے میں کچھ لوگ احسا سے زیارت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مدینہ طیبہ پہنچے، واپسی میں جب شیخ نجدی کو خبر ہوئی تو ان سے ان پر بہت مظالم کئے ان کی داڑھیاں مونڈوادیں، اور ان کو الٹا کر کے ذلیل وخوار کیا۔ (الدرالسنیہ للعلامہ دحلان الشافعی) ایک جماعت جو اس کی تبلیغ سے متاثر نہ ہوئی، حج وزیارت کی نیت سے گذری، تو وہ کہنے لگا، مشرکوں کے لئے راستہ چھوڑدو یہ مدینہ جارہے ہیں۔ (ایضاً)

قبر سے متصل مسجد کی تعمیر

وہابیہ نجدیہ کے مسلک کے مطابق کسی قبر کے نزدیک مسجد کی تعمیر اور اس میں نماز پڑھنی ناجائز ہے، اپنے اسی عقیدہ کی تکمیل کے لئے مسجد نبوی کی توسیع میں شمال سے جنوب تک ایک لمبی دیوار کھینچ کر روضۂ مقدسہ کو الگ کر دینے پر وہ بضد اور مصر ہیں، چنانچہ ایک شیخ صاحب رقم طراز ہیں۔

ومعلوم ان الجھال الیوم کثیرون وھم فی کل بلد وکل دولۃ والیوم کما ھو مشاھد فان قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یطاف حولہ ویدعیٰ ویستغاث

یہ مشاہدہ ہے اور ہر شخص جانتا ہے کہ آج کل ہر ملک اور ہر شہر میں جہال بہت ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے گرد چکر لگایا جاتا ہے۔ انھیں ندا کی جاتی ہے، اور ان سے استمداد

يسائل بجفنيه من المسئولين	کیا جاتا ہے، (متعینہ رد کرنے والے) ذمہ
فهذا كله يداعوا الى عدام جواز	داروں سے چھپ کر یہ سب کیا جاتا
توسعة المسجد من جهة القبر	ہے، یہ باتیں قبر کی جانب سے مسجد نبوی
خشية الوقوع في الشرك (بقلم	کی عدم جواز توسیع کے داعی ہیں کہ لوگ
الشيخ صالح بن سعد الحمدان)	کہیں مبتلائے شرک نہ ہو جائیں۔

شیخ صالح مذکور کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ محمد بن سعود یونیورسٹی ریاض کی طرف سے منعقدہ کانفرنس بتاریخ ۱۲ تا ۱۵ر صفر ۱۳۹۸ھ جس کا افتتاح شیخ حسن بن عبد اللہ آل الشیخ وزیر تعلیم عالی والرئیس الاعلیٰ للجامعات نے کیا، اس کے منتخب علماء میں پانچواں نمبر شیخ صالح کا ہے۔ (ص ۵، رابطۃ العالم الاسلامی مکۃ المکرمہ، ربیع الثانی ۹۸ھ)

مزید زہر افشانی کرتے ہوئے، البانی صاحب (جو غالباً سعودی عرب کے مشہور مفکر و مصنف شیخ ناصر الدین البانی، استاد مدینہ یونیورسٹی، مدینہ منورہ میں) وہ لکھتے ہیں۔

قلت:- ومما يوسف له ان هذا البناء قد بنى عليه منذ قرون ان لم يكن قد ازيل تلك القبة الخضراء العالية، واحيط القبر الشريف بالنوافذ النحاسية والزخارف والسجف وغير ذالك مما لا يرضاه صاحب القبر نفسه صلى الله عليه وسلم بل قد رأيت حين زرت المسجد النبوي الكريم وتشرفت بالسلام عليه صلى الله عليه وسلم سنة ١٣٨٦ھ رأيت في اسفل حائط القبر الشمالي محرابا صغيرا ووراءه سدة مرتفعة عن ارض المسجد قليلا، اشارة الى ان هذا امكان خاص للصلوٰة وراء القبر تعجبت حينئذ كيف ظلت هذه الظاهرة الوثنية قائمة حتى في عهد دولة التوحيد، ـــ اقول هذا مع الاعتراف بأني لم ار احدا ياتي ذالك المكان للصلوٰة فيه لشدة المراقبة من قبل الحراس المؤكلين على منع الناس من ان يأتوا بما يخالف الشرع عند القبر الشريف، فهذا امما نشكر عليه الدولة السعودية

ولکن هذا لا یکفی ولا یشفی وقد کنت قلت منه ثلاث سنوات فی کتابی راحکام الجنائز وبدعها ص ۲۰۸)

فالواجب الرجوع بالمسجد النبوی الی عهده السابق وذالک بالفصل بینه وبین القبر النبوی بحائط یمتد من الشمال الی الجنوب بحیث ان الداخل الی المسجد لا یری فیه ای مخالفة لا ترضی مؤسسه صلی الله علیه وسلم، اعتقد ان هذا من الواجب علی الدولة السعودیة اذا کانت ترید ان تکون حامیة التوحید حقا،

(ص ۹۹، ۱۰۰، تحذیر الساجد من اتخاذ القبور مساجد، طبع ثالث ۱۳۹۸ھ ص، ب ۸۰۰، دمشق بقلم البانی)

خلاصہ تحریر یہ ہے کہ شمال سے جنوب تک مسجد نبوی اور قبر انور کے درمیان فصل کرنا فرض ہے، ورنہ یہ مظہر وثنیت باقی رہا تو پھر سعودی سلطنت کبھی حقہ توحید وسنت کی حامی حکومت کبھی بھی نہیں ہو سکتی۔

اسی کانفرنس کی ایک میٹنگ جس میں سعودی عرب کے ممتاز علماء وشیوخ شریک تھے، اس کی متعدد تجاویز وسفارشات میں پہلی قرار داد یہ ہے،

۱۔ وجوب تطهر المساجد حسا ومعنا، فلا یجوز بناؤها علی القبور او وضع القبور فیها، (مجلة رابطة العالم الاسلامی مکة المکرمة۔ ربیع الثانی ۱۳۹۸ھ)

حسی اور معنوی دونوں طریقوں سے مساجد کی تطہیر ضروری ہے، اس لئے قبروں کے پاس نہ تو مساجد کی تعمیر جائز ہے اور نہ مساجد میں قبریں بنانا جائز ہے۔

اور شیخ نجدی کے پوتے عبدالرحمن بن حسن آل الشیخ کا فتویٰ مندرجہ ذیل ہے۔

ولا تجوز الصلوٰة فی مسجد بنی فی مقبرة، سواء کان له حیطان یحجز بینه وبین القبور او کان مکشوفا (ص ۲۰۲ فتح المجید مطبوعہ ریاض)	کسی مقبرہ میں بنی ہوئی مسجد میں نماز جائز نہیں، خواہ مسجد اور قبروں کے درمیان دیوار میں حائل ہوں یا نہ ہوں۔

ان تحریروں کے مطابق سعودی وہابیوں کا متوارث عقیدہ کھل کر سامنے آگیا، جس کی تبلیغ و اشاعت کے لئے متعدد ذرائع و وسائل کا حکومتی سطح پر استعمال کیا جا رہا ہے، اجمالاً اس کو اس طرح سمیٹا جا سکتا ہے، کہ، چونکہ حجرۂ عائشہ جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہیں، وہ پہلے خارج مسجد تھا، اور کسی مسجد سے متصل قبر کی تعمیر اور پھر اس میں نماز پڑھنی جائز نہیں، اس لئے اس سعودی توسیع کے وقت مسجد نبوی اور روضۂ مقدسہ کے درمیان نہ صرف یہ کہ توسیع نہ کی جائے بلکہ ایک دیوار کھینچ کر دونوں کو ایک دوسرے سے الگ کر دیا جائے، اور حسب عقیدۂ ابن تیمیہ کسی قبر پر گنبد کی تعمیر جائز نہیں، اس حکم سے کوئی گنبد چاہے وہ گنبد خضری کیوں نہ ہو وہ بھی خارج نہیں، اس لئے خدا اور رسول اور عالم اسلام کی پرواہ کئے بغیر یہ نجدی فریضہ ہے کہ بہر حال اسے بھی معاذ اللہ مسمار کر دیا جائے، چاہے مسلمانوں کے سر سے قیامت ہی کیوں نہ گذر جائے، ۔

قبۂ رسول

مزارات اور ان پر تعمیر شدہ قبوں کی شکست وریخت سے ایک عالم متاثر ہوا اور اس کے خلاف شدید احتجاجات ہوئے، ۔

خواجہ حسن نظامی لکھتے ہیں ۔ "مجھے صفائی سے لکھ دینا چاہئے کہ میں وہابی تحریک اور نجدی عقائد کا پورا مخالف ہوں اور ابن سعود نے جو کچھ طائف میں یا مکہ معظمہ میں غلطیاں کیں، یعنی مزارات کو توڑا اور قبوں کو مسمار کیا ان کو میں قطعی اپنے عقائد کے خلاف اور ابن سعود یا اس کی فوج کو غلطی پر سمجھتا ہوں، (ص ٨، نادان وہابی از خواجہ حسن نظامی، شائع شدہ ١٣٤٤ھ ١٩٢٥ء کارکن حلقۂ مشائخ دہلی)

"مجھے نہایت افسوس ہوا جب میں نے مولانا ثناء اللہ صاحب جیسے عقلمند اور عاقبت اندیش غیر مقلد عالم کے قلم سے لکھا ہوا، اخبار ہمدم میں ایک مضمون دیکھا جس میں وہ لکھتے ہیں کہ، جس طرح سلطان محمود غزنوی نے سومنات کی مورت کو توڑا اسی طرح ابن سعود حجاز کے بتوں کو

توڑ رہا ہے"۔ کاش! مولانا سمجھ سے کام لیتے اور ایسا مضمون نہ لکھتے، یہ نہایت گستاخانہ مضمون ہے، اور اس کو کوئی مسلمان افسوس کئے بغیر نہیں پڑھ سکتا۔ (ص ۱۳۔ نادان وہابی)

ان کا عقیدہ ہے کہ قبوں کا انہدام واجب ہے، اس لئے کہ، وقال ابن القیم رحمہ اللہ یجب هدم القباب التی بنیت علی القبور لانها اسست علی معصية الرسول صلی اللہ علیہ وسلم (ص ۲۰۰، فتح المجید)

قبوں سے انھیں بے پناہ دشمنی ہے، اس کا انہدام اور بیخ کنی یہ اپنا فرض اولیں سمجھتے ہیں، اس لئے کہ یہ قبے شرک والحاد کا سب سے بڑا ذریعہ ہیں۔

قال محمد بن اسمٰعیل الصنعانی رحمہ اللہ فی کتابہ تطہیر الاعتقاد فان هذه القباب والمشاهد التی صارت اعظم ذریعة الی الشرك والالحاد و اکبر ذریعة الی هدم الاسلام وخراب بنیانه، (ص ۲۱۲۔ ایضاً)

یعنی ان قبوں سے اسلام کی بنیاد منہدم ہوتی ہے، لہٰذا قبوں کا انہدام ان کے نزدیک واجب ہے تاکہ ان کا اسلام محفوظ و مامون رہے۔

بناء علی القبور کے سلسلے میں حضرت علامہ مفتی محمد مظہر اللہ صاحب قدس سرہ امام و خطیب مسجد فتح پوری دہلی نے اپنے ایک رسالہ مطبوعہ ۱۳۴۷ھ میں بڑی تفتیش و تحقیق فرمائی ہے، اس کا آخری حصہ یہاں نقل کیا جارہا ہے تاکہ اس سلسلے میں علمائے ہند کی رائے بھی قارئین پر واضح ہو جائے،

"آج کل قبوں کے ہدم کے جواز پر بہت کچھ زور دیا جارہا ہے، جس کا اصل منشا یہ ہے کہ وہ قبہ شریف جس کو "قبۂ خضرا" کہتے ہیں اور جس پر ہر مسلمان جس کے دل میں حقیقی ایمان جلوہ گر ہے، اپنی جان قربان کرنے کو تیار ہے، اگر خدانخواستہ منہدم کر دیا جائے تو مسلمانوں میں اضطراب نہ پیدا ہو؟

مسلمانو! خدا کے واسطے دعا کرو اور ہر ممکن سے ممکن تدبیر ایسی عمل میں لاؤ جس سے وہ روزِ بد ہمارے سامنے نہ آوے، جس کے تصور سے جان پر بنی جاتی ہے،

آہ! وہ گنبد ہے جس پر نظر کرنے کو ہمارے علماء اسی طرح عبادت لکھ رہے ہیں، جس طرح

بیت اللہ پر نظر کرنے کو عبادت کہتے ہیں، چنانچہ شیخ رحمت اللہ تلمیذ محقق ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ منسلک المتوسط میں اور ملا علی قاری اس کی شرح میں فرماتے ہیں

ولیغتنم ایام مقامہ بالمدینۃ المشرفۃ فیحرص علی ملازمۃ المسجد و الاعتکاف والختم ولو مرۃ منہ و احیاء لیلہ وادامۃ النظر الی الحجرۃ الشریفۃ (ای ان تیسر) او القبۃ المنیفۃ (ان تعسر فاؤ للتنویع) مع المہابۃ والخضوع (ای مع الخشیۃ والخشوع) ظاہرا او باطنا فانہ (ای النظر المذکور) عبادۃ کالنظر الی الکعبۃ الشریفۃ۔ انتہی[1]

بلکہ بعض علماء ادب کی راہ سے آنکھ اٹھانے کی بھی اجازت نہیں دیتے، چنانچہ علامہ قسطلانی شارح صحیح بخاری شریف مواہب لدنیہ میں اور علامہ محمد زرقانی اس کی شرح میں فرماتے ہیں۔

یلازم الادب والخشوع والتواضع غاض البصر کما کان یفعل بین یدیہ فی حیاتہ (اذ ھو حی) ولیستحضر علمہ بوقوفہ بین یدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام وسماعہ بسلامہ کما ھو فی حیاتہ، انتہی[2]۔

افسوس! جس بارگاہ بیکس پناہ کے حضور علماء زور سے بات کرنے کو بھی ناجائز جانیں، وہاں یہ ستم کہ

---

[1] مدینہ شریف میں اپنے قیام کے دنوں کو غنیمت سمجھے اور مسجد نبوی میں برابر حضوری اور اس میں اعتکاف اور ختم قرآن اگرچہ ایک بار ہو اور شب بیداری اور حجرہ شریف کی طرف (اگر میسر ہو) یا قبہ بلند کی طرف (اگر حجرہ شریف کی طرف نظر دشوار ہو) نظر برابر جمائے رکھنے کی حرص رکھے، کیونکہ حجرہ شریف یا قبہ شریف کی طرف دیکھنا عبادت ہے، جس طرح کعبہ شریف کو دیکھنا عبادت ہے۔ ۱۲

[2] زائر کو چاہئے کہ اس دربار عالی میں ادب و عاجزی و تواضع کو لازم پکڑے، نظر نیچی رکھے جس طرح حضور علیہ السلام کی حیات ظاہری میں کرتا (کیونکہ حضور اب بھی زندہ ہیں) اور اس بات کو دل میں جمائے رکھے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی بارگاہ میں حاضری کا علم اسی طرح ہے اور میرے سلام کو اسی طرح سنتے ہیں، جس طرح کہ اپنی حیات ظاہری میں دیکھتے سنتے تھے۔ ۱۲

لوگوں کی دل ہلا دینے والی آوازیں گونج رہی ہیں،

تفسیر روح البیان میں ہے، وقد کرہ بعض العلماء رافع الصوت عند قبرہ علیہ السلام لانہ حی فی قبرہ، انتہیٰ[1]

خدا کی قسم ! میں اس سے کہ اس قبر شریف کی توہین کے متعلق کچھ سنتا یہ بہتر تھا کہ میرا کان پھوٹ جائے، بلکہ اس سے پہلے میرا وجود ہی نہ رہتا۔ سہ

سنگ در حضور سے ہم کو خدا نہ صبر دے　　جانا ہے سر کو جا چکے دل کو قرار آئے کیوں

فقط واللہ تعالیٰ بالصواب علمہ و علمہ اتم واحکم، تحریر بتاریخ ۱۰ ربیع صفر المظفر ۱۳۴۴ھ،

حررہ احمد مظہر اللہ غفرلہ، نقشبندی مجددی، امام جامع مسجد فتح پوری، دہلی ۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم.　　حامداً ومصلیاً ومسلماً

پوشیدہ نہ رہے کہ امام صاحب نے جو جواب تحریر فرمایا ہے، وہ جواب فقہ اور حدیث کے خلاف نہیں ہے، کیونکہ حدیث میں بناء علی القبر کو ناجائز قرار دیا ہے، اور بناء علی القبر اسی مقدار کو بولتے ہیں جو قبر کے اوپر ہو اور جو حوالی قبر واسطے راحت زائرین کے بنایا جائے کسی حدیث سے اس کی ممانعت ثابت نہیں ہوگی، لہذا امام شافعی صاحب نے فرمایا ہے کہ اپنی زمین میں اگر مقبرہ بنایا جائے تو اس کو منہدم نہ کیا جائے، اہل فہم پر پوشیدہ نہیں کہ حدیث میں اگر اس کی ممانعت ہوتی تو امام شافعی کیوں فرماتے کہ اس کو ہدم نہ کیا جائے۔

فقہاء نے اس تعمیر کو جو حوالی قبر ہو صاف طور سے منع نہیں فرمایا، بلکہ بناء علی القبر کو منع فرمایا ہے، غرض اہل انصاف جناب امام صاحب سلمہ کی تحریر پاکیزہ کو انصاف کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں جواب بہت تحقیق کے ساتھ تحریر فرمایا ہے، اور وہ حق ہے،

(۱) مولانا احمد علی عفی عنہ محدث صدر المدرسین، مدرسہ عالیہ فتح پوری، دہلی۔

---

[1] بعض علماء نے حضور علیہ السلام کی قبر شریف کے نزدیک آواز بلند کرنے کو مکروہ جانا ہے، کیونکہ آپ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں۔

(۲) قبہ مزارات بزرگان دین فی زمانناً مستحسن ہے۔ (حضرت مولانا) محمد ریاست علی۔

(۳) فاضل اجل جناب مولانا مولوی حافظ محمد مظہر اللہ صاحب نے جواب باصواب دنداں شکن باسانید مختلفہ دیا ہے۔ فجزاکم اللہ خیر الجزاء (حضرت مولانا) محمد کرامت اللہ عفا عنہ۔

(۴) مجیب لبیب نے صورت مسئولہ کے اندر جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہ عین حق اور صواب ہے۔ احادیث کی تشریح اور روایات فقہیہ کی تطبیق اس طریق سے کسی کتاب کے اندر دیکھنے میں نہیں آئی۔ فاضل مجیب نے تمام ہی شکوک کو حل کر دیا، جزاہ اللہ عنا خیر الجزاء، انبیائے عظام اور اولیائے کرام کی قبروں پر بہ نیت تعظیم قبہ جات کی تعمیر موجب ثواب عظیم و اجر جزیل ہے، کیونکہ ان حضرات کی ذوات عالیات شعائر اللہ میں داخل ہیں اور شعائر اللہ کی تعظیم بہ نص قرآنی ثابت ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ہے، ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب۔

دوسرے ان تعمیرات کی بناء پر شوکت اسلامی بھی نمایاں ہے۔ لہذا اس بات کو بھی مدنظر رکھ کر ہمارے علمائے جائز قرار دیا ہے، چنانچہ شیخ محقق محدث شاہ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی شرح سفر السعادۃ کے اندر ایسا ہی تحریر فرماتے ہیں، فقط، (قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت مولانا الحاج) محمد رکن الدین نقشبندی مجددی مسعودی الوری۔

(۶) الجواب صحیح سید حامد دہلوی، (۷) الجواب صحیح یار محمد دہلوی۔

(۸) امابعد! اس حقیر فقیر نے عالم نبیل اریب ونبیہ و فاضل جلیل ادیب و فقیہ حقیقت آگاہ فضیلت پناہ المولوی مولانا حافظ محمد مظہر اللہ صاحب مفتی اہل السنۃ و پیش امام مسجد فتح پوری دہلوی حنفی نقشبندی المجددی متع اللہ المسلمین بطول بقائہ واستعملہ فی رضائہ کا جواب باصواب بڑے غور سے مطالعہ کیا، صحیح و حق ہیں اور فتن سوز جواب ہے کہ حقیقت نفس الامری کا انکشاف فرما دیا۔ اور ذریہ آپ کی ذات ستودہ صفات کی پہلی ہی برکت نہیں بلکہ ہمیشہ ایسے معرکۃ الآراء مسائل کے حل شافی میں آپ کا یہی نفیس انداز ہے، واللہ تعالی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

وانا الفقیر القادری ابی محمد ایلد عو بعماد الدین الحقہ اللہ تعالی بسلفہ الصالحین

(۹) جس تفصیل کے ساتھ مجیب نے بناء علی القبور کے احکام بیان فرمائے وہ نہایت صحیح و درست مستحسن ہیں، للہ در المجیب! حقر الزمن سید طاہر حسن عفی عنہ شاہی امام عیدگاہ دہلی

(۱۰) میرے نزدیک مزارات بزرگان دین پر قبہ بنانا تاکہ زائرین کو آرام ہو اور بزرگان دین کی ہیبت وشوکت ظاہر ہو، مستحسنات شرعیہ سے ہے، اور ان کا مسمار کرنا توہین اسلام ہے، اور پھلواری شریف میں میرے بزرگان دین کی مزارات پر عمارات اور قبے ہیں اور میرے پیران وآباء کرام سب عالم و فاضل تھے کسی نے اس کو ناجائز نہ قرار دیا،

محمد سلیمان قادری چشتی، پھلواروی،

(۱۱) لا ارتیاب فی جواز القباب علی قبور الاکابر اذا کان غرض صحیح، واللہ اعلم،

(صدر الافاضل حضرت مولانا) محمد نعیم الدین مرادآبادی، ۔

(۱۲) ما اجاب المجیب الفاضل العارف الکامل صواب بلا شک وارتیاب،

احمد مختار الصدیقی، صدر جمعیۃ علماء، صوبہ بمبئی، ۔

(۱۳) الجواب صحیح، احقر محمد اکرم علی عفی عنہ ناظم اعلیٰ جمعیۃ الطلبہ، صوبہ سندھ،

(۱۴) الجواب صحیح لاریب فیہ، الفقیر محمد وصی احمد کان اللہ لہ

(۱۵) جواب بالکل درست ہے، ۔ محمد جعفر پھلواری، ندوی، ۔

(۱۶) ہذا الجواب حق والحق احق بالاتباع، ابو النصر محمد کمال الدین، مہتمم مدرسہ قادریہ، پشاور، ۔

(۱۷) نعم الجواب وہذا التحقیق، العبد محمد ہدایت اللہ رام پوری،

(۱۸) الجواب صحیح، فضل جان جلال آبادی، کابل، (افغانستان)

(۱۹) المجیب مصیب وانا العبد الاذل السید مبارک علی الہمدانی القصوری۔

(۲۰) الجواب صحیح، سید عبد الحق شاہ قصور کوٹ، مراد خان، وغیرہم،

(کشف الحجاب عن مسئلۃ البناء والقباب، مطبوعہ، دہلی ۱۳۴۴ھ ۱۹۲۵ء)

روضۂ رسول کی بے حرمتی اور گستاخانِ رسول کا عبرتناک انجام

سلطان نورالدین زنگی کے عہد حکومت میں عیسائی طاقتیں اسلام کے خلاف منظم ہو رہی تھیں اور ان کے سازشی اذہان طرح طرح کی پر فریب راہیں تلاش کر رہے تھے تاکہ مسلمانوں کا شیرازہ منتشر کر سکیں۔

اسی سلسلہ میں اپنے دو ہوشیار و زیرک اور عیار ایجنٹوں کو انھوں نے مغربی حاجی کے بھیس میں ۵۵۷ھ میں مدینہ طیبہ بھیجا تاکہ وہ مسلمانوں کے مرکز عقیدت "روضۂ رسول" کو اپنے ناپاک منصوبہ کا نشانہ بنائیں۔

ان دونوں کے پاس مال و زر کی فراوانی تھی۔ انھوں نے اہل مدینہ کو انعام و اکرام سے خوش کر دیا اور روضۂ رسول کے قریب ایک مکان لے کر رہنے لگے۔ قبر رسول تک پہنچنے کے لئے رات بھر وہ اپنے کمرے میں سرنگ کھودتے پورا دن تسبیح و نماز میں گذارتے اور جنت البقیع کی زیارت کے بہانے ساری مٹی تھیلے میں بھر کر پھینک آتے۔

ایک طویل زمانہ کے بعد سلطان نورالدین زنگی خواب میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوئے ایک ہی شب میں تین بار انھوں نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں مغربی حاجیوں کی طرف غضب آلود نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں اور سلطان کو حکم دے رہے ہیں کہ دیکھو" یہ مجھے تنگ کرنا چاہ رہے ہیں انھیں دفع کر دو"۔

سلطان نے اپنے وزیر جمال الدین موصلی کو بلا کر سارا ماجرا کہہ سنایا۔ اس نے رائے دی کہ مدینہ منورہ میں کوئی غیر معمولی بات ہو گئی ہے۔ آپ فوراً مصر سے روانہ ہو جائیں۔ اسی وقت ان دونوں نے رخت سفر باندھا اور مدینہ طیبہ پہنچے سرکار کی بارگاہ میں حاضری دی اور صلوٰۃ و سلام کے نذرانے پیش کئے۔

وزیر نے تفتیش کے آغاز میں سلطان سے پوچھا کہ کیا آپ ان دونوں حاجیوں کو پہچان لیں گے جنھیں خواب میں دکھایا گیا ہے۔ سلطان نے کہا ہاں۔ اس کے بعد وزیر نے عام منادی کرادی کہ سب لوگ

فلاں جگہ اکٹھا ہو جائیں اور سلطان کے انعام واکرام سے فیضیاب ہوں،

تمام باشندگان مدینہ جمع ہو کر سلطان کی بخشش و عطا سے سیراب ہونے لگے۔ مگر وہ دونوں حاجی کہیں نظر نہ آئے، بڑی مشکل سے پتہ چلا کہ وہ خود ہی بڑے فیاض اور سخی داتا ہیں اور کہیں آنے جانے سے بڑا اجتناب واحتراز کرتے ہیں۔ سلطان نے ان دونوں کو حاضر کرنے کا حکم دیا۔ جب وہ قریب پہنچے تو اس نے پہلی ہی نظر میں انھیں پہچان لیا، ۔

وہ اتنے بھولے بھالے اور سیدھے سادھے بزرگ نظر آرہے تھے کہ شک وشبہ کی کوئی گنجائش ہی نہ تھی، جب ان دونوں کی رہائش گاہ کی تلاشی شروع ہوئی تو صرف کتابیں، مشکیزے اور تسبیح کے دانے نظر آئے، مگر جب مصلیٰ اٹھا کر دیکھا گیا تو اس کے نیچے بوریہ اور پتھر نظر آئے اس کے بعد جب پتھر اٹھایا گیا تو ایک لمبی سرنگ نظر آئی، یہ منظر دیکھ کر لوگوں کے ہوش وحواس اڑ گئے اور سب ہکا بکا رہ گئے،

باز پرس اور بڑی تفتیش کے بعد ان کی شیطانی سازش کا انکشاف ہوا کہ بہت سا زر ومال دے کر عیسائیوں نے انھیں قبر رسول کے ساتھ بے حرمتی کرنے کے لئے بھیجا تھا، سلطان بے حد رویا اور ان دونوں ظالموں کو شارع عام پر موت کے گھاٹ اتار دیا،

جس رات قبر شریف کے قریب وہ دونوں پہنچے تھے۔ ایک سخت زلزلہ اور خوفناک طوفان اٹھا تھا، جس سے سارے اہل مدینہ دہل اٹھے تھے،

آئندہ خطرات سے بچنے کے لئے سلطان نے روضۂ مقدسہ کے گرد گہری خندق کھدوا کر سیسہ پلائی ہوئی دیوار کھڑی کر دی۔ تاکہ پھر کوئی شرپسند اور گستاخ شخص ایسی کوئی جرأت نہ کر سکے، (ص۱۲۴ جذب القلوب از شیخ عبدالحق محدث دہلوی، وص۱۳۵ عمدۃ الاخبار)

(۲) حضرت شیخ شمس الدین صواب علیہ الرحمہ جس وقت روضۂ مقدس کے خادم تھے، اسی دوران رات میں کچھ بے ایمانوں نے حضرت ابوبکر صدیق وحضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے اجساد مبارکہ کو حلب لے جانے کی سازش کی، اس وقت مدینہ طیبہ کا امیر نہایت بے حس اور دنیادار شخص تھا اس نے مال وزر کی لالچ میں انھیں خفیہ طور پر اجازت دے دی،

جب وہ اندر داخل ہوئے تو حضرت صواب نے انھیں شمار کرنا شروع کیا۔ وہ چالیس آدمی تھے، ابھی حجرۂ مبارکہ کے قریب بھی نہ پہنچ پائے تھے کہ زمین پھٹی اور سب کے سب اندر گھس گئے اور پھر آج تک ان میں سے کسی کا کچھ پتہ نہ چلا، یہ واقعہ تاریخ میں واقعۂ خسف کے نام سے مشہور ہے (الریاض النضرہ للطبری، تاریخ بغداد لابن النجار، وفاءالوفاء للسمہودی)

(۳) ایک بار حمار بن ہبہ امیر مدینہ کسی بات پر خفا ہو کر غارت گری کرنے لگا، علماء و مشائخ کے ساتھ بدتمیزی و گستاخی سے پیش آیا، حرم شریف میں سونے چاندی کی جتنی قندیلیں تھیں، سب اٹھا لے گیا اوقات کے مکتوبات کو پھاڑ ڈالا، یہ سب حرکتیں کرنے کے بعد اس نے حجرۂ نبوی کا رخ کیا،

واحضر السلم لانزال کسوۃ الضریح الشریف والقنادیل المعلقۃ حولہ فلم یقدر لذٰلک منعہ اللّٰہ منہ (ص۵۸۶، وفاء)	سیڑھی لائی گئی کہ اس پر چڑھ کر مرقد انور کی چادر اتاری جائے اور اسکے ارد گرد جتنی قندیلیں معلق ہیں وہ سب بھی اتاری جائیں لیکن وہ کسی طرح یہ حرکت نہ کر سکا کیونکہ خدا نے اسے ایسا کرنے سے روک دیا۔

" " "

" " "

رب تعالیٰ نے اس پر ایسا سخت عذاب نازل فرمایا کہ اس گستاخی کے بدلہ میں اسے قتل کر دیا گیا، اور وہ عبرتناک موت مرا۔

(۴) ۲۷، ذوالحجہ ۸۰۳ھ میں برغوث بن بتیر بن جرئیس نے حجرۂ مقدسہ کی چھت سے بہت ساری قندیلیں نکال لیں جس کا مسلمانوں کو علم ہو گیا،

تمام اعیان مدینہ اور ارباب علم و فضل نے جمع ہو کر برغوث کی گرفتاری کی تجویز پیش کی وہ گرفتار ہو کر آیا تو اس نے اقبال جرم کیا، اور یہ بھی بتایا کہ اس کے ساتھ دبوس بن سعید طفیلی بھی تھا، تو اسے گرفتار کرایا گیا، پہلے برغوث اور اس کے رشتہ دار "رکاب" ان دونوں کو قتل کیا گیا اور پھر بعد میں جو قید سے بھاگ نکلا تھا، اسے بھی گرفتار کر کے قتل کر دیا گیا۔

عن بوغوث انہ قال کنت کلما توجہت فی حال ھربی لغیر جھۃ المدینۃ کانی اجد من یصدنی عن ذالک واذا قصدت جہت المدینۃ تیسرت لی کان شخصا یقودنی الیہا حتی دخلتہا۔ (ص۵۸۹ ایضا)	برغوث کا کہنا تھا کہ جب میں مدینہ کے علاوہ کسی دوسری طرف رخ کرکے بھاگتا تو معلوم ہوتا کہ کوئی مجھے روک رہا ہے اور جب مدینہ کا رخ کرتا تو بڑی آسانی ہو جاتی اور مجھے معلوم ہوتا کہ کوئی مدینہ کی طرف کھینچے لئے جا رہا ہے۔ یہاں تک کہ میں مدینہ میں داخل ہو گیا۔

(۵) عبیدی دور حکومت کے چھٹے حکمراں "الحاکم" کو بعض اعداء صحابہ نے یہ رائے دی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے اجساد مبارکہ کو مدینہ سے مصر منتقل کر دیا جائے اور عالی شان گنبد تعمیر کرکے اس میں انھیں رکھ دیا جائے۔ اس طرح مصر کی رونق دوبالا ہو جائے گی اور خلق خدا ان کی زیارت کے لئے ٹوٹ پڑے گی۔ الحاکم نے ایک نادرۂ روزگار عمارت تعمیر کی اور ابوالفتوح نامی ایک شخص کو یہ مہم سر کرنے کے لئے مدینہ منورہ بھیجا۔

جب وہ مدینہ پہنچا تو حسن اتفاق اور خوبی قسمت سے قاریوں کی ایک جماعت سے اس کی ملاقات ہو گئی۔ ایک قاری نے خوش الحانی سے یہ آیت تلاوت کی "الا تقاتلون قوما نکثوا ایمانہم وھموا باخراج الرسول، ان کنتم مومنین۔" (پ رکوع)، تم ان کے ساتھ جنگ کیوں نہیں کرتے جنھوں نے اپنی قسمیں توڑ دیں اور اللہ کے رسول کو نکالنے کا ارادہ کیا، اگر تم صاحب ایمان ہو۔

ابوالفتوح پر اس آیت کریمہ کا اتنا اثر ہوا کہ وہ اس رذیل اور کمینہ حرکت سے باز آ گیا، اور اس نے کہا کہ میرا سر قلم ہو جائے جب بھی میں ایسا نہیں کر سکتا۔ اسی شب میں اتنا زبردست طوفان آیا کہ معلوم ہوتا تھا کہ زمین اپنی جگہ سے ٹل جائے گی، اونٹ اور گھوڑے آندھی کے زور سے ایک جگہ سے دوسری جگہ چلے جاتے۔ ابوالفتوح کا دل کانپ اٹھا اور اس نے صدق دل سے توبہ کر لی۔ (وفاء الوفا)

(۶) مشہور مورخ اور غیر مقلد عالم نواب صدیق حسن خاں بھوپالی نے سعودیوں (وہابیوں) کے

جبر اور ان کی گستاخیوں کا اس طرح ذکر کیا ہے،

ثم قصد المدينة المنورة و نازلها اياما فدخلها والزم اهلها الجزية وجرد ضريح النبي صلى الله عليه وسلم مما في خزائنه وذخائره ونقلها الى الدرعية قيل بلغت مقدار ستين وقر جمل هكذا فعل ايضا بضريحي ابي بكر وعمر رضي الله عنهما (ص ۳۰۵، التاج المكلل مطبوعہ بمبئی ۱۳۸۳ھ)

پھر اس (سعود بن عبد العزیز) نے مدینہ طیبہ کا رخ کیا، اور کئی روز تک مدینہ طیبہ میں جنگ کر کے وہ مدینہ منورہ میں داخل ہو گیا اور باشندگان مدینہ پر اس نے "جزیہ" لازم کر دیا اور روضۂ رسول علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں جتنے خزانے اور ذخیرے تھے سب اٹھا کر "درعیہ" لے گیا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ سب ساٹھ اونٹوں کا بوجھ تھا، حضرت ابو بکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی قبروں کے ساتھ بھی اس نے ایسا ہی کیا۔

(۷) علامہ سید احمد بن زینی دحلان مکی شافعی لکھتے ہیں:۔

ودخلوا مكة في اواخر ذي القعدة سنة عشرين وتملكوا المدينة على ساكنها افضل الصلوٰة والسلام وانتهبوا الحجرة واخذوا ما فيها من الاموال وفعلوا افعالا شنيعة - (فتنة الوہابیہ)

وہابی اواخر ذی القعدہ سنہ ۲۰ھ میں مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور مدینہ طیبہ پر قابض ہو گئے، اور حجرۂ نبوی میں جتنے اموال تھے سب لوٹ کر لے گئے، اور بڑی قبیح و شنیع حرکتیں کیں۔

(۸) مشہور روزگار عارف باللہ حضرت شیخ ضیاء الدین احمد قادری مہاجر مدنی مد ظلہ العالی

جو تقریباً پچہتر سال سے حجاز مقدس میں مقیم ہیں وہ اپنے ایک انٹرویو میں فرماتے ہیں،۔

۱۳۴۴ھ میں سعودی خاندان کی اور شریف مکہ کی جنگ ہوئی، اس جنگ میں البتہ ہزاروں مسلمان شہید ہوئے، بلکہ گنبد خضریٰ پر بھی گولی چلی، بہت سے لوگ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ سے ہجرت کر گئے، شریف مکہ کو شکست ہوئی، اور سعودی حکومت جو نجدیوں کی ہے برسر اقتدار آئی، یہ لوگ ابن عبدالوہاب نجدی کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں، اور اسی کے عقیدے پر گامزن ہیں،۔ (۱۹۶۵ء جنگ آزادی ۵۷ء نمبر۔ ماہنامہ ترجمان اہل سنت کراچی، جولائی ۱۹۷۵ء)

انشاء اللہ وہ دن دور نہیں جب آل سعود کا تخت حکومت اور اس کی مطلق العنانیت کا جنازہ ریاض کی شاہراہوں سے بڑی ذلت و رسوائی کے ساتھ اٹھے گا اور ساری خدائی اس کے عبرتناک انجام کا چشم سر سے مشاہدہ کرے گی۔۔

انہدام گنبد خضرا کا قیامت آشوب منصوبہ

وہابی عقاید و خیالات کی ترویج و اشاعت کے لئے سعودی حکومت کی نگرانی اور اس کے مصارف سے بے شمار کتابیں لکھی جا رہی ہیں، مشہور وہابی عالم احمد بن حجر آل البوطامی قاضی محکمۂ شرعیہ قطر نے اسی موضوع پر "الشیخ محمد بن عبد الوهاب وعقیدته السلفیة ودعوته الاصلاحیه وثناء العلماء علیه" کے نام ایک کتاب لکھی ہے، جس کی اہمیت کا اندازہ آپ یوں کر سکتے ہیں کہ عبدالعزیز بن عبداللہ الباز رئیس الجامعۃ الاسلامیہ مدینہ منورہ کی تصحیح اور اس پر اس کی تقدیم ہے، اور شاہ فیصل بن عبدالعزیز آل سعود کے حکم سے اسے طبع کر کے پوری دنیا میں مفت تقسیم کیا جا رہا ہے، اس میں تحریر ہے، ۔

حرم الشیخ: البناء علی القبور	شیخ (محمد بن عبدالوہاب نجدی) نے قبروں
وکسوتها، وتعلیق الستور علیها	کے قریب تعمیر، قبروں پر کپڑے اور
واسراجها، والکتابة علیها و	چادر ڈالنا، وہاں چراغ جلانا، کتبہ
اقامة السدنة حولها وزیارتها	لگانا، مجاور بیٹھانا، اور اس کی زیارت

(ص ۴۵، الشیخ محمد بن عبد الوہاب مطبعہ الحکومۃ بمکۃ المکرمۃ ۱۳۹۵ھ) — کرنا، ان سب کو حرام قرار دیا۔

کچھ آگے رقم طراز ہے۔ ۔

"وامر الشیخ بھدم تلک القبب المبنیۃ" (ص ۴۶، الشیخ محمد بن عبد الوہاب) — "شیخ النجدی نے ان (قبروں) پر بنے ہوئے گنبدوں کو ڈھا دینے کا حکم دیا ہے"۔

چنانچہ ان کا عقیدہ ہے کہ "مزارات کے اوپر تعمیر شدہ قبے شرک و الحاد کا سبب ہیں اور اسلام کی عمارت ڈھانے کا سب سے بڑا ذریعہ ہیں" (ص ۲۵۶ فتح المجید مطبوعہ ریاض)

اس لئے یہ گنبد چاہے ولی کے مزار پر ہوں یا نبی و رسول اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے مزارات مقدسہ پر ہر ایک کو ڈھا دینا وہابیوں کے نزدیک واجب ہے۔

جیسا کہ کتاب مذکور میں ابن عبد الوہاب نجدی کے پوتے عبد الرحمٰن بن حسن المتوفی ۱۲۵۸ھ نے لکھا ہے،

وقال ابن القیم رحمہ اللہ یجب ھدم القباب التی بنیت علی القبور — قبروں پر جو گنبد تعمیر کئے گئے ہیں، انھیں ڈھانا واجب ہے۔ ۔

(ص ۳ ایضاً)

اسی عقیدہ کو عملی شکل دینے کے لئے سعودیوں نے حجاز مقدس کے "سیکڑوں گنبد شہید کر ڈالے" اور یہ اعلان کر دیا کہ عالم اسلام چاہے خوش ہو یا ناراض ہم اپنا یہ فریضہ انجام دے کے رہیں گے۔ ۔

حد یہ ہے کہ اسی جذبہ کے تحت امام عالی مقام شہید کربلا رضی اللہ عنہ کا قبۂ مبارکہ یہ سعودی وہابی شہید بھی کر چکے ہیں۔ ۔

وفی سنۃ ۱۲۱۵ھ غزا سعود بن عبد العزیز بامر والدہ العراق واوقع خسائر ھائلۃ باھل کربلا و — ۱۲۱۵ھ میں سعود بن عبد العزیز نے اپنے والد کے حکم سے عراق پر حملہ کیا، اہل کربلا کو ہولناک نقصانات اور

هدم قبة قبر الحسين، (ص ۳۰ الشیخ محمد بن عبد الوہاب)۔

اور خسارے میں ڈالا۔ اور حسین رضی اللہ عنہ کے روضہ کے گنبد کو منہدم کر دیا۔

اہل حدیث عالم نواب صدیق حسن خاں بھوپالی جن کے تعلقات اہل عرب سے بڑے قریبی تھے، بہت سے اہل علم ان کے دوست تھے اور پیش آنے والے حالات وقائع سے انھیں مکمل واقفیت تھی، وہ لکھتے ہیں:۔

والزم اهلها الدخول فی الدعوة الوهابية وهم سعود بتخريب قبة الضريح النبوی ولم يفعل، وامر ان لا يحج الی البيت الامن كان وهابيا وشدد بمنع العثمانيين من دخولها فانقطع الحج بضعة سنين وتوقف حجاج الشام والعجم عن اتمام فريضتهم مخافة اضرار الوهابية بهم، (ص ۳۰۶ التاج المکلل)

اس (سعود) نے اہل مدینہ کو وہابی دعوت میں شمولیت پر مجبور کیا، اور سعود نے گنبد خضرا کے انہدام و تخریب کا ارادہ کیا مگر وہ ایسا نہ کر سکا، اور اس نے یہ حکم جاری کر دیا کہ صرف وہابی ہی حج کر سکتے ہیں، اور عثمانیوں (ترکوں) کے حج اور ان کی آمد پر سخت پابندی لگا دی، جس سے کئی سالوں تک ان کے حج کا سلسلہ بند رہا، شام اور عجم کے حجاج وہابیوں کی ایذا رسانی کے خوف سے اپنے فریضہ حج کی ادائیگی نہ کر سکے۔

علامہ احمد بن علی البصری، "فصل الخطاب فی رد ضلالات ابن عبد الوہاب"۔ میں فرماتے ہیں:۔

انه يقول لو اقدر على حجرة الرسول صلى الله عليه وسلم لهدمتها۔ یعنی ابن عبد الوہاب نجدی کہتا ہے کہ اگر مجھے حجرۂ رسول علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر قبضہ و تصرف کا موقع ملے تو میں اسے ڈھا دوں گا۔

(ص ۲، اہلاک الوہابیین علی توہین قبور المسلمین ۱۳۲۲ھ، مرتبہ مولانا عمر الدین ہزاروی حسنی پریس بریلی)

حضرت مولانا محمد انوار اللہ خاں بہادر حیدر آبادی اپنی کتاب انوار احمدی جسے از اول تا آخر ایک ایک جملہ پڑھ کر اور اسے اپنے مذہب کے مطابق بتا کر حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے شاندار تقریظ لکھی اور آپ ہی نے اس کتاب کا یہ نام بھی رکھا ہے، اس میں تحریر فرماتے ہیں۔

"شیخ سلیمان بن سحیم حنبلی نے جو معاصر ابن عبد الوہاب کے ہیں، ایک استفتاء کیا، جس کا جواب علامہ احمد بن علی قبنانی نے دیا ہے۔ استفتاء میں لکھا ہے کہ ابن عبد الوہاب نے یہاں اقسام کی بدعتیں نکالی ہیں، اور لوگوں کو گمراہ کرنے پر کمر باندھی ہے، منجملہ ان کے چند یہ ہیں،

اس کا قول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر لفظ "سیدنا" کہنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے، (اس کے اس قول کا ذکر دوسرے علماء نے بھی کیا ہے، اختر) اور کہتا ہے کہ کبھی جو قدرت ہو گی، قبہ شریف کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ڈھادے گا، زید بن خطاب اور ان کے ساتھ والی قبروں کو کھود ڈالا۔

غرضیکہ اس کی بے باکیاں اور گستاخیاں کوئی شمار وحساب نہیں رکھتیں، اس سے بڑھ کر کیا ہو کہ خود آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت کمال بے ادبی کے الفاظ کہتا ہے اور سن کر چپ رہتا ہے،

(ص ۳۳، انوار احمدی، ناشر محمد اسلم علوی، ڈجکوٹ روڈ، لائل پور، پاکستان)

ڈاکٹر عاشق حسین بٹالوی کا کہنا ہے کہ "عبد العزیز نے مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، کربلائے معلیٰ پر بھی قبضہ کر لیا، اس حرکت سے عالم اسلام کی آبادی میں غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی،

عبد العزیز نے خانۂ کعبہ کا غلاف اتار کر اسے برہنہ کر دیا، ۱۸۰۴ء میں عبد العزیز ایک ایرانی کے ہاتھ سے جس کا نام عبد القادر تھا، قتل ہو گیا، اس کے بعد اس کا بیٹا جو اس سلسلہ کا تیسرا سعود ہے تخت پر بیٹھا اس نے من وعن باپ کے مسلک کی پابندی کی اور وہابی عقائد کی ترویج کی خاطر ہر قسم کے جبر وتشدد کو روا رکھا۔

مثلاً اس نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزار اقدس کو بالکل برہنہ کر دیا، اور وہاں کے تمام خزانے لوٹ لئے اور اس بیش قیمت سامان کو ساٹھ اونٹوں پر لاد کر اپنے

دار السلطنت بھیج دیا، یہی سلوک اس نے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے مزاروں کے ساتھ کیا۔

حدیہ ہے کہ اس نے مزار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قبہ کو بھی گرا دینے کا ارادہ کر لیا تھا، لیکن پھر بعض وجوہ سے اس مذموم ارادے کی تکمیل نہ ہو سکی۔ (ملخص روزنامہ امروز لاہور، ۱۴ اگست ۱۹۵۶ء)

ایک سوال وجواب کی روشنی میں ان کا مسلک ملاحظہ فرمائیں،

سوال: قبور کا پختہ بنانا اور ان پر عمارات و قبہ در روشنی و فرش وغیرہ جو کچھ لوگ کرتے ہیں، قابل بیان نہیں، حالانکہ امور مذکورہ کے منع شدید میں احادیث صحیحہ وارد ہیں، اور فاعلین پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی لعنت فرمائی، مگر پھر لوگ تکذیب احادیث کر کے اپنے فعل کی حجت پر قبور انبیاء علیہم السلام بالخصوص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و اولیائے کرام، صحابہ و ائمہ مجتہدین کو پیش کرتے ہیں، اور متبع احادیث وسنت کو منکر انبیاء و اولیاء کہتے ہیں، اور درپئے ایذا رسانی ہوتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ حرمین اور عرب میں جا کر خلاف شرع ان کو نہیں کہتے، کیا قرآن و حدیث وہاں نہیں ہے؟

لہذا عرض ہے کہ عرب و ہند میں اگر علماء مذکورہ کا منع ہونا نہ بیان کریں تو یہ کیا حجت جواز ہو سکتا ہے۔

اس سوال کا جواب دیتے ہوئے، ہند و پاک کے مستند ترین اور مشہور دیوبندی عالم مولوی رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے کہ،

الجواب: ہر گاہ کہ احادیث میں ممانعت ان امور کی وارد ہے، پھر کسی کے فعل سے وہ جائز نہیں ہو سکتے، اور اعتبار قرآن و حدیث و اقوال مجتہدین کا ہے نہ افعال مخالف شرع کا۔

اگر عرب اور حرمین میں امور غیر مشروع خلاف کتاب وسنت رائج ہو گئے تو جواز ان کا نہیں ہو سکتا،

اور وہاں ان بدعات کو کوئی منع نہ کر سکے تو یہ حجت نہیں ہو سکتی، اس پر سکوت کی کوئی وجہ نہیں،

کتاب وسنت سے رد کرنا چاہئے،" واللہ تعالیٰ اعلم، رشید احمد عفی عنہ (ص ۱۰۰، کتاب البدعات فتاویٰ رشیدیہ اول، کتب خانہ رحیمیہ سنہری مسجد دہلی)

یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ نجدی وہابیت، اور سہارنپور کی دیوبندیت میں اتنی فکری ہم آہنگی اور عقائد و نظریات کا اتنا اتحاد ہے کہ سوائے بعد مکانی کے اور کوئی چیز درمیان میں حائل نہیں، ان کی ہزاروں تحریریں اس حقیقت پر شاہد عادل ہیں۔

سوال یہ ہے کہ، جب اولیائے کرام، ائمہ مجتہدین، صحابۂ کرام، انبیاء علیہم السلام اور بالخصوص رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبور مبارکہ پر عمارات اور قبے ہیں، اور اس متواتر عمل تعمیر کا یہ کھلا ہوا مطلب ہے کہ اسلاف کرام اسے جائز سمجھتے رہے ہیں، تو پھر یہ بتایا جائے کہ اجماع امت کس چیز کا نام ہے،

بقول مجیب یہ چیزیں بدعات ہیں تو پھر قرن اول سے لے کر آج تک پوری امت مسلمہ ان عظیم بدعات کا شکار رہی ہے، اور کسی دماغ میں یہ بات نہ آئی کہ وہ انھیں بدعات سمجھ کر منع کرسکے،

سوائے وہابیان نجد یا ان کے ائمہ متقدمین کے جنھوں نے صحابۂ کرام ازواج مطہرات تابعین تبع تابعین وغیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سیکڑوں قبروں کو توڑ پھوڑ کر برابر کردیا، سوال اور جواب دونوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارکہ اور قبۂ مقدسہ کو بھی غیر مشروع اور بدعت شمار کرکے کتاب البدعات میں ان کا ذکر کیا گیا ہے،

اب آپ جواب کی خط کشیدہ عبارت پڑھئے، کیا وہ کھلے بندوں اس بات کا اعلان نہیں کر رہی ہے کہ بصورت استطاعت اس بدعت اور غیر مشروع چیز کو فوراً نیست و نابود کردیا جائے، ہاں جب تک استطاعت نہیں ہے اس وقت تک محض کتاب وسنت سے (بقول خود) اور جب استطاعت ہوجائے تو پھر..... نعوذ باللہ من ذالک۔

دیوبندی جماعت کی مرکزی درسگاہ کا فتویٰ یہ ہے "قبور پر گنبد اور فرش پختہ بنانا ناجائز اور حرام ہے، اور جو اس فعل سے راضی ہوں گنہ گار ہیں،" (ص ۱۴۳، ج ۱، فتاوی دار العلوم دیوبند سہارنپور

نجد سے لے کر دیوبند تک کی پوری وہابی امت اپنی اس ذہنیت کا صاف صاف اعلان
کر رہی ہے کہ جب بھی موقع ملا وہ بلا پس و پیش اپنا یہ ایمان سوز اقدام کر ڈالیں گے۔۔
علمائے اسلام ان کی اس سازش اور ناپاک ارادہ کو آغاز امر ہی سے بھانپتے چلے آرہے ہیں
اور آج ہی کی طرح انھوں نے ہر دور میں اپنی صدائے احتجاج بلند کی۔۔
علامہ سید ابراہیم الراوی الرفاعی نے علماء و مشائخ اسلام کی تشویش اور روحانی درد و کرب
کا اظہار آج سے تقریباً نصف صدی پیشتر ہی اس طرح فرمایا ہے۔۔

ایقاظ: لم یبق من المشاهد التاریخیة
فی الحرمین بعد الکعبة الا القبة
النبویة التی هی بیت سید المرسلین
بل بیت الدین ومن اعظم ما یخشاه عقلاء
المسلمین اذا تغلبت علی سیاسة
ابن سعود الاکثریة النجدیة
وعینئذ (لا سمح الله) تمتد ایدی
هؤلاء الجهلة بالسوء لهدم
القبة النبویة وامتهان هذه
الحجرة المحمدیة التی تضم ضریح
رسول رب العالمین والتی هی
مهبط الوحی والتنزیل وطالما
تردد الیها جبریل،
وعند ذالك لا سمح الله
یلطخ بالمسلمین العار الذی

حرمین شریفین میں کعبہ مقدسہ کے بعد
تاریخی مشاہد و مقامات میں صرف گنبد
خضرا ہی باقی رہ گیا ہے، وہی جو حضور
سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی آرام
گاہ ہے، بلکہ دین کا مستقر اور ماوی
و ملجا ہے مسلم علما اور دانشوروں کو سب
سے بڑا خطرہ اس بات کا ہے کہ جب
ابن سعود کے انتظامی امور اور سیاسی
معاملات پر نجدی اکثریت کا تسلط
ہو جائے گا، تو پھر (خدا نہ کرے) ان
گستاخ اور دین و مذہب سے بے بہرہ
نجدیوں کے ناپاک ہاتھ گنبد خضرا کے
انہدام و تخریب کی طرف بڑھیں گے
اور یہ حجرۂ نبوی جس میں رسول رب
العالمین کی قبر مبارک اور مہبط وحی

لا تمحوہ الادوار ولا سیما بملوک
الاقطار ویصیر لدی ذالک
ما أتم مادام لیل ونہار۔
(ص ۲۰ و ۲۱، الاوراق البغدادیۃ
فی الحوادث النجدیۃ۔ للشیخ السید
ابراھیم الراوی الرفاعی طبع
ثانی، ۱۳۹۶ھ)

وتنزیل ہے، جس میں بارہا سید الملائکہ
جبریل امین خدا کی طرف سے آئے گئے ہیں،
اس مبارک ومقدس حجرۂ رسول کے ساتھ
بھی یہ نجدی گستاخی سے پیش آئیں گے، اس
وقت (خدا نہ کرے) مسلمانوں اور بالخصوص
مسلم ممالک کے حکمرانوں کی پیشانی پر کلنک کا
ایسا ٹیکہ لگ جائے گا، جسے گردش زمانہ
مٹاتے مٹاتے نہ مٹا سکے گی، اور قیام قیامت
تک مسلمان اپنی اس بےحسی اور گستاخان
رسول کی قیامت آشوب جسارت پر گریہ
وماتم کرتے رہیں گے۔

اٹھو وگرنہ حشر نہ ہوگا پھر کبھی
دوڑو زمانہ چال قیامت کی چل گیا

عالم اسلام کے لئے ایک لمحۂ فکریہ

ان طویل تاریخی اور واقعاتی حقائق وشواہد کی روشنی میں آپ بطور خود اب یہ فیصلہ کرچکے ہوں گے کہ نجدیت وسعودیت نے مذہبی اور سیاسی دونوں میدانوں میں مسلسل غارت گری کی ہے، اور مسلمانان عالم کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے کتاب وسنت کا بار بار نام لیا جارہا ہے، تاکہ اہل اسلام کو فریب میں مبتلا رکھ کر اپنی سیاسی زندگی دراز سے دراز تر کی جاسکے، دنیا جانتی ہے کہ انھوں نے اپنے سیاسی حریف ترکوں کو حرم میں بھی امن وامان سے چند ساعت نہ رہنے دیا، بلکہ وہاں بھی ان کے اوپر ظلم وستم روا رکھا، اور نہ جانے کتنے ترکوں کو حرم کعبہ کے اندر قتل کر ڈالا، مشائخ عظام اور سابق ائمہ وقضاۃ حرمین شریفین جو ان کے مذہبی حریف تھے، انھیں چن چن کر نہایت بے دردی سے

ذبح کر ڈالا۔ اور ان کی مقدس لاشوں کو کھلے میدان میں پھینک کر اپنی سنگدلی اور شقاوت قلبی کا تاریخ عالم میں ایک نیا باب قائم کیا۔

اور اب وہابیت کے فروغ کے لئے سعودی حکومت نے اپنے تمام وسائل و ذرائع جھونک دیئے ہیں، اندرون ملک کا سارا دینی نظام، اور تمام تر مذہبی ذمہ داریاں اور وزارت اسلامی امور کے جملہ مناصب آل الشیخ بن عبدالوہاب نجدی کے حق میں مخصوص کر دیئے گئے ہیں۔ اور انھیں کے اشارہ ابرو پر احکام و مسائل شرع کا استنباط اور ان کا نفاذ ہوتا جا رہا ہے۔ کئی ہزار وہابی علماء کو حکومت سعودیہ نے پوری دنیا میں حشرات الارض کی طرح بکھیر دیا ہے، جن کی تنخواہ اور سارے اخراجات سعودی ریال سے پورے کئے جاتے ہیں، ایشیا و افریقہ اور یورپ و امریکہ کے اندر ان پھیلے ہوئے نمائندوں کے ذمہ یہ خدمت سپرد کی گئی ہے کہ وہ اسلام کے نام پر ساری کائنات میں وہابیت کے جراثیم پھیلا کر آل سعود کو "خلیفۃ المسلمین" بنانے کی فضا ہموار کریں، اور ملک در ملک مساجد و مدارس کی تعمیر اور باصلاحیت افراد کو اپنا ہمنوا بنانے کے لئے جتنے مصارف کی ضرورت پڑے، سعودی حکومت کا خزانۂ عامرہ اس کے لئے بسر و چشم ہمہ وقت حاضر اور تیار ہے،

عالم اسلام کا مرکز اصلی چونکہ حرمین طیبین کی مقدس سرزمین ہے، اس لئے اس پر نجدیوں کے قبضہ و تسلط کی وجہ سے بلاد اسلامیہ کے سربراہوں اور فرماں رواؤں کو بھی ہاں میں ہاں ملانے کی تباہ کن عادت پڑ چکی ہے، اور نجدیوں کے خلاف کسی کو کچھ کہنے کی ہمت نہیں پڑتی، اور اس اثر کی وجہ سے بیشتر علماء و فضلاء کے قلم بھی یہ جرأت نہیں کر پا رہے ہیں کہ نجدیوں کے عقائد و نظریات کے سلسلے میں اپنے ضمیر کے فیصلہ پر کھل کر اظہار حقیقت کر سکیں، مگر اس مصلحت بیں دنیا کو ہوش میں آجانا چاہئے، کہ اب پانی سر سے اونچا ہو چکا ہے، صبر و ضبط کے پیمانے لبریز ہو چکے ہیں، کہ بہت سی مساجد اور حضرات صحابۂ کرام کے قبۂ مزارات کے بعد ان ظالم نجدیوں کی آنکھیں گنبد خضرا کی طرف بھی بے دھڑک اٹھنے لگی ہیں، اور اپنے دنیاوی و سیاسی اثرات کی بنیاد پر یہ ظالم اپنے دیرینہ منصوبہ کو بروئے عمل لانے کا مناسب وقت دیکھ رہے ہیں۔

دنیا بھر میں پھیلے ہوئے کروڑوں اہل ایمان اور جاں نثاران گنبد خضریٰ نے اگر ذرا بھی غفلت سے کام لیا تو پھر کلیجہ پر سل رکھ انھیں قیامت صغریٰ کا ہولناک منظر بھی اپنی ان ماتھے کی آنکھوں سے دیکھنا ہوگا، اور یاد رکھنا چاہئے کہ نجدیوں کا یہی وہ آخری نشانہ ہے جس کے لئے انھوں نے اتنی کوشش اور جانفشانیاں کی ہیں، حرم کعبہ اور مسجد نبوی پہ اس امت کے یہود اور بیت المقدس پہ اسرائیلیوں کا غاصبانہ تسلط کیا اب بھی ہمیں بیدار کرنے کے لئے کافی نہیں، آخر ہمیں کب ہوش آئے گا، جب قیامت سر سے گذر چکی ہوگی ؟، للہ اب بھی وقت ہے، گنبد خضرا کے بام و در ہمیں آواز دے رہے ہیں، اور حرم کعبہ کی یہ فریاد اب عالم اسلام کے چپے چپے میں گونج اٹھی ہے، ؎

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے نیل کے ساحل سے لیکر تابخاک کاشغر

آخری وارننگ

گنبد خضریٰ سرور قلب و نظر اور راحت دل و جاں ہے، اس کا تصور ہماری ایمانی زندگی میں تازگی و شادابی کا داعی اور اس کا نظارہ شگفتگیٔ دین و ایمان کا باعث ہے۔

ہم تمام مسلمانان عالم کے دلوں کی دھڑکن بن کر سعودی حکمرانوں کو یہ آخری وارننگ دیتے ہیں کہ اگر ان کے گستاخ اور ناپاک ہاتھ (خدانہ کرے) گنبد خضرا کی طرف بڑھے تو پھر آل سعود کی شہنشاہیت آخرت میں تو ذلیل و رسوا ہو کر جہنم کا ایندھن بنے گی ہی، لیکن اس سے پہلے ہی اس دنیا میں عشق رسالت رکھنے والے غیرت مند مسلمان اس کی زندگی کے سارے تار و پود بکھیر ڈالیں گے، اور تخت سلطنت کا ایک ایک اینٹ چکنا چور ہو کر فضا میں اس طرح منتشر ہو جائے گی کہ پھر کہیں اس کا ایک ذرہ بھی نظر نہ آئے گا

میرا وجدان یوں کہہ رہا ہے کہ انشاء اللہ العزیز یہ دن آنے سے پہلے ہی آل سعود کی زندگی کا چراغ گل ہو جائے گا، دنیا ان کے عبرتناک انجام کی خاموش تماشائی ہوگی، اور ان دنوں کا یہ کھٹکتا ہوا کانٹا ایک نہ ایک دن خود گردش ایام کا شکار ہو جائے گا۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز۔

المجمع الاسلامی مبارک پور

عرصۂ دراز سے یہ ضرورت محسوس کی جارہی تھی کہ اہل سنت وجماعت کا کوئی ایسا تصنیفی ادارہ قائم کیا جائے، جو دینی وعلمی کتابیں تصنیف کرکے انھیں منظر عام پہ لائے، جماعتی فکر ومزاج کو اہل علم اور دانشور طبقہ تک پہنچانے کا انتظام کرے اور مسلمانوں کی ضروریات کے مطابق لٹریچر تیار کرکے انھیں ہر حلقے میں پہنچانے کی تدابیر اختیار کرے۔

الحمد للہ کہ انھیں نیک مقاصد کے تحت "المجمع الاسلامی" کی تشکیل کی گئی، اور عربی واردو میں اس کی کئی کتابیں منظر عام پر آکر علماء وفضلاء سے خراج تحسین حاصل کرچکی ہیں، متعدد تصانیف زیر ترتیب وتدوین ہیں، کئی ایک کی کتابت ہوچکی ہے، اور اس کا ایک عظیم تصنیفی منصوبہ ہے، جسے آپ ابھی ملاحظہ فرمائیں گے۔

خدا کا شکر ہے کہ علمائے کرام اور جدید تعلیم یافتہ طبقہ کے ساتھ ہی عام باشعور مسلمانوں کی طرف سے اس مبارک اقدام کو سراہا جارہا ہے اور اب تک ہمیں مبارک بادی کے سیکڑوں خطوط موصول ہوچکے ہیں، اس کے مخلص ارکان مولانا عبد المبین نعمانی مصباحی، مولانا محمد احمد اعظمی مصباحی، مولانا افتخار احمد قادری اور راقم سطور یسین اختر مصباحی کو اضافۂ علم وعمل کی دعاؤں سے نوازا جارہا ہے۔

رب کائنات اپنے دین کی سربلندی اور سرفرازی کے لئے ان مخلصین کی دعائیں قبول فرماکر ہم سب کو علم وفضل کی برکتوں سے نوازے، تمام علمائے اہل سنت کی زبان وقلم میں توانائی عطا فرمائے اور "المجمع الاسلامی" کو شب وروز ترقیاں مرحمت فرماتے ہوئے اس کے میدان عمل کو وسیع سے وسیع تر بنائے، آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین، علیہ الصلوٰۃ والتسلیم،

اختر اعظمی

۵/ نومبر ۱۹۷۹ء مبارک پور اعظم گڑھ،

المجمع الاسلامی

کی مطبوع اور زیر ترتیب تصانیف

تدوین القرآن

از مولانا محمد احمد اعظمی مصباحی:

قرآن حکیم کے جمع و ترتیب کی تاریخ، اختلاف قراءۃ کی حقیقت، معوذتین کی قرآنیت اور بہت سے اہم مباحث پر علمی و تحقیقی مقالہ، شبہات منکرین کا تنقیدی جائزہ، اہل اسلام کی تقویت و اطمینان کے پرنور دلائل، زبان و بیان سنجیدہ و متین، طرز تحریر علمی اور عام فہم، اس موضوع پر لکھی جانے والی کتابوں میں ایک وقیع فنی تحقیقی کارنامہ، جسے اہل علم اور قرآنی علوم و معارف پر نظر رکھنے والے ارباب فکر و دانش تحسین و آفریں کی نظروں سے دیکھیں گے۔

فضائل القرآن

از مولانا افتخار احمد قادری مصباحی،

قرآنی آیات اور سورتوں کے فضائل کا ذکر تفاسیر و احادیث اور دیگر کتب دینیہ میں جابجا منتشر تھا، وقت جمع و ترتیب کی وجہ سے تفصیل کے ساتھ سورتوں کے فضائل پر مشتمل اب تک اردو زبان میں کوئی کتاب ہمارے سامنے نہ تھی، اصحاب علم و مطالعہ اور مسلمانوں کی وسعت معلومات کیلئے قرآن حکیم کی سورتوں کے فوائد و اثرات کو بڑی محنت و عرق ریزی کے ساتھ اس وقیع مجموعہ میں یکجا کر دیا گیا ہے، جس تلاش و جستجو اور تحقیق و دیدہ وری کے ساتھ یہ خدمت انجام دی گئی ہے، اس کا صحیح اندازہ کتاب کے مطالعہ کے بعد ہو سکے گا، ایک قابل قدر اور قیمتی اضافہ اور اپنے موضوع پر ایک منفرد کتاب

قصص القرآن

از مولانا محمد عبد المبین نعمانی مصباحی،

تاریخی حکایات اور سچے واقعات سے انسان کا ذہن و دماغ اور اس کا قلب سلیم بڑی حد تک متاثر ہوتا ہے اور بسا اوقات انکی زندگی میں ان کے اثرات اس طرح نمایاں ہو جاتے ہیں کہ اخلاق و کردار میں ایک انقلاب عظیم رونما ہو جاتا ہے، انبیاء و مرسلین علیہم السلام اور گذشتہ اقوام و ملل کے عبرت خیز واقعات بڑی کد و کاوش کے ساتھ زیر ترتیب ہیں۔

اعجاز القرآن

از مولانا یسین اختر مصباحی،

قرآن حکیم کی فصاحت و بلاغت نے اس وقت بھی اہل عرب کو انگشت بدنداں بنادیا تھا، جب ان کی زبان اور شعر و خطابت کا آفتاب اقبال نقطۂ عروج پر تھا، اور اہل عجم ان کی معجز بیانی کے سامنے ورطۂ حیرت میں پڑے ہوئے خاموش تماشائی تھے، اور آج بھی اپنی تمامتر ترقیوں کے باوجود ساری کائنات اس کاروان علم و ادراک کی گرد تک بھی نہ پہنچ سکی، جہاں سے قرآن مقدس نے اپنے دلنشیں الفاظ اور ایمان افروز افکار و معانی کے مبارک و مقدس سفر کا آغاز کیا، کلام ربانی کے علمی و فنی اسرار و رموز اور لفظ و بیان کی لطافتوں کا ایک موثر اور تحقیقی جائزہ، ۔

اسلام اور کمیونزم

از مولانا یسین اختر مصباحی،

دنیا کی دلفریبیاں اپنے شباب پر ہیں، اور سادہ لوح مسلمانوں کے ایمان و اسلام کو آج جتنا خطرہ لاحق ہے، شاید اس سے پہلے کبھی ایسا نہ رہا ہوگا، کمیونزم کا سیلاب عظیم اسلامی ممالک کے حدود سے گذر کر اب مسلم معاشرے میں داخل ہو رہا ہے، اسلامی تہذیب و تمدن کو صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کرنا اور مشرق کی خصوصیات زندگی پر شب خون مارنا اس کا اولین مطمح نظر ہے، الحاد و دہریت کا خوفناک عفریت اس کے زیر سایہ پروان چڑھ رہا ہے اور کمیونزم اب عالم انسانیت کا ایک ایسا ناسور بن چکا ہے، جس کے تصور ہی سے حساس روح بے چین اور مضطرب ہو جاتی ہے، کتاب و سنت اور عقل و استدلال کی روشنی میں بتلایا گیا ہے کہ اس تباہ کن نظام حیات سے دنیا کو محفوظ رکھنا ہی عین خدمت انسانیت ہے،

اسلام کا تصور آخرت

از مولانا یسین اختر مصباحی،

انسان کے اعمال کا دار و مدار اسکی نیت پر موقوف ہوا کرتا ہے، اور اسکے مطابق اس کی جزا و سزا کا فیصلہ بھی کاتب تقدیر کے یہاں سنایا جائیگا، شر و فساد کے وسوسوں کے سدباب اور جذبات خیر کو عملی شکل دینے کے لئے میزان عدالت کی حقیقت کا اعتراف ایک لابدی امر ہے، اور یہ ایک متفقہ حقیقت ہے کہ اسلام کا تصور آخرت ہی انسانی زندگی کو خیر و برکت سے نواز کر دنیا کو جنت نظیر بنا سکتا ہے، ۔

نورالایمان

ترجمہ از عربی ۔ افتخار احمد قادری، تصنیف مولانا عبدالحلیم فرنگی محلی م ۱۲۸۵ھ

زیارت قبور، استعانت بالرسول، تعظیم آثار مقدسہ، زیارت روضۃ النور، و دیگر مشاہد متبرکہ و مساجد مبارکہ، اور فضائل حرمین شریفین سے متعلق ٹھوس اور علمی دلائل پر مشتمل سنجیدہ اور عالمانہ بحث، جابجا تشریحی حواشی، مطبوعہ مبارکپور، و ساہیوال، پاکستان۔

الفضل الموہبی

تعریب از افتخار احمد قادری، تصنیف امام احمد رضا فاضل بریلوی،

قول حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ "اذا صح الحدیث فھو مذھبی" پر محققانہ اور فاضلانہ بحث، غیر مقلدین کے اعتراضات کے مسکت جوابات پر شدید علمی و فنی گرفت جس سے حضرت فاضل بریلوی کی محدثانہ عظمت بھی کھل کر سامنے آجاتی ہے، اور مخالفین کا معیار علم بھی اہل نظر پر واضح ہو جاتا ہے، ابتداءمیں مولانا قادری کے قلم سے انیس صفحات پر مشتمل حضرت فاضل بریلوی کا وقیع تعارف، مرکزی مجلس رضا لاہور اسے چھپوا کر مفت تقسیم کر رہی ہے،

امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں

از یسین اختر مصباحی

برصغیر ہندو پاک اور عالم اسلام کی ممتاز و نمایاں ترین ہستیوں، علماء و فضلاء، مفکرین اد مدبرین اور اصحاب شعر و ادب کے پیغامات اور اعتراضات و تاثرات پر مشتمل ایک گراں قدر دستاویز ۔ جسے ہندوپاک کے دانشور طبقہ نے قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا ہے

فاضل بریلوی کے مختصر حالات زندگی اور ان کے عظیم دینی کارناموں نیز علمی و تحقیقی اور ادبی کمالات و خصائص کا ایک اجمالی جائزہ، سنجیدہ و معتدل اور دلکش و باوقار اسلوب تحریر، مطبوعہ،

ارشادات اعلیٰ حضرت

از محمد عبدالمبین نعمانی،

اس کتاب میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی تصنیفات کے ہزاروں صفحات سے ان مسائل کو جمع کر دیا گیا ہے جن سے عوام غافل ہیں، یا مخالفین ان مسائل میں عوام کو فریب دیتے ہیں، اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن اور اس طرز کی مزید جلدیں عنقریب منظر عام پر آرہی ہیں، مطبوعہ، اعجاز بک ڈپو، ہوڑہ، ۔

المجمع الاسلامی

کا عظیم تصنیفی منصوبہ

زیر ترتیب کتابیں		ادارۂ تحریر
(۱)	سیرۃ الرسول	محمد یسین اختر مصباحی
(۲)	نبوت اور انبیاء	افتخار احمد قادری مصباحی
(۳)	ارکان اسلام	ارکان المجمع
(۴)	خلفائے راشدین	"
(۵)	ائمۂ اربعہ	"
(۶)	اعلام الہند (عربی)	"
(۷)	مجددین اسلام	محمد یسین اختر مصباحی،
(۸)	مذہب ایک فطری داعیہ	محمد احمد اعظمی مصباحی،
(۹)	اسلام کا نظام حلت وحرمت	عبد المبین نعمانی مصباحی،
(۱۰)	اسلام اور اصلاحی معاشرہ	"
(۱۱)	اسلام کا نظام تجارت	محمد احمد اعظمی مصباحی،
(۱۲)	اسلام ایک آفاقی پیغام	محمد یسین اختر مصباحی،
(۱۳)	اسلام اور اس کا درس مساوات	افتخار احمد قادری مصباحی،
(۱۴)	اسلامی علوم وفنون	"
(۱۵)	اسلامی اخلاق وآداب	محمد احمد اعظمی مصباحی،
(۱۶)	اسلام اور مستشرقین	محمد یسین اختر مصباحی،

المجمع الرضوی کا تاریخی سلسلۂ تالیف

زیر ترتیب کتابیں	ادارۂ تحریر
(۱) امام احمد رضا کا ترجمۂ قرآن	محمد یسین اختر مصباحی،
(۲) ،، ،، ،، اور علم کلام	محمد احمد اعظمی مصباحی،
(۳) ،، ،، ،، کا محدثانہ مقام	،، ،، ،،
(۴) ،، ،، ،، کا فقہی مقام	،، ،، ،،
(۵) ،، ،، ،، کی فقہی بصیرت	محمد یسین اختر مصباحی،
(۶) ،، ،، ،، کی تجدیدی خدمات	،، ،، ،،
(۷) ،، ،، ،، کی تحریروں میں ادب عربی کے عناصر	افتخار احمد قادری مصباحی،
(۸) ،، ،، ،، اور فتنۂ قادیان	محمد یسین اختر مصباحی،
(۹) ،، ،، ،، کی تصنیفات	عبد المبین نعمانی مصباحی
(۱۰) ،، ،، ،، کے معمولات	،،
(۱۱) تعریب فتاوی رضویہ جلد اول	محمد احمد اعظمی مصباحی،
(۱۲) ترجمہ از عربی، انباء الحی، للفاضل البریلوی	افتخار احمد قادری مصباحی،
(۱۳) حیاۃ الامام احمد رضا، (عربی)،	محمد یسین اختر مصباحی،
(۱۴) انتخاب کلام رضا،	اختر مصباحی و نعمانی،

کیوں رضا آج گلی سونی ہے

اٹھ! مرے دھوم مچانے والے

جد الممتار

از اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی،

یہ علامہ سید محمد امین الدین بن عابدین شامی (۱۱۹۸ھ ۱۲۵۲ھ) کے حاشیہ درمختار کا حاشیہ ہے، جو بلاشبہ شرح کا درجہ رکھتا ہے، مسائل کی تحقیق و تنقیح، اختلافات میں تطبیق علامہ شامی اور دیگر فقہاء کے تسامحات کی نشاندہی، باادب اور زوردار تنقید، مشکل مسائل کا تصفیہ سبھی کچھ اس میں موجود ہے،

اس حاشیہ کے ساتھ درج ذیل مقدمات (عربی زبان میں) شامل ہیں جن سے کتاب کی اہمیت (عظمت اور زیادہ نمایاں) ہو جاتی ہے۔

(۱) کلمۃ المجمع، از مولانا یٰسین اختر مصباحی، المجمع الاسلامی کے اغراض و مقاصد اور جد الممتار پر ارکان المجمع کی کوششوں اور محنتوں کا تذکرہ،

(۲) تعریف المصنف، از مولانا افتخار احمد قادری، مصنف کی حیات ان کی فقہی عبقریت اور علمی جامعیت کا تعارف،

(۳) تعریف الکتاب، از مولانا محمد احمد اعظمی، جد الممتار کی خصوصیات پر شاندار ریویو، جو بہت سے قارئین کے لئے رہنما کی حیثیت رکھتا ہے۔

(۴) تعریف العلامۃ الشامی، از مولانا محمد عبد المبین نعمانی، علامہ شامی کی حیات اور خدمات کا وسیع تذکرہ۔ پہلا اور دوسرا حصہ، عربی ٹائپ پر حیدر آباد دکن سے شائع ہو کر انشاء اللہ بہت جلد آرہا ہے

گنبد خضریٰ

از مولانا یٰسین اختر مصباحی،

آغاز بارہویں صدی ہجری میں شیخ نجدی نے اسلامی عقائد و نظریات اور مسائل اہلسنت کے خلاف ایک تباہ کن تحریک کا آغاز کیا، جس کی اتباع اور سیاسی پشت پناہی آل سعود نے کی اور خلافت عثمانیہ کو پارہ پارہ کر دیا، اور حرمین شریفین کے سیکڑوں مزارات اور قبوں کو زمین بوس کر کے نام و نشان تک مٹا ڈالا ۱۳۴۴ھ ۱۹۲۶ء میں ان کی مبغوض نگاہیں، گنبد خضرا کی طرف اٹھی تھیں، لیکن مسلمانان عالم کا غیظ و غضب درمیان میں حائل ہو گیا، ٹھیک اسی طرح آج آل سعود اور آل الشیخ نے سعد الحسین کے ذریعہ وہی پرانا فتنہ اٹھایا گیا ہے، جس کی قدرے تفصیل آپ کتاب کے اندر ملاحظہ فرمائیں۔ -

شعبۂ نشریات کی طرف سے....

ہماری مذہبی درسگاہوں میں عربی ادب کا جو نصاب تعلیم رائج ہے، اس میں نثر و نظم کی پڑھائی جانے والی کتابوں کا بیشتر حصہ ایسا ہے جس سے طالب علم کا اخلاق و کردار بری طرح مجروح ہوتا ہے، اور معیاری کتب ادب و دواوین کا نفس مضمون عموماً اسلامی روح سے خالی اور ناآشنا ہوتا ہے جس کا احساس و اعتراف سبھی ارباب علم و ادب کو ہے۔

اسی طرح سنی درسگاہوں کے نصاب میں مخالفین اور اغیار کی نئی کتابوں کا شمول بھی ہمارے جماعتی مزاج اور ملی غیرت و حمیت کے قطعاً خلاف ہے، ہمیں ہر محاذ پر اپنے علمی معیار اور تشخص کی بہر حال حفاظت کرنی ہے، اور کاروان علم و ادب کی قیادت کا جو گرانقدر فریضہ علمائے اہل سنت صدیوں سے انجام دیتے آرہے ہیں، اسے استحکام و فروغ دینے کے لئے ہمیں اس دور میں بھی میدان عمل میں آنا ہوگا،

یہ محض خیالات و تصورات نہیں ہیں، بلکہ ان مخلصانہ جذبات کی قوت تاثیر نے ادب و انشاد عربی کا اپنا پورا نصاب تیار کرنے پر ہمیں آمادہ کر لیا ہے، اور عملی طور پر ہم نے اپنی بھرپور کوششیں بھی شروع کر دی ہیں، باوجودیکہ اطمینان بخش حد تک نہ تو ہمیں مطالعہ کی ضروری کتابیں میسر آسکی ہیں، اور نہ ہی وسائل و ذرائع پورے طور پر ہمارا ساتھ دے رہے ہیں، پھر بھی خدا کا فضل عظیم اور اس کا بے پایاں شکر ہے کہ عربی ادب کی دو شاہکار کتابوں کا تحفہ لے کر ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہیں۔

الادب الجمیل | از افتخار احمد قادری، برائے درجہ خامسہ (جس میں نور الانوار و ملا حسن وغیرہ ہیں)

عہد اسلامی کی خالص عربی زبان کے ممتاز نثری نمونوں کے ساتھ دور جدید کا تغیر پذیر ادب بھی کمال انتخاب کے ساتھ اس میں پیش کر دیا گیا ہے، جس میں ادب کی چاشنی بھی ہے اور اسلام و سنت کی بھرپور ترجمانی بھی، نثر کے اعلیٰ مضامین کیساتھ نظم کا کچھ جاندار حصہ بھی شامل ہے، تعلق خاطر کے ساتھ اس کا مطالعہ عربی ادب کا صحیح ذوق پیدا کرتا ہے، کتاب کی افادیت کا صحیح اندازہ آپ مطالعہ کے بعد ہی کر سکیں گے، ۔ الادب الجمیل کا دوسرا حصہ زیر ترتیب ہے، انشاء اللہ اسی شان جامعیت کے ساتھ وہ بھی منظر عام پر آکر اہل علم سے خراج تحسین وصول کریگا؛

المدیح النبوی

(از مولانا یسین اختر مصباحی، برائے درجۂ سادسہ (جس میں جلالین مشکوٰۃ اور ہدایہ وغیرہ ہیں)

ہندوستان میں عربی نعتوں کے انتخاب کی پہلی اور کامیاب کوشش، سلیم الفطرت شخصیتوں کا نذرانۂ عشق و اخلاص، اور نفوس قدسیہ کے جذبات احترام و عقیدت کا ایک خوبصورت وشاداب گلدستہ، اپنے طرز کا منفرد اور بیش قیمت مجموعۂ کلام، جس میں عہد رسالت سے پہلے اور بعد کی ممتاز اور دلکش و دلآویز نعتیں پیش کر دی گئیں ہیں، اس انتخاب میں ادب عربی اور شاعرانہ حسن بیان کا اعلیٰ معیار بھی ہے اور عشق و محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے روح پرور اور ایمان افروز احساسات و جذبات کا عکس جمیل بھی۔ اس طرح اس کے مطالعہ سے ادب و عشق دونوں کا امتزاج اور اس کا فائدہ قارئین کو بیک وقت حاصل ہوتا ہے۔

اسی لئے الجامعۃ الاشرفیہ کی ان دونوں پیشکشوں کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھتے ہوئے بہت سے مدارس اہل سنت ہند و پاک نے انھیں اپنے یہاں داخل نصاب کر لیا ہے۔

الشعر الجمیل

از مولانا یسین اختر مصباحی،

عربی زبان کے معیاری قصائد و ابیات کا ایک عظیم و جلیل مجموعہ۔

جس میں، عہد جاہلیت کی فطری اور خالص شعری خصوصیات سے بھرپور کلام کے وہ ممتاز نمونے بھی ہیں جن پر اہل زبان کو بجا طور پر فخر ہے نیز عہد اسلام اور بعد کے عمدہ اور منتخب اشعار بھی ہیں تاکہ اس کے ذریعہ نظم میں اخلاق و کردار کی حفاظت و سلامتی کے ساتھ ذوق شعر و شاعری کو تسکین دیا جائے۔ نصاب تعلیم میں یہ قابل قدر اضافہ ایک عظیم خلا کو پر کرے گا۔

رابطہ کا پتہ

المجمع الاسلامی (اسلامی اکیڈمی) مبارکپور اعظم گڈھ یوپی، ھند۔

المجمع الاسلامی مبارکپور

کی

قلمی خدمات

		قیمت
۱۔ نور الایمان (مترجم) (زیارتِ آثارِ مقدسہ)	افتخار احمد قادری	۱۰/-
۲۔ امام احمد رضا (اربابِ علم و دانش کی نظر میں)	یٰسین اختر مصباحی	۸/-
۳۔ المدیح النبوی	(عربی ترجمہ) " "	۱۲/-
۴۔ الادب الجمیل	(عربی ترجمہ) افتخار احمد قادری	۱۲/-
۵۔ الفضل الموہبی (معرب) (مسلک امام اعظم اور حدیث صحیح)	"	

مرکزی مجلس رضا لاہور سے مفت تقسیم ہوئی

		قیمت
۶۔ ارشاداتِ اعلیحضرت	محمد عبد المبین نعمانی	۳/۵۰
۷۔ تدوینِ قرآن	محمد احمد مصباحی	۱۰/-
۸۔ فضائلِ قرآن	افتخار احمد قادری	۱۵/-
۹۔ گنبدِ خضرا	اختر مصباحی	۵/-
۱۰۔ امام احمد رضا اور رد بدعات و منکرات	اختر مصباحی	۱۵/-
۱۱۔ سوانح محدث دہلوی	محمد عارف اللہ قادری	۲/۵۰
۱۲۔ تصنیفات امام احمد رضا	محمد عبد المبین نعمانی	

اشاعتی خدمات

		قیمت
۱۔ مقالات امجدی	مفتی شریف الحق امجدی	۳/-
۲۔ امتیاز حق (فضل حق خیر آبادی اور اسمٰعیل دہلوی کے سیاسی کردار کا تقابلی جائزہ)	راجہ غلام محمد	۶/-
۳۔ فاضل بریلوی (علماء حجاز کی نظر میں)	پروفیسر مسعود احمد دہلوی	۱۰/-
۴۔ حقوق اولاد	امام احمد رضا قادری	۰/۶۰
۵۔ حقوق والدین	" "	[illegible]
۶۔ معانقہ عید	" "	۲/۵۰
۷۔ خلافت صدیق و علی	" "	۰/۹۰
۸۔ تخلیق ملائکہ	" "	۰/۰۵
۹۔ ذبیحۂ اولیاء	" "	۰/۶۰
۱۰۔ جد الممتار علیٰ رد المحتار اول۔ عربی معروف بہ حاشیۂ شامی	" "	۲۵/-
۱۱۔ ارشاد القرآن، حضرت حافظ ملت، ہدیہ دعائے خیر		

رابطہ کا پتہ:۔ المجمع الاسلامی (اسلامی اکیڈمی) مبارکپور، ضلع اعظم گڑھ